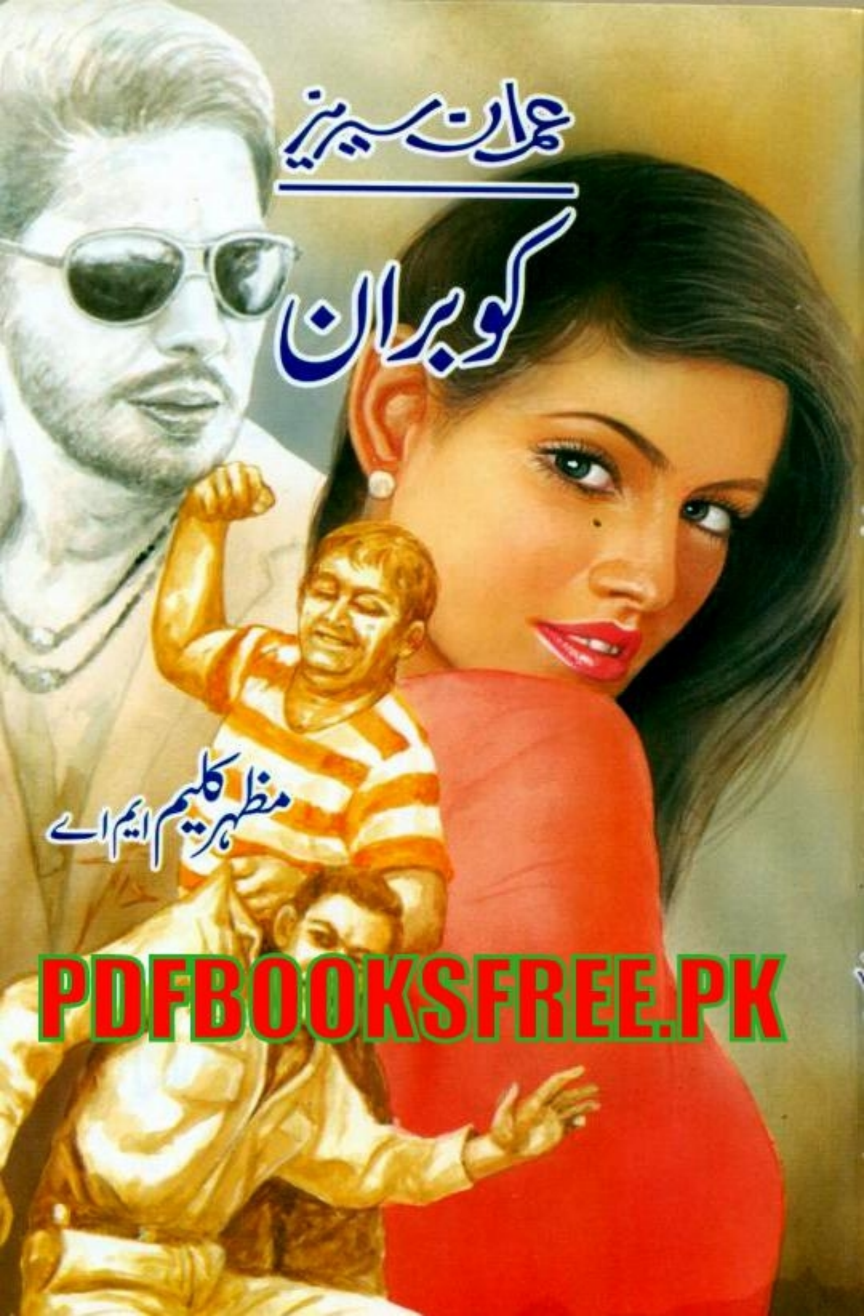
عمران سیریز
کوبران
مظہر کلیم ایم اے
PDFBOOKSFREE.PK

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ چویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 140/-

COURTESY www.pdfbooksfree.pk

چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''کوبران'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں مرکزی کردار سنیک کلرز جوانا اور جوزف کا ہے البتہ عمران نے ان کی رہنمائی کی اور ٹائیگر نے بطور معاون کام کیا ہے۔ کوبران ایک ایسی بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جس کے چہرے پر خلق خدا کی امداد کرنے والوں کا چہرہ لگا ہوا ہے لیکن درحقیقت یہ مختلف ممالک سے نوجوان عورتوں کو اغوا کر کے بڑے منظم طریقے سے دوسرے ملکوں میں فروخت کر دیتے تھے۔ پاکیشیا میں بھی وہ اس مذموم اور سنگین جرائم میں پوری طرح ملوث تھے۔

یہاں ان کے تین اڈے تھے جن پر دنیا بھر کے غنڈے اور بدمعاش لوگ قابض تھے لیکن ان اڈوں کا اصل مقصد یہاں اغوا شدہ عورتوں کو اکٹھا کرنا اور دوسرے ملکوں میں فروخت کرنا ہوتا تھا۔ یہاں جب سنیک کلرز کو اس مذموم کاروبار کا علم ہوا تو وہ حرکت میں آ گئے اور پھر بدمعاشوں اور غنڈوں کو ایسا سبق پڑھا دیا گیا کہ شاید اس کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ اغوا شدہ لڑکیوں کو چھڑوا کر ان کے گھروں تک پہنچا دیا گیا۔ اس کاروبار کے مکمل خاتمے کے لئے سنیک کلرز نے عمران کی رہنمائی اور ٹائیگر کے تعاون سے

ایک یورپی ملک میں کوبران کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا۔ ایسے ہیڈ کوارٹر پر جسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور کوبران نے سنیک کلرز کے خاتمے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اپنے گروپس کو سامنے لایا گیا لیکن سنیک کلرز کی پیش قدمی نہ روکی جا سکی۔

اس ناول میں قارئین کو وہ سب کچھ ملے گا جن کی وہ اپنے خطوط میں فرمائش کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ ناول کے بارے میں اپنی آراء سے ضرور مطلع کریں گے۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی پڑھ لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

رحیم یار خان سے آصف اسد اللہ لکھتے ہیں کہ میں گذشتہ بیس سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کے ناول بیحد پسند ہیں اور اس طرح مجھے آپ سے ہمکلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے۔ آپ کی خرابی صحت کا علم ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم آصف اسد اللہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول بے حد پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ نے مجھے جن دعاؤں سے نوازا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اسلام آباد سے غلام کبریا خان نیازی لکھتے ہیں۔ طویل عرصہ بعد آپ کو خط لکھ رہا ہوں کیونکہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ عمرہ پر گیا

تو میں نے سوچا کہ اب ناول نہ پڑھے جائیں لیکن پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اور یہ سوچ کر کہ ناول پڑھنا تو کوئی گناہ نہیں ہے میں نے ناول پڑھنے شروع کر دیئے اور آپ کا ناول 'سنگین جرم' پڑھا جس میں نوجوان عورتوں کے اغوا اور پھر دوسرے ملکوں میں نیلامی کے حقیقتاً سنگین جرم پر آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔ پڑھنے والوں کو حقیقتاً اس جرم کی شدت اور گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے لیکن اس سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے اس موضوع پر ایک ناول 'بلیک کرائم' لکھا تھا وہ بھی پڑھا۔ شاندار ناول تھا۔ لیکن شاید یہ واحد موضوع ہے جس کی شدت کو سمجھتے ہوئے آپ نے اس پر دو ناول لکھے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم غلام کبریا خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے یقیناً اپنے طور پر سوچ لیا ہوگا کہ عمرہ سے واپس آنے کے بعد ناول نہ پڑھے جائیں۔

آپ کو میرے پہلے ناول سے لے کر آج تک ساڑھے چھ سو سے زائد لکھے گئے ناولوں میں نہ ہی کوئی فحاشی ملے گی اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس سے انسان گناہ گار ہوتا ہے۔ میرے ناولوں میں کردار کو بلند رکھنے کا غیر شعوری سبق ملتا ہے اور دلوں سے پیار اور محبت کے جذبات کے ساتھ ساتھ مسلسل محنت اور جدوجہد کا سبق ملتا ہے۔ اس طرح مسلسل پڑھنے والے قارئین جن میں ان پڑھ سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد، عورتیں اور نوجوان شامل ہیں میرے

ناولوں سے محبت کرتے ہیں۔ بے شمار افراد ایسے ہیں جو ناول خود نہیں پڑھ سکتے تو کسی پڑھنے والے کے ساتھ بیٹھ کر ناول سنتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض افراد نے میرے ناول پڑھنے کے لئے پڑھنا اور لکھنا سیکھا۔ ہزاروں نوجوانوں نے اچھے کردار کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو گندگیوں اور گناہوں سے دور رکھا۔ اسی طرح میرے ناول دینی مدارس کی لائبریریوں میں بھی رکھے جاتے ہیں۔ جہاں دینی تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان اور بزرگ باقاعدگی سے انہیں پڑھتے ہیں۔ ایک دینی مدرسے کے مُبلّغ نے مجھے بتایا کہ آپ کے ناولوں سے بھری ہوئی دو الماریاں میرے مدرسے کی لائبریری میں موجود ہیں البتہ ہم ان کے ٹائٹل پھاڑ کر علیحدہ کر دیتے ہیں کیونکہ ٹائٹل پر تصویریں ہوتی ہیں۔ آپ نے بڑا اچھا فیصلہ کیا کہ دوبارہ میرے قارئین کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سر عبدالرحمٰن اپنے آفس میں بیٹھے ایک ضروری فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ بیرونی دروازے پر موجود پردہ ہٹا اور ان کا دیرینہ چپڑاسی امام الدین اندر داخل ہوا تو سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھا کر اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

"سلیمان حاضری چاہتا ہے صاحب"...... امام الدین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سلیمان۔ کون سلیمان"...... سر عبدالرحمٰن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چھوٹے صاحب کا باورچی سلیمان"...... امام الدین نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسے کیا ہوا۔ بلاؤ اسے اندر"...... سر عبدالرحمٰن نے چونک کر کہا تو امام الدین سر ہلاتا ہوا مڑا اور آفس سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد پردہ ہٹا اور سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے

چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے سر عبدالرحمٰن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''وعلیکم السلام۔ کیا ہوا ہے سلیمان۔ خیریت تو ہے نا۔ عمران کہاں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''صاحب ٹھیک ہیں۔ میں ایک ذاتی پریشانی کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں بڑے صاحب۔ آپ کے علاوہ مجھے اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا''...... سلیمان نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے کرسی پر بیٹھو اور بتاؤ۔ میرے لئے جس طرح عمران ہے اسی طرح تم بھی ہو۔ بتاؤ کیا ہوا ہے اور اطمینان رکھو تمہارا کام میں ذاتی سمجھ کر کراؤں گا''...... سر عبدالرحمٰن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو سلیمان جو سر جھکائے کھڑا تھا آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر عبدالرحمٰن نے سامنے کھلی فائل بند کر کے اسے میز کی سائیڈ میں موجود ٹوکری میں رکھ دیا۔

''صاحب۔ میری شادی شدہ بڑی بہن فاخرہ پنڈ گھرام میں رہتی ہے۔ اس کی دو جڑواں بیٹیاں ہیں۔ اس وقت وہ دونوں میٹرک میں پڑھ رہی ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہاں سے فون آیا ہے کہ اچانک دو بڑی جیپوں میں سوار افراد نے میری بہن کے گھر پر حملہ کر دیا اور میری دونوں بھانجیوں کو زبردستی اغوا کرنے لگے۔ شور پر دیہاتی اکٹھے ہو گئے تو وہ صرف ایک کو لے کر جیپوں میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ گاؤں سے قریب ہی تھانہ ہے وہاں جا کر میرے

بہنوئی اور اس کے رشتہ داروں نے ایف آئی آر کرانے اور بچی کو برآمد کرنے کے لئے کہا تو پولیس نے انہیں ٹال دیا ہے۔ پولیس چاہتی تو ناکہ بندی کر کے مجرموں کو گرفتار کر سکتی تھی لیکن انہوں نے بھاری رشوت طلب کی جو ہم نہ دے سکتے تھے۔ اس لئے وہ ہراساں کر رہے ہیں۔ میری بہن اور بھانجی کا رو رو کر برا حال ہے۔ مجھے کچھ دیر پہلے فون پر یہ سب کچھ بتایا گیا ہے۔ مجھے سوائے آپ کے کوئی نظر نہیں آیا اس لئے میں حاضر ہوا ہوں''۔ سلیمان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''دیہاتی دشمنی کا چکر تو نہیں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''نہیں جناب۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اغوا کرنے والے پینٹس اور شرٹوں میں ملبوس تھے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ شہری انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ دیہاتی لوگوں نے ان کو گھیرنا چاہا تو وہ فائرنگ کرتے ہوئے میری بھانجی کو جیپ میں ڈال کر لے گئے البتہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ جلدی کرو چیف سائیں نے حکم دیا ہے کہ دونوں لڑکیوں کو اغوا کیا جائے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گاؤں کا نام مجھے لکھواؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے سامنے موجود رائٹنگ پیڈ کو اٹھا کر سامنے رکھتے ہوئے کہا اور قلمدان سے پین نکال کر کھول لیا۔ سلیمان نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ سر عبدالرحمٰن اس کی بتائی ہوئی باتیں نوٹ کر رہے تھے۔

’’تم فکر نہ کرو سلیمان۔ تمہاری بھانجی ہماری بھی بیٹی ہے۔ میں ابھی اس کی برآمدگی کا بندوبست کرتا ہوں‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

’’حکم سر‘‘...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’آئی جی سے میری بات کراؤ۔ ابھی فوراً‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر عبدالرحمٰن نے رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

’’سر۔ آئی جی صاحب سے بات کریں۔ وہ لائن پر ہیں‘‘۔ ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

’’ہیلو۔ عبدالرحمٰن بول رہا ہوں‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

’’سلام سر۔ میں آئی جی نوازش بول رہا ہوں۔ کوئی حکم سر‘‘۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’آئی جی صاحب۔ آپ کے محکمہ پولیس کو کیا ہو گیا ہے۔ کھلے عام گھروں میں گھس کر نوجوان بچیاں اٹھائی جا رہی ہیں اور پولیس والے الٹا رشوت طلب کرتے ہیں‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’سوری سر۔ مسئلہ کیا ہے‘‘...... آئی جی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن نے سلیمان کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

’’کون سی جگہ ہے سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر عبدالرحمٰن نے پیڈ پر نظریں جماتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

’’کون سا تھانہ لگتا ہے سر اس گاؤں کو‘‘...... آئی جی نے پوچھا۔

’’سلیمان۔ کون سا تھانہ لگتا ہے گاؤں کو‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے سامنے بیٹھے ہوئے سلیمان سے کہا تو سلیمان نے تھانے کا نام بتا دیا جو سر عبدالرحمٰن نے دوہرا دیا۔

’’آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ابھی پورے ضلع کی ناکہ بندی کرا دیتا ہوں۔ ہم بچی کو برآمد کر لیں گے اور متعلقہ پولیس افسران کو بھی غفلت کا بھرپور سبق دیا جائے گا‘‘...... آئی جی نے کہا۔

’’آئی جی صاحب۔ روایتی باتیں نہ کریں۔ مجھے دو گھنٹے کے اندر اپنی بچی واپس چاہئے ورنہ میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سیک کرا دوں گا‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’آپ بے فکر رہیں سر۔ میں روایتی باتیں نہیں کر رہا۔ کام ہو گا اور فوری ہو گا‘‘...... دوسری طرف سے آئی جی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اور ہاں۔ اس واردات میں کوئی ساگی گروپ ملوث ہے جسے مجرم چیف ساگی کہہ رہے تھے‘‘...... سر عبدالرحمٰن نے اس انداز میں کہا جیسے انہیں اچانک یاد آ گیا ہو۔

’’یس سر۔ یہ اہم پوائنٹ ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ اللہ حافظ‘‘...... آئی جی نے کہا اور پھر

رابطہ ختم ہو گیا تو سر عبدالرحمن نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"آپ کا شکریہ بڑے صاحب۔ آپ نے میرے لئے اتنا کیا"...... سلیمان نے کہا۔

"ایسی باتیں مت کیا کرو۔ میں اور میری بیگم دونوں تمہیں عمران سے کم نہیں سمجھتے۔ تم نے اس احمق اور الو سے تو نہیں کہا وہ بس باتیں کرنا جانتا ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"نہیں سر۔ وہ فلیٹ میں موجود نہیں تھے۔ کہیں گئے ہوئے تھے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آوارہ گردی کرتا پھر رہا ہو گا۔ سوائے آوارہ گردی کے اسے آتا ہی کیا ہے۔ نانسنس"...... سر عبدالرحمن نے ٹوکری سے فائل نکال کر سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"میں جاؤں بڑے صاحب"...... سلیمان نے کہا۔

"نہیں۔ بیٹھو"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور پھر ان کے ڈور بیل کا بٹن پریس کرنے پر امام الدین پردہ ہٹا کر اندر آ گیا۔

"سلیمان کے لئے ایک بوتل لے آؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... امام الدین نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"بوتل پی کے بے شک چلے جانا اور ایک دو گھنٹوں میں ضرور بہتری کی اطلاع آئے گی تو میں تمہیں تمہارے فلیٹ پر اطلاع دے

[illegible] رشتہ داروں کو تسلی

دے دینا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"جی بڑے صاحب"...... سلیمان نے کہا۔ اسی لمحے امام الدین اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشروب کی ایک بوتل موجود تھی جس میں سٹرا بھی موجود تھا۔ اس نے بوتل سلیمان کے ہاتھ میں دے دی۔

"امام الدین"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"جی صاحب"...... امام الدین نے چونک کر کہا۔

"ڈرائیور کو کہہ دو کہ سلیمان کو اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر آئے"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"جی صاحب"...... امام الدین نے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان بھی اجازت لے کر آفس سے باہر آ گیا اور پھر سرکاری کار میں بیٹھ کر وہ واپس فلیٹ پر پہنچا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس دوران عمران واپس آ چکا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... تھوڑی دیر بعد اندر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان ہوں صاحب"...... سلیمان نے جواب دیا تو دروازہ کھلا اور عمران، سلیمان کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کہاں گئے تھے۔ اس وقت تو تمہارا باہر

جانے کا وقت نہ تھا اور تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور واپس سٹنگ روم کی طرف مڑ گیا۔ سلیمان بھی دروازہ بند کر کے سٹنگ روم میں آ گیا اور اس نے تمام تفصیل اسے بتا دیں۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ پھر تم کہاں گئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"میں بڑے صاحب کے پاس گیا تھا۔ انہوں نے آئی جی کو فون کر کے حکم دیا ہے کہ فوری بچی کو برآمد کرایا جائے۔ انہوں نے مجھے بوتل پلائی۔ اپنا کام چھوڑ کر میرے لئے فون کیا۔ مجھے اپنی سرکاری کار میں یہاں فلیٹ پر پہنچایا۔ وہ واقعی بڑے دل کے بڑے صاحب ہیں"...... سلیمان نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ساگی کون ہے ٹائیگر سے معلوم کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ عمران نے ٹائیگر کے سیل فون کا نمبر پریس کیا تھا۔

"ٹائیگر۔ کوئی ساگی ہے جس کے آدمی جبراً لڑکیاں ان کے گھروں سے اغوا کرتے ہیں۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم تو نہیں ہے لیکن تفصیل بتا دیں تو میں اسے ٹریس کر

لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے سلیمان کی بھانجی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ تو ظلم ہے میں اسے زمین کی آخری تہہ سے بھی برآمد کر لاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جلدی اسے تلاش کرو"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں اپنی بہن کے گھر فون کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے مزید صورتحال معلوم ہو سکے"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور کرو۔ بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو سلیمان سائیڈ پر ہو کر قالین پر بیٹھ گیا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ دوسری طرف سے جو کچھ کہا جائے وہ عمران بھی سن لے۔

"ہیلو افضل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سلیمان بول رہا ہوں مہر افضل۔ کیا ہوا فرخندہ کا"۔ سلیمان نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

"تم نے تو کمال کر دیا سلیمان۔ تمہارا اتنا رعب ہو گا ہمیں تصور تک نہ تھا۔ یہاں تو ہمارے گاؤں میں پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ پہنچ گیا ہے۔ ڈی ایس پی، ایس پی، ایس ایس پی، ڈی آئی جی،

حتیٰ کہ سب سے بڑا افسر آئی جی خود یہاں پہنچ گیا۔ ایس ایچ او سمیت پورے تھانے کے عملے کو معطل کر کے لائن حاضر کر دیا۔ پورے ضلع کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور اب جلد ہی ہماری بچی واپس مل جائے گی''...... مہر افضل نے جواب دیا۔

''یہ میرا رعب نہیں بڑے صاحب کا رعب ہے۔ انہوں نے براہِ راست آئی جی صاحب کو فون کر کے دباؤ ڈالا ورنہ پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سسپنڈ کرنے کی دھمکی دی تھی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں بڑے صاحب کی بہت مہربانی ہے کہ اپنے ملازم کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں''...... مہر افضل نے کہا۔

''وہ ملازموں کو ملازم نہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ میں کچھ دیر بعد دوبارہ فون کروں گا''...... سلیمان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''مجھے یقین ہے کہ پولس اسے ڈھونڈ نکالے گی۔ پولیس کو ہر مجرم کے بارے میں پوری معلومات ہوتی ہیں۔ صرف وہ کام نہیں کرتی''...... عمران نے کہا۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہو''...... سلیمان نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''کہاں جا رہے ہو''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''ارے نہیں۔ جب تک اچھی اطلاع نہ آ جائے میرا دل کسی

چیز میں دلچسپی نہیں محسوس کرتا''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ واقعی خشک تھا۔ اسے شاید ہنسنا تو ایک طرف مسکرانا بھی بھول گیا تھا۔

''عبدالرحمٰن بول رہا ہوں۔ سلیمان کہاں ہے''...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمٰن کی آواز سنائی دی۔

''موجود ہے ڈیڈی۔ یہ لیں بات کریں''...... عمران نے کہا اور رسیور سلیمان کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں بڑے صاحب''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مبارک ہو۔ پولیس نے بچی برآمد کر لی ہے۔ اصل مجرم ساگی اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان فرار ہو گیا لیکن اس کے آٹھ ساتھی پولیس مقابلے میں مارے گئے ہیں اور تمہاری بھانجی کے ساتھ آٹھ اور اغوا شدہ لڑکیاں ملی ہیں اور ہاں پولیس نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ تمہاری بہن کے ہمسائے کا ایک لوفر بیٹا ہے روشن۔ اس نے دونوں لڑکیوں کے بارے میں ساگی کو اطلاع دی تھی۔ ساگی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ بین الاقوامی انسانی سمگلروں کے گینگ سے تعلق رکھتا ہے۔ بہرحال یہ پولیس کا کام ہے کہ اس کے خلاف

کارروائی کرے۔ تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی اور بچی صحیح سلامت اور باعزت انداز میں واپس آ گئی“...... سر عبدالرحمٰن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ سب آپ کی مہربانی ہے بڑے صاحب ورنہ پولیس والے تو ہماری بات تک نہ سن رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا“...... سلیمان نے کہا۔

”نہیں مہربانی کی کوئی بات نہیں یہ میرا فرض تھا۔ اللہ حافظ“۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”مہر افضل بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

”سلیمان بول رہا ہوں مہر افضل۔ بڑے صاحب نے بتایا ہے کہ بچی برآمد کر لی گئی ہے“...... سلیمان نے کہا۔

”ہاں۔ مبارک ہو۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تمہاری بہن اور ہم سب تم سے خوش ہیں۔ پولیس والے بچی پہنچا گئے ہیں“...... مہر افضل نے کہا۔

”یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ میری طرف سے سب کو مبارک باد اور سلام کہہ دینا“...... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مبارک ہو سلیمان۔ اللہ تعالیٰ نے واقعی کرم کر دیا ہے لیکن یہ بین الاقوامی گینگ کے انسانی سمگلر اس طرح کے کام بڑے دھڑلے سے یہاں کرتے پھر رہے ہیں اور کوئی ان کے خلاف کارروائی نہیں کرتا“...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلیمان اس کی بات کا جواب دیتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)“...... عمران نے دوبارہ اپنے ٹریک پر آتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں ٹائیگر۔ اس ساگی کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”باس۔ پولیس نے اس کے اڈے پر چھاپہ مارا ہے وہ خود تو وہاں سے نہیں ملا البتہ اس کے آٹھ ساتھیوں کو مقابلے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے اغوا شدہ لڑکیاں بھی پولیس کو ملی ہیں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی ڈیڈی نے بھی فون کر کے سلیمان کو یہ مسرت بھری خبر دی ہے اور ساتھ ہی مبارک باد بھی دی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے ساگی اپنے کئی ساتھیوں سمیت کافرستان فرار ہو گیا ہے اور اس کا تعلق ایک بین الاقوامی انسانی سمگلروں کے گینگ سے ہے۔

تم اس کے بارے میں مزید انکوائری کرو۔ ایسے لوگ زہریلے سانپوں سے بھی زیادہ معاشرے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان کا سر جس قدر جلد کچلا جائے اتنا ہی بہتر ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

رانا ہاؤس کے وسیع و عریض برآمدے میں کرسیاں ڈالے جوزف اور جوانا بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کی کرسیوں کے ساتھ چھوٹی میزیں پڑی ہوئی تھیں جن پر ناشتے کا سامان اور اخبار پڑا ہوا تھا۔

"یہ کیا زندگی ہے جوزف۔ تمہیں اور مجھے نجانے کس جرم کی سزا مل رہی ہے کہ ہم پوری دنیا سے لاتعلق ہو کر اکیلے پڑے ہیں۔ اب تو دس پندرہ دن سے پہلے ماسٹر بھی ادھر نہیں آتے"۔ اچانک جوانا نے کہا تو ساتھ بیٹھا ہوا جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔ اسے ہنستے دیکھ کر جوانا کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم ہنس رہے ہو کیوں"...... جوانا نے غصیلے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

"تم پر پھر اکیلے پن کا دورہ پڑا ہے۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہو کہ نجانے تمہیں کیا ہو جاتا ہے"...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

"تمہیں احساس نہیں ہوتا اکیلے پن کا"...... جوانا نے کہا۔

"کتنی بار بتایا ہے میں نے تمہیں کہ تمہارے آنے سے پہلے میں بالکل اکیلا رہتا تھا۔ پھر تم آ گئے اور ہم دونوں یہاں رہ رہے ہیں اور آقا کے حکم کی تعمیل غلام کا فرض ہوتا ہے۔ اس میں رونا کس بات کا"...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ہوا۔ مجھے ذرا آسان زبان میں سمجھاؤ"...... جوانا نے کہا تو جوزف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں نے افریقی زبان تو نہیں بولی کہ تمہیں سمجھ نہیں آ سکی۔ سیدھی سی بات ہے عمران صاحب میرے آقا ہیں اور میں ان کا غلام۔ انہوں نے مجھے یہاں رہنے کا حکم دیا ہے اور میں ان کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اگر وہ مجھے حکم دیں کہ جا کر سڑک کے درمیان کھڑے ہو جاؤ تو میں وہاں جا کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ میری ڈیوٹی آقا کی غلامی ہے"...... جوزف نے کہا۔

"لیکن میں تو غلام نہیں ہوں"...... جوانا نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"تم باس کو ماسٹر کہتے ہو یا نہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ ماسٹر آقا کو کہا جاتا ہے نہ کہ غلام کو"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"گڈ۔ تمہاری دلیل نے مجھے لاجواب کر دیا ہے لیکن یہاں

آنے سے پہلے میں نے پوری زندگی انتہائی گہما گہمی میں گزاری ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے جیسے میں کسی قبرستان کا مجاور ہوں"۔ جوانا نے کہا۔

"میں باس سے بات کرتا ہوں۔ تمہارا یہ ڈپریشن کا دورہ وہی ختم کر سکتے ہیں ورنہ پھر دیوار میں ٹکریں مارنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا"...... جوزف نے کہا اور پاس پڑی چھوٹی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جوانا خاموش بیٹھا رہا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے عمران کی واضح آواز سنائی دی۔ یقیناً جوزف نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔

"جوزف بول رہا ہوں باس رانا ہاؤس سے"...... جوزف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات جوزف۔ کیا ہوا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوزف بغیر انتہائی ضرورت کے فون نہیں کرتا تھا۔

"باس۔ جوانا کو پھر ڈپریشن کا شدید دورہ پڑا ہے۔ وہ کسی بچھڑی ہوئی کونج کی طرح بیٹھا رو رہا ہے کہ اسے اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے ورنہ یہاں آنے سے پہلے وہ بے حد گہما گہمی میں رہنے کا عادی تھا اور باس وہ آپ کے بارے میں بھی گلہ کر رہا ہے کہ آپ نے

بھی رانا ہاؤس آنا چھوڑ دیا ہے"...... جوزف نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اس کا دورہ درست ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بھی درست ہے۔ اس سے پوچھو کہ اگر وہ واپس ایکریمیا جانا چاہتا ہے تو میں اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا۔ اسے ایکریمیا جانے اور وہاں ایڈجسٹ ہونے کے تمام اخراجات بھی میں ادا کروں گا لیکن اگر کچھ عرصے بعد وہ واپس آنا چاہے گا تو پھر واپسی ناممکن ہو گی۔ دوسری صورت میں تم دونوں ایسی مصروفیات ڈھونڈ لو جس سے ڈپریشن کا خاتمہ ہو سکے۔ ہاں تم دونوں نے ایک تنظیم بنائی ہوئی تھی سنیک ،کلرز۔ ٹائیگر بھی تمہارا ساتھی تھا۔ اس تنظیم کو تم نے ختم کر دیا حالانکہ تمہارے کہنے پر میں نے سر سلطان سے کہہ کر اسے باقاعدہ سرکاری تنظیم قرار دلوایا تھا۔ معاشرہ میں نہ صرف سانپوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے بلکہ وہ زیادہ بڑے اور زیادہ زہریلے ہوتے جا رہے ہیں اور ہمارے ملک میں ان کو کچلنے والے ادارے جیسے پولیس اور انٹیلی جنس ہے بھنگ پی کر سو رہے ہیں۔ بے چارے سلیمان کے ساتھ ایک المیہ ہوا۔ اگر وہ ڈیڈی کے پاس نہ پہنچ جاتا اور ڈیڈی آئی جی پولیس کو سختی سے حکم نہ دے دیتے تو اس کی بھانجی اس طرح واپس برآمد نہ ہوتی لیکن ہر شخص تو ایسی اپروچ نہیں رکھتا۔ وہ تو بے چارہ باقی زندگی رو رو کر ہی گزارتا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ کیا ہوا ہے سلیمان کے ساتھ"...... جوزف نے پوچھا تو جوانا بھی چونک پڑا۔ جواب میں عمران نے انہیں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں ان زہریلے سانپوں کا سر کچلنا چاہئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جوانا اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتا۔ یہ ایک آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے کلب کے ہال میں بیٹھے تمام افراد کو مشین گن سے ہلاک کر دیتا ہے جس پر حکومت، پریس، میڈیا سب چیخ پڑتے ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"وہ شروع شروع کی بات تھی اب جوانا پہلے سے زیادہ سمجھ دار ہے۔ پھر تم جیسی نائٹ بریکیں اس کے ساتھ ہیں اور سنو میں تمہاری کال آنے سے پہلے سوچ رہا تھا کہ ان کے خلاف فور سٹارز کو حرکت میں لاؤں لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے خیال آیا ہے کہ یہ تمہارے لئے بہترین کام ہے اور صرف اس ساگی کو ہلاک کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا اس کی جگہ کوئی اور ساگی یا پاگی آ جائے گا اس پورے ریکٹ کا خاتمہ ہونا چاہئے اس کے لئے چاہے تمہیں ایکریمیا جانا پڑے یا یورپ۔ خرچہ چیف کا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ان سب کا خاتمہ کر کے دم لوں گا"...... جوانا نے جوزف کے ہاتھ سے فون کا رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"جوزف کو کہہ کر ٹائیگر کو وہاں کال کر کے بلا لو۔ وہ بھی سنیک

بلکرز میں جوزف اور تمہارے ماتحت کے طور پر شامل ہے۔ اسے کہو کہ وہ تمہیں ساگی کو تلاش کرنے میں مدد دے۔ اس ساگی سے اس کے تمام ریکٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور پھر ان سب کا خاتمہ کر دو اور اغوا شدہ لڑکیوں کو واپس ان کے گھروں یا متعلقہ پولیس اسٹیشنوں پر پہنچا دو پھر آگے بڑھو۔ مجھے ساتھ ساتھ حالات بتا دینا۔ وش یو گڈ لک"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"ماسٹر کی مہربانی اور تمہاری بھی۔ چلو اب زیادہ نہ سہی کم سہی کچھ تو حرکت ہو گی۔ اب ساگی کو تلاش کرنا ہے ٹائیگر کو کال کرو"۔ جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ٹائیگر کے سیل فون کے نمبر پریس کر رہا تھا۔

"یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں جوزف۔ خیریت کیسے کال کی ہے"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ باس عمران نے سنیک بلکرز کو ایک ٹاسک دیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ انسانی سمگلروں کا خاتمہ سنیک بلکرز کرے گی اور ٹائیگر تم بھی اس کے رکن ہو اس لئے میں تمہیں کال کر رہا ہوں۔ تم رانا ہاؤس آ جاؤ تاکہ تم سے تفصیلی بات چیت کرنے کے بعد ہم اس کیس کو باقاعدہ اوپن کر سکیں"...... جوزف نے کہا۔

"اس کا چیف تو جوانا ہے۔ مجھے یاد ہے میں پہلے بھی سنیک بلکرز کا ممبر رہا ہوں اور اب بھی تیار ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے"...... جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ماسٹر نے کمال کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں ان سانپوں کا پیچھا کرنے اور انہیں ختم کرنے کا حکم دیا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"وہ اس بین الاقوامی گینگ کے بڑوں کا خاتمہ چاہتے ہیں ٹاپ کے بڑوں کا۔ عام بدمعاشوں کا نہیں تاکہ یہ نیٹ ورک مکمل طور پر ختم ہو جائے"...... جوزف نے کہا۔

"تم تو ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے تم ماسٹر سے بھی زیادہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہو۔ کیا افریقہ میں بھی سیکرٹ سروس ہوتی ہے"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ غلام کا کام آقا کی پیروی کرنا ہے۔ آقا کیسے سوچتا ہے، کس انداز میں سوچتا ہے، کیا سوچتا ہے اور کیوں سوچتا ہے، اس پر غلام غور کرتا ہے اور پھر آقا کی پیروی کرتا ہے۔ اسی طرح آقا اپنے کام کس طرح انجام دیتا ہے غلام نے اس کی پیروی کرنی ہے۔ سلیمان کو دیکھو آقا کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ سوچنے اور بات کرنے میں آقا سے بھی دو قدم آگے ہے"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹائیگر وہاں پہنچ گیا اور تینوں نے

بیٹھ کر باقاعدہ اس سلسلے میں کانفرنس کی۔

"ماسٹر نے حکم دیا ہے کہ پہلے کوئی سائگی ہے اس کا اڈہ اور گروہ ختم کیا جائے اس لئے باقی ساری باتیں بعد میں دیکھیں گے پہلے اس سائگی کا خاتمہ کرنا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"ویسے سائگی کا نام سنیک سے کس قدر ملتا ہے۔ سائگی اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ کافرستان فرار ہو گیا ہے اور وہ اس وقت واپس آئے گا جب پولیس حسب روایت کچھ عرصہ بعد ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ سلیمان کے کہنے پر عمران صاحب کے ڈیڈی نے آئی جی کو جو دھمکی دی تھی کہ اس سمیت پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سیک کر دیا جائے گا اس نے آئی جی سمیت اس بار پولیس ڈیپارٹمنٹ کو ہلاک کر رکھ دیا ہے ورنہ پولیس تو لاکھوں روپے رشوت لیتی ہے اور پھر بھی آدھا کام کرتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ سیک کر دینے کا کیا مطلب ہوا ٹائیگر"...... جوزف نے کہا۔

"سیک کرنے کا مطلب ہے کہ بوری میں بند کر دیا جائے گا اور آئی جی کو معلوم ہے کہ سیکرٹری داخلہ سر دانش حسین، سر عبدالرحمن کا کہا کبھی ٹال ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تمام بڑے پولیس افسر واقعی سیک کر دیئے جاتے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ یہ سائگی کافرستان میں کہاں گیا ہے اور کس راستے سے گیا ہے یہ تو معلوم کرو کیونکہ ہم یہاں بیٹھ کر اس کا انتظار نہیں

کر سکتے۔ ہمیں پوری دنیا میں جانے کی باس نے اجازت دی ہے اس لئے ہم کافرستان جا کر اس کا سر کچل دیں گے"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے بھی اس سلسلے میں معلومات حاصل کر لی ہیں کیونکہ عمران صاحب سے اجازت لے کر میں خود اس کی سرکوبی کرنا چاہتا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے"...... جوزف اور جوانا دونوں نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"راجستھان، پاکیشیا سے ملحقہ ایک بڑا علاقہ ہے جہاں ریگستان اور پہاڑیاں ہیں۔ راجستھان کے لوگ بے حد بہادر ہوتے ہیں اور وہ بُرائی کے خلاف ہمیشہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن اب یہ بات پرانی ہو چکی ہے۔ اب آدھے سے زیادہ راجستھان کی آبادی بدمعاشوں، سمگلروں اور مجرموں پر مشتمل ہے۔ بہرحال راجستھان کا ایک بڑا شہر ہے جسے پراگنا کہا جاتا ہے۔ پراگنا ایک گنجان آباد اور خاصا وسیع شہر ہے۔ وہاں سیاحوں کے لئے کلب، جوئے خانے، شراب خانے، ہوٹل سب کچھ خاصی تعداد میں اس لئے موجود ہے کہ پراگنا کے نواح میں ریت میں پہاڑیوں کی صورت میں کافرستان کے قدیم ترین آثار قدیمہ ہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کافرستان کے سب سے بڑے راجا بکیر ماجیت کے دور کے ہیں جس کے نام سے بکری سال بھی چل

رہا ہے۔ یہ ہمارے ہاں جو دیسی مہینے ہیں جن مہینوں کو دیکھ کر فصلیں کاشت کی جاتی ہیں جیسے ہاڑ، بیساکھ، ساون، بھادوں وغیرہ یہ بکری مہینے ہیں اور بکری سال بھی اس طرح ساتھ ساتھ چلتا ہے جیسے ہمارے ہاں ہجری اور عیسوی سال چلتے ہیں۔ یہ دور دور تک پھیلے ہوئے آثار قدیمہ تمام دنیا کے سیاحوں کے لئے اس قدر کشش رکھتے ہیں کہ پراگنا میں ہر وقت جیسے سیاحوں کا میلہ لگا رہتا ہے اور خاص طور پر سردیوں میں رش بڑھ جاتا ہے۔ پراگنا کے نواح میں ایک علاقہ ہے جس کا نام سادھن ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی قدیم دور کی حویلی ہے۔ اس حویلی کو گھاچو چوپال کہا جاتا ہے۔ یہ حویلی پہلے کسی سادھو کے نام سے منسوب تھی اور سادھو کا ڈیرہ کہلاتی تھی اس کے بعد طویل عرصہ تک یہ حویلی راجستھان کی ایک بڑی سیاسی شخصیت کی ملکیت رہی۔ اس اہم شخصیت سے یہ حویلی ایک مقامی بدمعاش کھوچو کو منتقل کر دی گئی۔ کس طرح اس کے نام ہوئی اس کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس کا موجودہ مالک اس بدمعاش گھاچو کا بیٹا پنڈت لال ہے۔ اسے سب پنڈت کہتے ہیں۔ اس نے اس حویلی کو پوری دنیا کے بدمعاشوں، سمگلروں اور مجرموں کا وی آئی پی ہوٹل بنا دیا ہے۔ وہ ان سے بھاری رقومات اس حویلی میں رہائش پذیر افراد سے بطور کرایہ وصول کرتا ہے۔ وہاں بے شمار مسلح افراد ان کی حفاظت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ یہ جگہ پوری دنیا میں سب سے محفوظ سمجھی جاتی ہے۔ پولیس، فوج اور کوئی

سرکاری ادارہ ادھر پر بھی نہیں مار سکتا۔ یہ پنڈت بھاری رقم لے کر ہر ایسے بدمعاش، سمگلر اور اعلیٰ سطح کے مجرم کو جسے کسی سے کوئی خطرہ ہو پناہ دے دیتا ہے اور سائگی اور اس کے آٹھ ساتھی بھی گھاچو چوپال میں موجود ہیں یہ بات حتمی ہے“...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس بارے میں ایسے معلومات حاصل کی ہیں جیسے تم نے اس سادھو کے ڈیرے پر کتاب لکھی ہو“...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں جب ٹریننگ کا کام کرتا ہوں تو اسی طرح تفصیلی معلومات حاصل کرتا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اچھا۔ ہم نے تو بہرحال سائگی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف آپریشن کرنا ہے۔ ہم اس اڈے میں کیسے داخل ہوں گے یا انہیں کیسے باہر نکالیں گے۔ کیا کرنا چاہئے ہمیں“...... جوزف نے کہا۔

”کرنا کیا ہے۔ میزائل گنیں لے کر تین اطراف سے اندر داخل ہوں گے اور پوری حویلی کو اڑا دیں گے۔ سائگی اور اس کے ساتھی اگر سانپ ہیں تو وہاں موجود ہر آدمی اپنے علاقے کا زہریلا سانپ ہے“...... جوانا نے کہا۔

”نہیں۔ وہاں کا ماحول ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو۔

وہاں چاروں طرف چیک پوسٹیں ہیں۔ اصل حویلی کافی فاصلے پر ہے اور وہاں پہنچنے کے لئے ان چیک پوسٹوں میں سے کسی نہ کسی کو بہر حال کراس کرنا پڑے گا اور یہاں چیکنگ بھی ہوتی ہے اور آنے والے کے بارے میں پوری تفصیل آگے بھیجی جاتی ہے۔ وہاں سے اگر یس کہا جائے تو آنے والوں کو اندر جانے دیا جاتا ہے ورنہ نہیں۔ اگر ہم نے زبردستی اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو پھر وہاں ہر طرف موجود مسلح افراد ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیں گے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہم اس چیک پوسٹ پر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کر کے انہیں ہلاک کر دیں گے پھر اندر داخل ہو جائیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''میرا ایک آئیڈیا ہے۔ یہ آپ دونوں سن لیں اس کے بعد فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں بتاؤ''...... جوزف اور جوانا دونوں نے ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں انڈر ورلڈ میں ایک گروپ ہے جس کا نام راجا گروپ ہے۔ یہ گروپ پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان جنس کی سمگلنگ کا اونچے پیمانے پر دھندا کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جنس کا مطلب سیکس''...... جوانا نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''جنس یعنی راشن میں گندم، چنا، چاول، مکئی وغیرہ شامل ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا ٹھیک ہے''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راجا گروپ کے اس پنڈت لال سے بہت اچھے تعلقات ہیں۔ راجا گروپ کا سرغنہ مہر اکبر نام کا ایک آدمی ہے۔ وہ پنڈت کے پاس آتا جاتا رہتا ہے۔ یہی وہ واحد آدمی ہے جو وہاں آتا جاتا رہتا ہے اور یہی راجا گروپ کا سرغنہ میرا ایک معاملے میں ممنون احسان ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم نے کسی جرم میں اس کا ساتھ دیا تھا یا اس کے کسی جرم کو چھپایا تھا''...... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے جوزف۔ یہ مہر اکبر اکٹھی جنس خریدتا ہے۔ اس طرح اسے بہت سستی مل جاتی ہے جسے وہ کافرستان میں مہنگی بیچتا ہے۔ اس طرح وہ کافرستان سے پاکیشیا اور پاکیشیا سے کافرستان اجناس بھجواتا رہتا ہے۔ ایک بار اس نے بہت بھاری مقدار میں جنس خریدی۔ یہ سودا انڈر ورلڈ کے ایک آدمی سے ہوا جس نے ایک سال پہلے یہ جنس خرید کی تھی لیکن شاید کس وجہ سے وہ اسے سمگل نہ کر سکا اور دوسرا سال آ گیا۔ اس نے یہ جنس مہر اکبر کو فروخت کر دی۔ میں ایک بار اپنے ایک معاملے کے سلسلے میں اس آدمی کے ساتھ کام کر چکا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تمام جنس

خراب ہے صرف چند بوریاں درست ہیں۔ میں نے یہ بات مہر اکبر کو بتا دی۔ اس نے جا کر چیکنگ کی تو میری بات درست ثابت ہوئی اور مہر اکبر بہت بڑے خسارے سے میری وجہ سے بچ گیا۔ جس پر وہ میرا ممنون احسان ہے۔ میں کہہ کر مہر اکبر سے پنڈت کو فون کرا دوں گا پھر ہم وہاں جائیں گے۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تمہارا نام جوانا ہے اور تمہارا تعلق ایکریمیا سے ہے اور تم پیشہ ور قاتل ہو اور تم جوزف ہو افریقی مجرم ہم تینوں دوست ہیں اور ہم تینوں کو پولیس سے خطرہ ہے اور ہم ایک ماہ کے لئے اس حویلی میں پناہ لینا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مہر اکبر کی وجہ سے یہ مرحلہ انتہائی آسانی سے طے ہو جائے گا پھر ہم وہاں سائگی کو ٹریس کریں گے اس سے دوستی بڑھائیں گے پھر اس کے ساتھ اگریمنٹ کریں گے کہ ہم اسے ایکریمیا بھجوا دیتے ہیں اگر وہ ہمارے ساتھ پاکیشیا چلے۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں پھر ہم وہاں سے واپس پاکیشیا پہنچیں گے تو سائگی کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور ہم سائگی کو رانا ہاؤس لے جائیں گے پھر اطمینان سے اس سے تمام ضروری معلومات حاصل کر کے اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا"...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اور سانپوں کے گھر کا کیا ہو گا۔ کیا اسے ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا"...... جوانا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس بارے میں ایک آئیڈیا ہے۔ ایکریمیا کی جدید ترین ایجاد ہے مائیکرو ڈائنامیٹ سٹک۔ یہ سٹک ماچس کی ڈبیہ جتنی ہوتی ہے۔ اس پر جدید ترین وائرلیس چارجر لگا ہوتا ہے جسے دو میل دور سے بھی ڈی چارج کر کے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ یہ چھوٹی سی ڈبیہ جسے کوڈ میں سٹک کہا جاتا ہے۔ ایک سو میگا پاور کی ہوتی ہے۔ ایک ہی سٹک پوری حویلی کے لئے کافی ہے۔ وہ اسے تنکوں کی طرح اڑا دے گی وہاں موجود تمام افراد سمیت اور سب سے حیرت انگیز بات یہ کہ سٹک پیراشوٹ کے ایک خصوصی کپڑے میں پیک ہوتی ہے اس لئے چیکنگ کے کسی بھی آلے سے چیک نہیں ہو سکتی۔ ویسے ہاتھ میں ہو تو بالکل ماچس دکھائی دیتی ہے اس لئے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ ایک کی بجائے دو سٹکس لے جائیں گے۔ دونوں اکٹھی بلاسٹ کر دی جائیں گی۔ دو سو میگا پاور ڈائنامیٹ تو زمین کے نیچے کا پانی بھی اوپر لے آئے گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن اس کا چارجر کس قسم کا ہے جس کی مدد سے دو میل دور سے اسے ڈی چارج کیا جا سکتا ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"اس پر ایک خصوصی نمبر لکھا ہوتا ہے وہ اپنے سیل فون میں فیڈ کر دو پھر جب بھی تم اس نمبر پر کال کرو گے تو ڈائنامیٹ سٹکس بلاسٹ ہو جائیں گی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"وری گڈ۔ تم واقعی عمران صاحب کے صحیح شاگرد ہو۔ گڈ

شو"...... جوانا نے ٹائیگر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہم کس انداز میں سفر کریں گے۔ فلائٹ کے ذریعے، ریل کے ذریعے، بحری سفر یا سڑک کے راستے"...... جوزف نے کہا۔

"ہم اپنی کار میں ایک خصوصی راستے سے جائیں گے۔ چکر بھی نہیں پڑے گا اور رعب بھی پڑے گا ان بدمعاشوں پر۔ ایسی چیزوں کا بڑا رعب پڑتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر میری کار میں چلو تاکہ مکمل رعب تو پڑے"...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واقعی آپ کی کار تو پورا بحری جہاز ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بڑے فخریہ انداز میں ہنس پڑا۔

"اب تم جا کر باس عمران کو یہ سب تجاویز بتاؤ۔ ہم یہاں سے روانگی کی تیاری کرتے ہیں کیونکہ رانا ہاؤس کو سپیشل حفاظتی سسٹم پر سیلڈ کرنا ہوگا۔ تمہیں باس عمران صاحب جو حکم دیں پھر ویسا ہی کریں گے"...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے"...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر سائیڈ پر موجود پارکنگ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوزف گیٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ ٹائیگر کے باہر جانے کے لئے گیٹ کھول سکے۔

یہ پوش کالونی کی ایک دو منزلہ انتہائی وسیع اور انتہائی شاندار محل نما کوٹھی تھی جس کے جہازی سائز کے گیٹ پر دو باوردی مسلح سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ اس کوٹھی کے ایک آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں اونچی نشست کی ریوالونگ کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن بارعب چہرے کا مالک آدمی بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ یہ پاکیشیا کے دارالحکومت کے چند معززین میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ اس کا نام آغا جبار تھا۔ آغا جبار وسیع وعریض زرعی اراضی کا مالک تھا جسے عرف عام میں جاگیردار کہا جاتا ہے۔ وہ دو بار پاکیشیا کی نیشنل اسمبلی کا رکن رہا تھا اور اب بھی وہ سینٹ کا ممبر تھا۔ اس کا تعلق براہ راست کسی سیاسی پارٹی سے نہ تھا۔ وہ آزاد رہنا پسند کرتا تھا۔ وہ ہر بار آزاد حیثیت سے الیکشن لڑ کر جیتتا تھا اور پھر جو پارٹی حکومت میں ہوتی اس میں شامل ہو جاتا۔ ایک بار وہ وفاقی وزیر بھی رہا تھا۔ زرعی اراضی کے علاوہ اس کا وسیع پیمانے پر سیڈز کا

کاروبار تھا جبار سیڈز کارپوریشن کے نام سے اور وہ ہر فصل کا سیڈ اس قدر شاندار انداز میں تیار کراتا تھا کہ اب جبار سیڈ کو فصل کی کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ سیڈ کے کاروبار میں آئی کون یعنی سب سے بڑی بزنس شخصیت تھا لیکن ہوس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی بلکہ کہا جاتا ہے کہ ہوس رکھنے والے کا منہ پوری دنیا کی دولت بھی نہیں بھر سکتی صرف قبر کی مٹی بھر سکتی ہے۔ آغا جبار بھی ہوس کا مارا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جاگیردار اور بزنس آئی کون ہونے کے باوجود بھی ایک ایسے مذموم کاروبار کا سرپرست تھا جسے سن کر انسان کی روح بھی کانپ اٹھتی تھی اور یہ بزنس تھا نوجوان لڑکیوں کو پاکیشیا کے شہروں اور دیہاتوں سے اغوا کر کے بذریعہ بحری جہاز غیر ملک میں لے جا کر قحبہ خانوں اور مساج گھروں کو فروخت کر دینا۔ گو اسے لوگ انسانی سمگلنگ کہلاتے تھے لیکن یہ اس سے بھی زیادہ مذموم دھندہ تھا۔ آغا جبار مسلسل شراب پینے میں اس طرح مصروف تھا جیسے اس کا دل نہ بھر رہا ہو کہ اچانک پاس پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے شراب کا گلاس ایک طرف رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... آغا جبار نے بڑے مخمور لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں غیاث بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... آغا جبار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بتانے کے لئے جناب کہ سائگی اور اس کے آدمیوں کے خلاف پورے دارالحکومت کی پولیس حرکت میں ہے۔ سائگی اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ کافرستان فرار ہو گیا ہے جبکہ اس کے اڈے پر پولیس نے ریڈ کیا اور وہاں موجود تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا اور آٹھ یا نو لڑکیاں بھی وہاں سے برآمد کر لی ہیں''...... غیاث نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سائگی کا پولیس کے اعلیٰ حکام سے باقاعدہ اور مسلسل رابطہ رہتا ہے اور وہ انہیں بھاری رقومات ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کرتا تھا''...... آغا جبار نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے جناب لیکن سائگی کا تعلق ڈی آئی جی سے تھا۔ آئی جی سے نہیں تھا اور آئی جی صاحب خود حرکت میں آئے اور پورے دارالحکومت کی پولیس کو بھی حرکت میں آنا پڑا اور گو اب یہ کنفرم ہو چکا ہے کہ سائگی اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت سادھو کے ڈیرے پر پہنچ چکا ہے لیکن یہاں پولیس اس کے تمام رشتہ داروں، ملنے والوں، دوستوں اور ہر اس جگہ جہاں وہ ہو سکتا ہے مسلسل چھاپے مار رہی ہے''...... غیاث نے کہا۔

''لیکن ہوا کیا تھا کہ آئی جی کو خود حرکت میں آنا پڑا''...... آغا جبار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے بڑی محنت کر کے اندر کی کہانی معلوم کر لی ہے۔

ساگی کے آدمی نے دو جڑواں بہنیں اغوا کرنے کے لئے رات کو ایک گاؤں پر حملہ کیا لیکن شور پر دیہاتی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ساگی کے آدمیوں کو پکڑنا چاہا تو وہ فائرنگ کرتے ہوئے واپس بھاگ گئے۔ وہ ایک لڑکی کو ہی اٹھا سکے تھے جبکہ دوسری اغوا نہ کی جا سکی"...... غیاث نے کہا۔

"لیکن یہ ایسی کون سی بات ہے کہ آئی جی خود حرکت میں آ گئے۔ یہ عورتیں تو روز سینکڑوں کی تعداد میں اٹھائی جاتی ہیں اور پولیس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کیونکہ وہ ہر ماہ بھاری رقوم وصول کرتے ہیں"...... آغا جبار نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن یہاں ایک اور حیرت انگیز کام ہوا۔ اس گاؤں کے ایک آدمی مہر فضل نے دارالحکومت میں ایک آدمی سلیمان کو فون کر کے اس اغوا کے بارے میں بتایا۔ یہ لڑکیاں اس سلیمان کی بھانجیاں تھیں۔ سلیمان کے بارے میں صرف یہ معلوم ہو سکا ہے کہ یہ دارالحکومت میں کسی آدمی کے پاس باورچی ملازم ہے۔ بہرحال یہ سلیمان سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کے آفس میں پہنچ گیا اور سر عبدالرحمٰن نے آئی جی کو فون کر کے اسے فوری طور پر حرکت میں آنے اور سلیمان کی بھانجی کو برآمد کرانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی دھمکی دی کہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ آئی جی سمیت پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سیک کر دیں گے۔ اس دھمکی نے اثر دکھایا اور پھر اس دور دراز کے عام سے

گاؤں میں آئی جی، ڈی آئی جی، ایس ایس پی، ایس پی اور تمام دارالحکومت کی پولیس پہنچ گئی۔ وہاں موجود تھانے کے پورے عملے کو معطل کر کے لائن حاضر کر دیا گیا۔ پولیس نے وہاں تفتیش کی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ کام ساگی کے آدمیوں کا ہے۔ ویسے بھی وہاں ساگی کا نام کھلے عام لیا گیا تھا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ساگی اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ ایک مشن پر گیا ہوا تھا۔ اسے وہاں اطلاع مل گئی تو واپس اڈے پر آنے کی بجائے کافرستان نکل گیا۔ پولیس نے اڈے پر چھاپہ مارا۔ لڑکیاں برآمد کیں۔ ساگی کے وہاں موجود تمام ساتھیوں کو مقابلہ ظاہر کر کے ہلاک کر دیا گیا اور اس لڑکی کو واپس گاؤں پہنچا دیا گیا اور پھر آئی جی نے خود سر عبدالرحمٰن کو لڑکی کی واپسی کی خوشخبری دی جس پر سر عبدالرحمٰن نے نہ صرف آئی جی کی تعریف کی بلکہ ان کا شکریہ بھی ادا کیا"...... غیاث نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے تم ساگی کی جگہ سنبھال لو اور جب وہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ چار تاریخ قریب آ رہی ہے اس بار کتنی عورتیں بھجوانی ہیں"...... آغا جبار نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں کہ کہاں کہاں کتنی عورتیں جمع کی گئی ہیں اب جا کر معلوم کرنا ہو گا۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں کافرستان جا کر ساگی سے مل کر پوچھ لوں"...... غیاث نے کہا۔

"تمہیں وہاں خود جانے کی ضرورت نہیں۔ جہاں وہ ٹھہرا ہوا

ہے اس کا فون نمبر معلوم کر کے مجھے دو اور خود یہاں سے تفصیل پوچھو“...... آغا جبار نے کہا۔

”اوکے جناب ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی فون کروں گا جناب“...... غیاث نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آغا جبار نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سارا مسئلہ اس سلیمان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس سلیمان کو عبرتناک سزا ملنی چاہئے“...... آغا جبار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رابرٹ بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”آغا جبار بول رہا ہوں“...... آغا جبار نے مخمور لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ سلام سر۔ حکم سر“...... دوسری طرف سے آغا جبار کا نام سنتے ہی بولنے والا کانپ کر رہ گیا کیونکہ اس کی آواز میں لرزش ابھر آئی تھی۔

”تمہیں سائی کے واقعہ کے بارے میں علم ہے یا نہیں“...... آغا جبار نے کہا۔

”معلوم ہے سر۔ حکم سر“...... دوسری طرف سے اسی طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”غیاث کے بقول یہ سب ایک آدمی سلیمان کی وجہ سے سامنے

آیا ہے۔ یہ سلیمان کسی کا باورچی ہے۔ تم سنٹرل انٹیلی جنس بیورو آفس سے معلومات حاصل کرو کہ وہاں کے ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں آنے والا سلیمان کون ہے اور کس کا باورچی ہے۔ پوری تفصیل معلوم کرو میں تمہیں دو گھنٹے دیتا ہوں۔ دو گھنٹے بعد مجھے اس سلیمان کے بارے میں پوری تفصیل چاہئے ورنہ تم زندہ دفن کر دیئے جاؤ گے“...... آغا جبار نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ دو گھنٹے کی بجائے ایک گھنٹے بعد ہی اسے تفصیل مل جائے گی اور پھر واقعی ایک گھنٹہ گزرا ہو گا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آغا جبار نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“...... آغا جبار نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں جناب“...... دوسری طرف سے رابرٹ کی ویسی ہی منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے سلیمان کے بارے میں“...... آغا جبار نے کرسی کی پشت سے کمر لگا کر پیچھے کی طرف لے جاتے ہوئے پوچھا۔

”سر۔ کنگ روڈ پر ایک فلیٹ میں ایک آدمی جو شکل سے کوئی معصوم سا آدمی لگتا ہے مسخروں کی سی حرکتیں کرتا اور مسخرانہ باتیں کرتا رہتا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ کسی سرکاری ایجنسی کے لئے بھی کام کرتا ہے اور جناب اس کا نام علی عمران ہے اور یہ علی عمران

سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا بیٹا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے"...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس سلیمان نے اس لئے ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں جانے کی ہمت کی اور ڈائریکٹر جنرل نے بھی فوری ایکشن لیا۔ ٹھیک ہے تم نے واقعی کام کیا ہے۔ فلیٹ کا ایڈریس کیا ہے"...... آغا جبار نے کہا۔

"جناب ایڈریس ہے فلیٹ نمبر دو سو کنگ روڈ"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تمہیں خصوصی انعام دیا جائے گا"...... آغا جبار نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سلیمان کو اس کا نتیجہ بھگتنا ہو گا"...... آغا جبار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک ڈائری نکال کر اس نے میز پر رکھی اور پھر دراز بند کر کے اس نے ڈائری اٹھائی اور اسے کھول کر صفحے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ساجن بول رہا ہوں"...... رابطہ ہونے پر ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"آغا جبار بول رہا ہوں"...... آغا جبار نے اپنے مخصوص لہجے

میں کہا۔

"اوہ آپ۔ بڑے عرصے بعد آپ نے یاد فرمایا ہے۔ حکم دیجئے"...... ساجن نے کہا۔

"ایک پتہ نوٹ کرو"...... آغا جبار نے کہا۔

"جی کرایئے"...... ساجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت کے کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں ایک باورچی سلیمان نامی رہتا ہے۔ یہ سلیمان تمہارا ٹارگٹ ہو گا"...... آغا جبار نے کہا۔

"کب تک کام کرنا ہے"...... ساجن نے کہا۔

"کل تک۔ معاوضہ ڈبل"...... آغا جبار نے کہا۔

"اوکے۔ کام ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آغا جبار نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

راجستھان کے شہر پراگنا میں سادھو حویلی کے ایک بڑے کمرے میں جسے جدید اور نئے فرنیچر سے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے گرد ساگی اور اس کے آٹھ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے۔ ساگی لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ کسی سانپ کی طرح باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس نے انگوری رنگ کے پھولوں سے مزین شرٹ پہنی ہوئی تھی اور جینز کے ساتھ اس نے سپورٹس شوز پہنے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھی بھی نوجوان تھے۔

''باس۔ ہم کب تک یہاں رہیں گے''...... ایک نوجوان نے کہا۔

''دو ماہ تک یہاں رہیں گے ورنہ وہاں جاتے ہی ہم لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے یا پھر باقی عمر جیل میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔ پورے دارالحکومت بلکہ پورے ملک کی پولیس

ہمارے خلاف کام کر رہی ہے۔ تم نے سنا تو ہو گا کہ ہمارے مین اڈے پر موجود تمام ساتھیوں کو پولیس مقابلہ ظاہر کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ساگی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا ساگی کی جیب سے سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو ساگی سمیت سب چونک پڑے۔ ساگی نے سیل فون نکال کر اسکرین پر ڈسپلے ہونے والا نام دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ نام تھا اس کے پرسنل اسسٹنٹ ہنری کا۔ اس نے رابطے کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔ پھر اس نے بولنے سے پہلے اپنا ہاتھ نیچے کیا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ ساگی بول رہا ہوں۔ کیوں فون کیا ہے تم نے''۔ ساگی نے کہا۔

''آپ کے جانے کے بعد یہاں بڑی تبدیلیاں ہو رہی ہیں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیسی تبدیلیاں''...... ساگی نے چونک کر پوچھا۔

''آپ کی جگہ غیاث کو دے دی گئی ہے۔ اب وہ چیف ہے اور یہ حکم دیا ہے آغا جبار نے''...... ہنری نے جواب دیا۔

''کیوں۔ وجہ۔ ان کا ہم سے براہِ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے''...... ساگی نے کہا۔

''اب تو وہ ہماری تنظیم کے مالک نظر آ رہے ہیں''...... ہنری

نے جواب دیا۔

"تم فکر مت کرو۔ ہم جلد واپس آ کر سب ٹھیک کر دیں گے۔ تم مجھے روزانہ رپورٹ دو گے کہ پولیس کیا کر رہی ہے۔ جیسے ہی پولیس ڈھیلی پڑے گی ہم واپس آ جائیں گے اور پھر میں دیکھ لوں گا غیاث کو بھی اور آغا جبار کو بھی"...... سائگی نے کہا۔

"ایک اور خبر بھی سن لیں"...... ہنری نے کہا۔

"وہ کیا"...... سائگی نے کہا۔

"آپ انڈر ورلڈ کے ٹائیگر کو جانتے ہیں"...... ہنری نے کہا۔

"صرف نام سنا ہوا ہے۔ کون ہے وہ"...... سائگی نے چونک کر پوچھا۔

"وہ راجستھان میں اس اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے وہاں جا کر کوئی خصوصی مشن مکمل کرنا ہے"...... ہنری نے کہا۔

"یہ کیا خبر ہوئی۔ میرا اس سے کیا تعلق یا اس کا ہم سے کیا تعلق"...... سائگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک جگہ اس نے اصل بات کہہ دی ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ آپ کے پیچھے وہاں جا کر آپ کا خاتمہ کرنے کی کو خصوصی مشن کہہ رہا ہے"۔ ہنری نے کہا۔

"کیا مطلب۔ وہ میرے خلاف کیوں کام کر رہا ہے۔ میرا اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ اب ہے۔ تمہیں یقیناً کوئی بڑی غلط

فہمی ہوئی ہے"...... سائگی نے کہا۔

"بہرحال آپ محتاط رہیں باس۔ میں وقتاً فوقتاً آپ کو یہاں سے رپورٹ دیتا رہوں گا"...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سائگی نے سیل فون واپس جیب میں ڈال لیا۔

"استاد۔ آپ غلط کر رہے ہیں۔ میں پھر کہہ رہا ہوں"۔ اچانک ایک لمبے قد کے نوجوان نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"راجو۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ استاد کبھی غلط نہیں کرتے البتہ ان کی بات ہمیں سمجھ بعد میں آتی ہے"...... ایک آدمی نے راجو کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں نہیں راجو سمجھ دار ہے۔ اسے بولنے دو"...... سائگی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"استاد۔ آپ کے اس طرح پاکیشیا سے بھاگنے اور یہاں آنے پر ہم میں سے کوئی خوش نہیں۔ ابھی تمہیں جو رپورٹیں ملی ہیں آئندہ اس سے بھی زیادہ خوفناک خبریں ملیں گی۔ تمہاری خالی جگہ غیاث نے پر کر دی ہے پھر دیکھنا تمہاری واپسی کو بھی بریکیں لگا دی جائیں گی۔ آغا جبار بھی ہمارے خلاف احکامات دے سکتا ہے"۔ راجو نے کہا۔

"تو تم چاہتے ہو کہ ہم واپس جا کر جیل چلے جائیں"...... سائگی نے کہا۔

"آغا جبار سے بات کرو یا وزارت داخلہ میں اپنے آدمیوں

سے۔ ان سے تحفظ مانگو اگر وہ تحفظ دیں تو واپس چلے جانا ورنہ پھر ہمیں اجازت دے دو۔ ہم وہاں تمہاری پوزیشن کو اس وقت تک قائم رکھیں گے جب تک تم واپس نہیں آ سکتے''...... راجو نے کہا۔

''بہت خوب راجو۔ ساتھی ہو تم جیسا ہو۔ میں ابھی تمہارے سامنے بات کرتا ہوں''...... سانگی نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا جس کی وجہ سے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں بخوبی سنائی دینے لگی۔ پھر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ سیکشن آفیسر وزارت داخلہ الطاف خان بول رہا ہوں''...... آواز خاصی بھاری اور رعب دار تھی۔

''سانگی بول رہا ہوں خان صاحب''...... سانگی نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ کافرستان چلے گئے ہیں۔ کیوں''...... الطاف خان نے کہا۔

''آپ کی پولیس مع آئی جی میرے خلاف کام کر رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں میں جیل میں چلا جاؤں''...... سانگی نے کہا۔

''آپ نے ہم سے رابطہ ہی نہیں کیا ورنہ آئی جی یا پولیس کی جرأت تھی کہ وہ آپ کے خلاف حرکت میں آتی''...... الطاف خان نے کہا۔

''پہلے سردار رشید اسسٹنٹ سیکرٹری میرے ساتھ تھے تو ہمیں پوری طرح بے فکری رہتی تھی۔ اب سنا ہے وہ ریٹائر ہونے سے پہلے ایک سال کی چھٹی پر چلے گئے ہیں''...... سانگی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سمجھیں کہ وہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں صرف سرکاری اعلان باقی رہ گیا ہے۔ ویسے میں اب ان کی جگہ پر ہی کام کر رہا ہوں کیونکہ محکمہ میں ان کے بعد میں سینئر ہوں''...... الطاف خان نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے پھر آپ سے بات ہو سکتی ہے۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو پولیس سے تحفظ چاہئے۔ بولیں دلائیں گے۔ معاوضہ بتائیں ماہانہ بھی اور تحفظ کا بھی''...... سانگی نے کہا۔

''معاوضہ تم کتنا بھجواتے تھے سردار رشید کو''...... الطاف خان نے کہا۔

''ایک لاکھ روپے''...... سانگی نے کہا۔

''میں دو لاکھ لوں گا۔ مہنگائی ہے اور مجھے یہ رقم بانٹنی بھی پڑے گی کیونکہ تم اور تمہارے ساتھی اعلیٰ حکام کی نظروں میں آ چکے ہیں''...... الطاف خان نے کہا۔

''سوری۔ اس قدر رقم نہیں دی جا سکتی۔ آخری بات کرتا ہوں ڈیڑھ لاکھ روپے ماہانہ''...... سانگی نے کہا۔

''چلو منظور ہے اور دس لاکھ روپے معاوضہ تمہارے خلاف پولیس فوری طور پر پیچھے ہٹ جائے گی''...... الطاف خان نے کہا۔

''پہلے آئی جی سے بات کر لو۔ وہ بہت ہارڈ آدمی ہے۔ میں نے ایک بار اسے فون کر کے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ الٹا میرے خلاف ہو گیا تھا۔ بڑی مشکل سے میں نے جان چھڑائی اور اب بھی تمام کارروائی اس کے کہنے پر ہوئی ہے''۔ ساگی نے کہا

''ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ تم دس منٹ بعد دوبارہ کال کرنا''...... الطاف خان نے کہا اور ساگی کے اوکے کہنے پر رابطہ ختم کر دیا۔

''باس۔ اگر انکار ہو گا تو صرف تمہارے لئے۔ ہم چلے جائیں گے۔ آپ یہاں رک جائیں''...... راجو نے کہا تو ساگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے دوبارہ الطاف خان کو کال کیا۔

''الطاف خان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ساگی بول رہا ہوں۔ کیا فیصلہ ہوا''...... ساگی نے کہا۔

''وہ تمہارے لئے نہیں مان رہا کیونکہ اس کو ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سر عبدالرحمٰن کے ساتھ ساتھ سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے بھی دھمکی دی ہے اور دونوں نہ صرف آئی جی سے بلکہ مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہیں۔ اس لئے تم ابھی روپوش رہو البتہ تمہارے آدمی وہاں کام کر سکتے ہیں۔ ان کے تحفظ کی میں گارنٹی دیتا ہوں۔ تمہارے لئے بھی راستہ ہموار ہوتا رہے گا۔ جلد ہی یہ لوگ دوسرے معاملات میں الجھ جائیں گے تو تم بھی واپس آ

جانا''...... الطاف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ساگی نے کہا۔

''معاوضہ کب ملے گا''...... الطاف خان نے کہا۔

''میرا نائب راجو آپ کو دے جائے گا گھر پر''۔ ساگی نے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ساگی نے اپنا سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''ٹھیک ہے راجو۔ اب تم ان سب ساتھیوں کے چیف ہو۔ تم ان سب کا خیال رکھنا میں یہیں رکوں گا۔ جب تم وہاں سے مجھے واپسی کا سگنل دو گے تب میں آؤں گا''...... ساگی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''غیاث کا کیا کرنا ہے۔ اسے آغا جبار نے لگایا ہے''...... راجو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''فنش کر دو۔ آغا جبار سے رابطہ مت کرنا۔ میں وہاں آ کر اس سے خود نمٹ لوں گا''...... ساگی نے کہا تو راجو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا''...... ساگی نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''یس سپر چیف''...... راجو نے کہا تو ساگی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ سپر چیف کا عہدہ اسے بے حد پسند آیا تھا۔

دوپہر کا وقت تھا سلیمان مارکیٹ سے واپس آ چکا تھا جبکہ عمران اسے رات گئے واپس آنے کا کہہ کر کہیں چلا گیا تھا۔ سلیمان کی عادت تھی کہ وہ عمران سے تفصیل نہ پوچھا کرتا تھا۔ عمران خود بتا دے تو بتا دے۔ اس وقت سلیمان باورچی خانے میں گیس کے چولہوں کے سامنے کھڑا اپنے لئے لنچ تیار کرنے میں مصروف تھا۔ ایک دیگچی میں وہ مصالحہ تیار کر رہا تھا۔ چونکہ اس نے اکیلے لنچ کرنا تھا اس لئے اس نے جان بوجھ کر مصالحہ میں سرخ مرچ زیادہ مقدار میں ڈالی تھی کیونکہ عمران سرخ مرچ بے حد کم کھاتا تھا جبکہ سلیمان کو چٹ پٹے کھانے کھانے کا شوق تھا۔ اس لئے دیگچی میں آئل میں دیگر مصالحوں کی نسبت سرخ مرچوں کی مقدار زیادہ تھی کہ اسی وقت گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی تو سلیمان تیزی سے مڑا تاکہ جا کر دیکھے کہ کون ہے جو مسلسل کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ کر کھڑا تھا۔ گھنٹی بجتی چلی جا رہی تھی اس لئے تیزی سے گھومتے

ہوئے سلیمان دیگچی سے ٹکرایا تو دیگچی تیزی سے آگے کی طرف گری۔ سلیمان نے بے اختیار اسے سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ الٹ گئی اور اس کے اندر موجود گرم مصالحہ سلیمان کے ہاتھ پر گر گیا۔ یہ مصالحہ چونکہ آئل میں پک رہا تھا اس لئے وہ اس کے ہاتھ سے چٹ گیا۔ سلیمان کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ بری طرح سے ہاتھ جھٹکنے لگا لیکن مصالحہ تو جیسے ہاتھ سے گوند کی طرح چپک گیا تھا۔ ادھر گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ سلیمان تیزی سے ہاتھ دھونے کے لئے پانی کی طرف بڑھا لیکن پھر وہ رک گیا کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ گرم ہاتھ پر ٹھنڈا پانی پڑے گا تو اس کا ہاتھ ایسے سوج جائے گا کہ پھر اس کا علاج کافی مشکل ہو جائے گا۔ کئی سال پہلے اس کے ساتھ ایسا ہو چکا تھا۔ اب درد کسی حد تک اس کی برداشت میں آ گیا تھا اس لئے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اور ہاتھ کو جھٹکتا ہوا بیرونی دروازے تک پہنچ گیا۔

"کون ہے"...... سلیمان نے چیخ کر کہا۔

"سلیمان صاحب سے ملنا ہے۔ میں کالور سے آیا ہوں۔ میرا نام ساجن ہے"...... باہر سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ کالور دارالحکومت سے تقریباً تین سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔ اس لئے سلیمان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تو سامنے ایک گینڈے جیسے جسم کا مالک آدمی کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر شیطانیت جھلک رہی تھی۔

”تمہارا نام سلیمان ہے اور تم یہاں باورچی ہو“...... اس آدمی نے قدرے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو میں تو تمہیں نہیں جانتا“...... سلیمان نے سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس گینڈے کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا سلیمان کے سینے سے ٹکرایا تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سینے پر بھاری چٹان دے ماری ہو۔ وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گیلری کے فرش پر گرا۔ گو اس کا سر کافی زور سے فرش سے ٹکرایا تھا لیکن وہ ہوش میں ہی تھا اور پھر اس نے آنے والے کو جیب سے مشین پسٹل نکالتے دیکھا تو وہ پھڑک کر اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ سلیمان کی طرف کرتا سلیمان نے مرچ مصالحہ سے لتھڑا ہوا اپنا ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں پر پھیر دیا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اسی لمحے گیلری آنے والے کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ وہ بری طرح اپنے ہاتھوں سے آنکھیں مسل رہا تھا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر اس طرف گر گیا جہاں سلیمان موجود تھا۔ سلیمان نے تیزی سے جھک کر مشین پسٹل اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی گیلری فائرنگ کی تیز تڑتڑاہٹ اور اس آنے والے ساجن کی چیخوں سے گونجنے لگی۔ وہ فائرنگ ہوتے ہی چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل ایک زور دار دھماکے سے فرش پر گرا اور پھر دونوں پیر ہوا میں اٹھا کر اس طرح آگے پیچھے کرنے لگا جیسے اٹھنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن پھر کچھ دیر

بعد وہ ساکت ہو گیا۔ اس کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ سلیمان نے فائرنگ ضرور کی تھی لیکن فائرنگ اس نے آنے والے کی پنڈلیوں پر کی تھی تاکہ حملہ آور زندہ بھی رہے اور بھاگ بھی نہ سکے۔ ساجن کی دونوں پنڈلیوں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ سلیمان تیزی سے واپس مڑا اور اس نے دروازہ بند کر دیا پھر وہ کچن میں آ گیا۔ چولہے بند کر کے اس نے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھویا۔ اس کا ہاتھ کسی حد تک ابل سا گیا تھا لیکن اس میں ہونے والا درد قابل برداشت تھا۔ پھر وہ کچن سے نکل کر سٹنگ روم میں گیا۔ وہاں میڈیکل باکس موجود تھا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور واپس باہر آ کر میڈیکل باکس کی مدد سے اس نے زخمی ساجن کی دونوں پنڈلیوں پر موجود زخموں کی ڈریسنگ کر دی تاکہ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے حملہ آور مر ہی نہ جائے۔ گو اسے یقین تھا کہ یہ گینڈے جیسا جسم رکھنے والا ساجن آسانی سے مرے گا نہیں لیکن پھر بھی وہ رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ پھر اس نے ساجن کو دونوں بازوؤں سے فرش پر گھسیٹ کر ایک سائیڈ پر کیا اور پھر اس نے سٹور سے رسی لا کر اس کی دونوں ٹانگوں کو اکٹھا کر کے باندھ دیا البتہ اس نے یہ احتیاط ضرور کی تھی کہ زخموں سے تھوڑا اوپر کر کے رسی باندھی تھی۔ پھر اس نے بڑی جدوجہد کے بعد اس کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے رسی کی مدد سے دونوں کلائیاں اس طرح باندھ دیں کہ وہ انگلیوں کی مدد سے رسی کھول یا توڑ نہ

ئے۔ پھر وہ سٹنگ روم میں گیا جہاں فون تھا۔ اس نے اس دوران
چ لیا تھا کہ وہ ٹائیگر کو فون کرے گا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ
نے والا جس نے اپنا نام ساجن بتایا تھا لازماً کوئی مجرم ہے اور وہ
ی خاص مقصد کے لئے یہاں آیا تھا۔ گو بظاہر یہی لگتا تھا کہ وہ
مان کو ہلاک کرنے آیا تھا لیکن سلیمان کو معلوم تھا کہ وہ کسی
رح بھی اتنا فعال نہیں ہے کہ اسے قتل کرانے کی نوبت آ جائے۔

"ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں"...... سیل فون پر رابطہ ہوتے ہی
گر کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان بول رہا ہوں فلیٹ سے۔ یہاں ایک آدمی آیا ہے۔
ا نے مجھے مکا مار کر نیچے گرا دیا اور پھر مشین پسٹل سے مجھ پر
رنگ کرنے ہی لگا تھا کہ میں نے اس کی آنکھوں میں سرخ
ں بھر دیں اور وہ اندھا ہو گیا تو میں نے اس کی پنڈلیوں پر
یاں مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور رسی سے باندھ دیا۔ تم آ کر
ا سے پوچھ گچھ کرو"...... سلیمان نے کہا۔

"باس عمران نہیں ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ رات گئے واپس آئیں گے"...... سلیمان نے
ب دیا۔

"اچھا۔ میں آ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو
ان نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی اٹھا کر وہ گیلری میں رکھ

کرسی سے اٹھا اور فرش پر موجود خون سے اپنے آپ کو بچا
دروازے تک پہنچ گیا۔

"کون ہے"...... سلیمان نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ٹائیگر ہوں سلیمان"...... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی د
سلیمان نے لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر سلام کر کے ا
اور پھر تیزی سے فرش پر بے ہوش پڑے آدمی کی طرف بڑھ گی

"ارے یہ تو ساجن ہے۔ انڈر ورلڈ کا مشہور پیشہ ور قاتل
نے اس پر کیسے قابو پا لیا۔ حیرت ہے یہ تو اچھے اچھوں کے قاب
نہیں آتا"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان
بڑے فخریہ انداز میں شروع سے لے کر اب تک کی تمام تفصیل
دی۔

"اس نے تمہارا نام لیا تھا یا باس کا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام لیا تھا ایک نہیں دو بار"...... سلیمان نے کہا۔

"اوکے۔ اسے کسی کرسی پر بٹھا کر پھر ہوش میں لانا پڑے
آؤ مل کر کرتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر ان دونوں
کر اس گینڈے جیسا جسم رکھنے والے اور کافی خون نکل جا
وجہ سے بے ہوش ہو جانے والے ساجن کو گھسیٹ کر ایک کر
ڈال دیا۔

"کوئی بڑی اور موٹی رسی لے آؤ۔ اسے مکمل طور پر ب

ٹائیگر نے کہا۔

"میں لے آتا ہوں رسی"...... سلیمان نے کہا اور پھر وہ تھوڑی دیر میں رسی کا ایک بڑا بنڈل لے آیا۔ یہ رسی واقعی مضبوط تھی۔ ٹائیگر نے رسی کا بنڈل کھول کر اس سے ساجن کو جکڑنا شروع کر دیا۔

"یہ اس قدر خون نکلنے کی وجہ سے ہی بے ہوش ہوا ہے اور زخموں کی وجہ سے یہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر اس انداز میں اسے باندھنا تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

"یہ تو تمہارے مرچوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھ کا کارنامہ ہے سلیمان۔ رہی اس کی بے ہوشی تو اس جسامت کے حامل افراد میں یہی کمزوری ہوتی ہے کہ اگر وہ نڈھال ہو جائیں تو پھر طویل بے ہوشی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بہرحال تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ ساجن کے منہ اور ناک پر رکھ کر دونوں بند کر دیئے۔ کچھ دیر بعد ساجن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سلیمان بھی اس کے ساتھ ہی دوسری کرسی پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔

"یہ موٹے دماغ کا آدمی ہو گا۔ پھر اس سے کیسے معلوم کرو گے"...... سلیمان نے کہا۔

"باس عمران والے نسخے سے۔ اس کے دونوں نتھنے کاٹ کر اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضربیں لگا کر اس کے شعور کا خاتمہ اور لاشعور کو سامنے لے آیا جائے گا اور پھر لاشعور جھوٹ نہیں بول سکے گا"...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ہوش میں آتے ہی ساجن نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش۔ گو اس کے وزن اور حرکت سے کرسی چرچرائی لیکن ٹوٹنے سے بچ گئی لیکن اس جھٹکے سے ساجن پوری طرح ہوش میں آ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو"...... ساجن نے قدرے رک رک کر کہا۔

"مجھے تو تم اچھی طرح پہچانتے ہو۔ تم سے کئی بار ملاقات ہو چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ تم ٹائیگر ہو۔ یہ سب کیا ہے۔ میں تو یہاں سلیمان سے ملنے آیا تھا"...... ساجن نے کہا۔

"مجھے تم نے پہچان لیا ہے تو اب سنو۔ تم نے شاید سلیمان کے خلاف اس لئے ہنگ کر لی کہ وہ عام سا باورچی ہے اس لئے اسے ہلاک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ تم علی عمران صاحب کو بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ یہ ان کا باورچی ہے اور تم نے دیکھا کہ تم جیسے پیشہ ور قاتل کا کیا حشر کیا گیا ہے۔ اب تم نہ کھڑے ہو سکتے ہو، نہ مر سکتے ہوا اور نہ جی سکتے ہو۔ اب آخری بات بتا دوں کیونکہ نہ

میرے پاس فالتو وقت ہے اور نہ سلیمان کے پاس۔ تم بتاؤ کہ کس نے تمہیں سلیمان کے لئے بک کیا ہے ورنہ ہم خود تمہارے لاشعور سے سب معلوم کر لیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسی بکنگ۔ میں تو سلیمان سے ملنے آیا تھا۔ سنا تھا کہ اس کے پاس ایسی دوا ہے جس سے انتہائی خطرناک حد تک پہنچی ہوئی تمام بڑی بڑی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ میں بھی سانس کی بیماری کا مریض ہوں اس لئے میں دوا لینے آیا تھا"...... ساجن نے کہا تو ٹائیگر کے ساتھ ساتھ سلیمان بھی ہنس پڑا۔

"تم واقعی موٹے دماغ کے آدمی ہو"...... ٹائیگر نے جیب سے تیز دھار خنجر نکالتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ساجن نے ٹائیگر کو خنجر نکالتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی سچ سامنے آ جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر ساجن کی کرسی کی طرف بڑھا۔ خنجر اس کے ہاتھ میں تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ ساجن کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے اس نے ساجن کی ناک کا ایک نتھنا کاٹ دیا اور گیلری ساجن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی لیکن ٹائیگر نے ان چیخوں کی پرواہ کئے بغیر دوسرا نتھنا بھی کاٹ دیا۔ ساجن کے حلق سے چیخیں مسلسل نکل رہی تھیں اور وہ سر جھٹکنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے اس کا سر اس طرح جکڑا ہوا

تھا کہ وہ اپنی کوشش میں کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ساجن کی چیخیں ہلکی پڑ گئیں۔ اس دوران اس کی پیشانی پر نیلے رنگ کی ایک موٹی سی رگ ابھر آئی تھی۔ ٹائیگر نے اس رگ پر خنجر کا دستہ مار دیا تو ساجن کا بندھا ہوا جسم اس طرح پھڑپھڑانے لگا جیسے بندھا ہوا جانور ذبح ہوتے ہوئے تڑپنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔ چہرہ مسخ سا ہو گیا تھا۔ ٹائیگر پیچھے ہٹ کر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا البتہ خنجر ساجن کے لباس سے ہی صاف کر کے وہ واپس جیب میں رکھ چکا تھا۔ ساجن کافی دیر تک کانپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ اب اس کی آنکھوں سے شعور کی چمک غائب ہو گئی تھی۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ساجن"...... ساجن کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے ساجن کے نہ چاہنے کے باوجود بھی کسی نے یہ الفاظ دھکیل کر اس کے منہ سے نکلوا دیئے ہوں۔

"کیا پیشہ ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں پیشہ ور قاتل ہوں"...... ساجن نے جواب دیا۔

"اب تک کتنے افراد کو قتل کر چکے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔ وہ شاید چیک کر رہا تھا کہ ساجن پوری طرح لاشعوری حالت میں جواب دے رہا ہے یا نہیں۔

"سینکڑوں۔ گنتی یاد نہیں"...... ساجن نے جواب دیا۔

"یہاں فلیٹ پر کیوں آئے تھے"...... ٹائیگر نے اس طرح تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"سلیمان نامی باورچی کو قتل کرنے"...... ساجن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس نے بکنگ کرائی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آغا جبار نے"...... ساجن نے جواب دیا تو ٹائیگر اور سلیمان ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

"آغا جبار کون ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ سیڈ بزنس کا آئی کون ہے۔ پوش لارڈ کالونی میں رہتا ہے۔ یہ یہاں کے بدمعاشوں کا سرپرست بھی ہے۔ جرائم کی فیلڈ میں عورتوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کرتا ہے۔ اس کام کے لئے اس کے آدمی پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں"۔اس بار ساجن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا

"اوہ اچھا۔ اب میں سمجھ گیا ساری صورتحال"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا صورتحال۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ میں تو کبھی اس سے ملا نہیں اور نہ وہ کبھی یہاں آیا ہے پھر اس آدمی نے کیوں میرے قتل کے لئے باقاعدہ بکنگ کرائی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"کیا پتہ بتایا تھا آغار جبار نے سلیمان کا"...... ٹائیگر نے ساجن سے پوچھا۔

"فلیٹ نمبر دو سو گنگ روڈ"...... ساجن نے جواب دیا۔

"اب تو کنفرم ہو گیا ہے کہ بکنگ تمہاری ہی کی گئی تھی۔ ساجن کو غلطی نہیں ہوئی"...... ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سے فلیٹ گونج اٹھا۔ گولیاں کرسی پر جکڑے ساجن کے سینے پر پڑیں اور ساجن چیخے بغیر ہی ختم ہو گیا۔

"اب اس لاش کا کیا کریں"...... سلیمان نے کہا۔

"میں اپنی کار سیڑھیوں کے قریب لے آتا ہوں اسے گھسیٹ کر نیچے لے جانا ہو گا پھر اسے کار میں ڈال کر میں کہیں ڈال دوں گا۔ خون وغیرہ تم صاف کر دینا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو میں کر ہی لوں گا"...... سلیمان نے کہا تو ٹائیگر کار کو سیڑھیوں کے ساتھ مخصوص انداز میں کھڑا کرنے کے لئے باہر چلا گیا۔ جبکہ سلیمان نے ساجن کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسی کھولنی شروع کر دی۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کی جان توڑ کوشش کے بعد ان دونوں نے اس بھینسے ساجن کو سیڑھیاں اتار کر کار کی عقبی اور فرنٹ سیٹ کے درمیان کسی نہ کسی طرح ٹھونس دیا۔ پھر ٹائیگر نے ایک بڑا کپڑا اٹھا کر لاش کے گرد لپیٹ دیا۔

"اوکے۔ اب میں جا رہا ہوں۔ تم فکر مت کرو میں اس آغا جبار کا سارا اتہ پتہ بھی معلوم کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا کہ میرا اس آغا جبار سے کیا تعلق ہے"...... سلیمان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس کی وضاحت کرنا تو میں بھول ہی گیا تھا اب مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ تم سمجھ دار ہو سمجھ جاؤ گے۔ تمہاری بھانجی اغوا ہوئی۔ تم نے سر عبدالرحمن صاحب سے شکایت کی تو انہوں نے آئی جی کو حرکت میں آنے کا حکم دیا۔ اس طرح اغوا شدہ لڑکیاں برآمد ہو گئیں۔ سائگی اور اس کے آٹھ ساتھی کافرستان فرار ہو گئے۔ باقی یہاں اڈے پر موجود اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ ساجن بتا رہا تھا کہ آغا جبار عورتوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کے انتہائی سنگین اور مذموم دھندے کا سرپرست ہے۔ اس نے کسی سے معلوم کرایا ہو گا تو اس نے رپورٹ دی ہو گی کہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہنے والے باورچی سلیمان کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے تو آغا جبار نے انتقام لینے کے لئے تمہاری ہلاکت کا حکم دیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"حیرت ہے۔ اس طرح بھی کوئی کسی انسان کو قتل کرا دیتا ہے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"ساجن نے بتایا نہیں کہ وہ جاگیردار ہے اور جاگیردار ذہنیت ایسی ہوتی ہے کہ اپنے خلاف اٹھنے والے ہر انسان کو زندہ ہی دفن کرا دو"...... ٹائیگر نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ سلیمان سیڑھیاں چڑھ کر فلیٹ میں پہنچ گیا اور اس نے گیلری میں موجود خون کی صفائی کا کام شروع کر دیا۔

بحری جہاز نما کار خاصی تیز رفتاری سے ایک کچی دیہاتی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان قادر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ان سمگلروں سے متعلق تھا جو اس خفیہ راستے سے بغیر کسی چیکنگ کے کافرستان آتے جاتے رہتے تھے۔ اسے ٹائیگر نے ہائر کیا تھا۔ وہ جوانا کو راستہ بتانے کے لئے آگے بیٹھا ہوا تھا جبکہ ٹائیگر بھی فرنٹ سیٹ پر موجود تھا۔ عقبی سیٹ پر جوزف اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اب کافرستان میں داخل ہو چکے تھے۔ قریبی شہر پہنچ کر جوانا نے قادر کو ڈراپ کر دیا کیونکہ اس کے بعد راجستھان کا مشہور شہر پراگنا تھا۔ ٹائیگر نے آگے خود جوانا کو گائیڈ کرنا شروع کر دیا۔

"وہ ڈائنامیٹ سٹکس تو رکھ لی ہیں یا نہیں"...... جوانا نے پوچھا۔

"بے فکر رہو۔ جو پلاننگ کی تھی اس کے مطابق سب کچھ

ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔ ٹائیگر اتر کر اندر چلا گیا۔ اس دوران کار میں سوار جوزف اور جوانا کو اتار کر کار کی تلاشی لی گئی پھر کار کو کلیئر قرار دے دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر بھی واپس آ گیا۔ کار کو کلیئر قرار دے کر انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی تو وہ سب دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بہت بڑی اور وسیع و عریض حویلی تک پہنچ گئے۔ یہاں دس کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ ان سب نے کار کو گھیر لیا۔

"راجہ گروپ کے آدمی ہیں۔ ہمیں پنڈت سے ملنا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آؤ"...... ایک آدمی نے کہا اور پھر وہ تینوں اس کی رہنمائی میں ایک ہال نما کمرے میں پہنچے جہاں مزید مسلح افراد موجود تھے۔ ایک طرف اونچی سٹیج بنی ہوئی تھی۔ جس کے درمیان ایک شاندار انداز کی کرسی موجود تھی اور اس کرسی پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر بھی بدمعاش ٹائپ کے لوگ مشین گنیں لئے کھڑے تھے۔ سٹیج سے نیچے بھی کرسیوں کی دو قطاریں تھیں۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو وہاں لے آنے والا واپس مڑ گیا۔

"کون ہو تم"...... سٹیج پر بیٹھے آدمی نے بڑے کرخت اور خاصے توہین آمیز لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو اور تمہیں جرأت کیسے ہوئی میرے ساتھ اس لہجے میں بات کرنے کی"...... یکلخت جوانا نے بھڑکتے ہوئے کہا تو پورے ہال نما کمرے میں جیسے افراتفری سی نمودار ہو گئی۔ سب نے گنوں کے رخ ان کی طرف دیئے لیکن کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"بڑے طویل عرصے بعد ایسا جرأت مندانہ جواب سنا ہے بہت اچھا لگا ہے۔ میرا نام پنڈت لال ہے اور میں اس حویلی کا مالک ہوں۔ اب بولو"...... پنڈت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور یہ ایکریمیا کا مشہور پیشہ ور قاتل جوانا ہے اور یہ افریقہ کا پرنس جوزف ہے۔ راجہ گروپ کی وساطت سے ہم یہاں آئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے راجہ گروپ کے لیڈر کا فون آیا تھا۔ میں نے انہیں ہاں کہہ دیا تھا اس لئے جوانا کی بات اور لہجہ سن کر اس سمیت تم تینوں کو معاف کر دیا ہے لیکن میں ایسے آدمیوں کو یہاں رکھ نہیں سکتا۔ تم زندہ واپس جا سکتے ہو"...... پنڈت نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے اس مجرم ہوٹل میں مسلح افراد کتنے ہیں اور مجرم کتنے ہیں"...... اچانک جوزف نے کہا تو پنڈت چونک پڑا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... پنڈت نے چونک کر اور مشکوک لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے تاکہ اگر واقعی یہ کوئی منافع بخش کاروبار ہے تو میں افریقہ میں ایسا ایک مجرم ہوٹل بنا لوں مجھے یہ آئیڈیا بے حد پسند آیا ہے"...... جوزف نے کہا تو پنڈت کے چہرے پر فاخرانہ تاثرات ابھر آئے۔

"یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ ویسے یہ بہت منافع بخش کاروبار ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ مینڈکوں کی نرسری ہے ایک کو پکڑو تو دوسرا اچھل پڑتا ہے اور دوسرے کو پکڑو تو پہلا اچھل پڑتا ہے لیکن میں نے ان سب کو سخت کنٹرول میں رکھا ہوا ہے"...... پنڈت نے کہا۔

"اوکے۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں لیکن دو گھنٹے کی مہلت دے دو اور سائگی سے ہمیں ملوا دو۔ ہم اس سے چند باتیں کرنا چاہتے ہیں ورنہ وہ یہاں سے نہ جانے کب واپس آئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہیں دو گھنٹے دیتا ہوں۔ دو گھنٹے بعد اگر تم یہاں یا چیک پوسٹ تک راستے میں نظر آئے تو گولیوں سے اڑا دیئے جاؤ گے اور رامن جاؤ انہیں سائگی کے کمرے میں لے جاؤ اور اسے بتا بھی دینا کہ ہم نے ان پر خصوصی مہربانی کی ہے ورنہ جو گستاخانہ لہجہ اس ایکریمین قاتل کا تھا وہ ناقابل برداشت تھا"...... پنڈت نے پہلے ٹائیگر اور پھر قریب کھڑے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... اس رامن نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کے پیچھے چلتے ہوئے ٹائیگر اور اس کے ساتھی بھی رک گئے۔ رامن نے دروازے کی سائیڈ پر موجود بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... جدید ڈور فون سے آواز سنائی دی۔

"رامن ہوں۔ تمہارے مہمان آئے ہیں"...... رامن نے کہا۔

"مہمان اور میرے۔ اوکے میں دروازہ کھولتا ہوں"...... ڈور فون سے دوبارہ آواز سنائی دی اور پھر کھٹک کی آواز سے ڈور فون بند ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور دروازے پر لمبے قد اور ورزشی جسم کا سائگی کھڑا نظر آیا۔

"آؤ اندر آ جاؤ اور تفصیل بتاؤ مجھے"...... سائگی نے کہا تو رامن اور اس کے پیچھے جوانا، جوزف اور ٹائیگر تینوں اندر داخل ہوئے تو سائگی نے دروازہ بند کر دیا۔

"بیٹھیں اور تم بھی بیٹھو رامن۔ کس نے کہا ہے کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ میں تو انہیں جانتا ہی نہیں۔ پہلی بار دیکھ رہا ہوں انہیں"...... سائگی نے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو ایک بار پھر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف نے انہیں تمہارے پاس بھیجا ہے کہ یہ تمہارے مہمان ہیں اور انہیں تم سے ملاقات کے لئے دو گھنٹے کی اجازت دی گئی

ہے"...... رامن نے کہا۔

"لیکن وجہ۔ پہلے تو یہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی کو ایک منٹ کے لئے بھی داخل ہونے دیا جائے"...... ساگی نے کہا۔

"اسے معلوم نہیں میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ میرا نام ٹائیگر ہے۔ اس ایکریمین کا نام جوانا ہے یہ ایکریمیا کا مشہور ترین پیشہ ور قاتل ہے اور یہ جوزف ہے۔ پرنس آف افریقہ۔ ہم تینوں تم سے ملنے یہاں آئے ہیں۔ تم راجہ گروپ کو جانتے ہو۔ اس کے چیف نے پنڈت سے کہہ کر ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دلوائی لیکن جوانا بے حد غصہ ور آدمی ہے۔ پنڈت کا لہجہ ایسا تھا کہ یہ وہیں پھٹ پڑا لیکن پنڈت نے واقعی بڑا دل دکھایا اور ہمیں معاف کر دیا لیکن اس نے ہمیں یہاں رکھنے سے انکار کر دیا جس پر ہم نے اس سے دو گھنٹے کی مہلت مانگی اس نے دے دی اور رامن کو ہمارے ساتھ بھیج دیا"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے"...... رامن نے کہا۔

"تو پھر تم جاؤ۔ چیف پنڈت کو بتا دینا کہ میں انہیں ہر حال میں دو گھنٹوں سے پہلے اپنے کمرے سے باہر بھجوا دوں گا اس کے بعد یہ کہاں جاتے ہیں کہاں نہیں جاتے۔ انہیں ہلاک کرنا ہے یا نہیں کرنا اس کا فیصلہ پنڈت خود کرے گا"...... ساگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے پہنچ جائے گا پیغام"...... رامن نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو ساگی نے اٹھ کر دروازہ بند کر کے

لاک کر دیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو جس کے لئے تم نے یہاں آنے کی ہمت کی ہے"...... ساگی نے کہا۔

"ہم یہاں راجہ گروپ کے ساتھ مل کر ایک بین الاقوامی تنظیم قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جوانا ایکریمیا میں اس تنظیم کا چیف ہو گا اور افریقہ میں پرنس جوزف جبکہ پاکیشیا کے لئے تمہارا نام تجویز کیا گیا ہے اور میں تنظیم کا کنگ ہوں گا۔ تمام شعبوں سے میرا رابطہ ہو گا۔ ہیڈ آفس کافرستان میں ہو گا۔ راجہ گروپ کا مہر اکبر یہاں کا انچارج ہو گا۔ اس کے لئے ابتدائی طور پر چالیس کروڑ ڈالر نقد سرمایہ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ بلڈنگ، کاریں، آدمی یہ سب خود کرنا ہوں گے۔ پاکیشیا میں یہ کام تم کرو گے اور پاکیشیا کے لئے دس کروڑ ڈالر رکھے گئے ہیں جو تمہاری صوابدید پر ہو گا۔ تم سے اس کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ تم پر، جوانا پر اور جوزف تینوں پر مکمل اعتماد کیا جائے گا"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"...... ساگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے شاید ٹائیگر کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"سیل فون پر راجہ گروپ کے مہر اکبر کو کال کر لو۔ وہ تمہیں کنفرم کرا دے تو ہاں کہہ دینا ورنہ"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے تو باہر فون نہیں کیا جا سکتا اور نہ میں یہاں سے

فون کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے چیک پوسٹ تک ہر طرف ڈکٹا فون نصب ہیں۔ یہاں جو فون ہیں ان سب پر آنے والی اور جانے والی تمام کالوں کو ریکارڈ کیا جاتا ہے لیکن مہر اکبر پر مجھے مکمل یقین ہے"...... سائکی نے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ایک گھنٹے بعد تم ہمارے ساتھ چیک پوسٹ تک کار میں چلو۔ چیک پوسٹ سے باہر جا کر تم سیل فون پر مہر اکبر کو کال کر کے کنفرمیشن کر لو اور پھر واپس آ جانا۔ ہم آگے چلے جائیں گے اور تمہارے بارے میں رپورٹ مہر اکبر کو دے دی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی کام شروع ہو جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ارے ہاں۔ یہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں کہ یہ بین الاقوامی تنظیم کرے گی کیا"...... سائکی نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اچانک اس کا خیال آ گیا ہو۔

"سرکاری زبان میں اسے انسانی سمگلنگ کہتے ہیں جب کہ جرائم کی دنیا میں اسے عورتوں کی خرید و فروخت کہتے ہیں۔ منصوبے کے تحت ہماری تنظیم ایکریمیا سے لڑکیوں کو اغوا کر کے ایشیا اور افریقہ میں فروخت کر دیں گے اور ایشیا سے اغوا شدہ لڑکیاں افریقہ اور ایکریمیا دونوں ملکوں میں فروخت کی جائیں گی۔ اربوں کھربوں ڈالر کے سودے ہوں گے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ میرے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ میں تو گزشتہ دس

سالوں سے اس دھندے میں پوری طرح ملوث ہوں۔ ٹھیک ہے چیک پوسٹ سے باہر جا کر مہر اکبر سے تصدیق کرا دو تو میں تیار ہوں"...... سائکی نے مکمل طور پر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم ہمارے ساتھ ہی چلے چلو۔ ہم نے اب مہر اکبر کا شکریہ ادا کرنے پاکیشیا جانا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں ایک روز بعد پہنچ جاؤں گا۔ گو میں نے دو ماہ ٹھہرنے کے لئے دس کروڑ چنڈت کو دیئے ہیں لیکن بہرحال تمہارا بتایا ہوا مقصد زیادہ اہم ہے۔ تم شراب پیو گے"...... سائکی نے کہا۔

"ہم صرف رات کو پیتے ہیں کیونکہ ہمارے دشمن بہت ہیں اور شراب کے ذریعے ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اٹھو چلو۔ مجھے بے چینی ہو رہی ہے اور جب تک مہر اکبر سے بات نہیں ہو گی یہ بے چینی بڑھتی چلی جائے گی"...... سائکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس قدر جلدی نہیں۔ آدھے گھنٹے بعد چلیں گے۔ تم شراب پینا چاہو تو پی لو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... سائکی نے کہا اور اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا جسے جدید ترین بیڈ روم کی طرز پر سجایا گیا تھا۔

"وہ سکس لگا دو"...... جوانا نے آہستہ سے کہا۔

''ہاں۔ میں واش روم جا رہا ہوں وہیں انہیں سیٹ کر دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر اس کمرے کے کونے میں موجود واش روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واش روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر لیا اور پھر وہ واش روم کا جائزہ لینے لگا تاکہ کسی ایسی جگہ ڈائنامیٹ سٹکس رکھ سکے کہ ان کے جانے کے بعد بھی ڈائنامیٹ سٹکس محفوظ رہیں اور پھر ایک ایسی جگہ اسے نظر آ گئی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ واش روم کی عقبی دیوار تھی جہاں اندرونی کونے میں چار موٹے موٹے پائپ چھت سے نکل کر دیوار کے ساتھ ہوتے ہوئے واش روم کے فرش میں جا رہے تھے۔ ان چاروں پائپوں کے پیچھے اتنی جگہ موجود تھی کہ ماچس کی ڈبیہ جتنی چھوٹے سائز کی میگا ڈائنامیٹ سٹکس آسانی سے رکھی جا سکتی تھیں اور جب تک خصوصی طور پر نہ دیکھا جائے یہ نظر نہیں آ سکتی تھیں چنانچہ ٹائیگر نے جیب سے محفوظ کپڑے میں سے چھوٹے سائز کی سٹکس نکالیں۔ احتیاطاً وہ دو لے آیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھے گا لیکن یہاں حالات ایسے بن گئے تھے کہ اسے دونوں سٹکس ایک ہی جگہ اکٹھی رکھنی پڑ رہی تھیں۔ بہرحال اس نے کپڑا جیب میں رکھا اور سٹکس کو چارج کرنا شروع کر دیا۔ ان پر موجود خصوصی نمبر وہ پہلے ہی ڈائری میں نوٹ کر چکا تھا۔ جن نمبروں سے انہیں ڈی چارج کیا جا سکتا تھا۔ چارج کرنے کے بعد ان میں ہلکی سی روشنی

نظر آنے لگی تو ٹائیگر نے دونوں سٹکس پائپوں کے پیچھے رکھ دیں۔ جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ اب یہ محفوظ رہیں گی تو وہ مڑا اور پھر اس نے فلیش ٹینکی کا بٹن پریس کر دیا تو ٹینکی میں موجود پانی فلش میں گرنے لگا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ دھوئے اور واش روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ باہر سانگی، جوزف اور جوانا سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر شراب کی بوتل اور گلاس موجود تھا۔

''کیا ہوا۔ شراب نہیں پی رہے''...... ٹائیگر نے ہاتھوں پر موجود پانی ٹشو سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

''وہ بوتل تو ختم ہو گئی تھی یہ دوسری ہے۔ بہرحال اسے چھوڑو اب چلو ورنہ نجانے یہ بے چینی کیا رنگ دکھائے''...... سانگی نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''آؤ''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ جوزف اور جوانا تینوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں پارکنگ تھی۔ جب سانگی نے جوانا کی بحری جہاز نما لیکن جدید ترین ماڈل کی کار دیکھی تو اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ بے حد مرعوب ہوا ہے۔

''ڈرائیونگ میں کروں گا''...... ٹائیگر نے آہستہ سے جوانا سے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ جوانا کا تعارف اس انداز میں کرایا گیا تھا جیسے وہ اب بھی

ایکریمیا میں رہ رہا ہو اس لئے اسے راجستھان کے دیہاتی راستوں کا علم کیسے ہو سکتا تھا۔ پھر ٹائیگر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ساگی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ٹائیگر نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر اس طرف لے آیا جدھر چیک پوسٹ تھی۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی پھر چیک پوسٹ آ گئی تو ساگی کے کہنے پر ٹائیگر نے کار روک دی۔ ساگی نیچے اترا اور چیک پوسٹ کے اندر چلا گیا۔ اس بار کار کی تلاشی نہیں لی گئی۔ تھوڑی دیر بعد ساگی واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی راڈ ہٹا دیا گیا اور ساگی کے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہی ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔

''کیا کہا ہے تم نے ہمارے بارے میں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''تمہارے بارے میں کہا ہے کہ تم واپس جا رہے ہو۔ پنڈت کو اطلاع دے دی جائے جبکہ میں نے اپنے بارے میں کہا ہے کہ میں کچھ دور جا کر واپس آ جاؤں گا تو مجھے واپس پہنچا دیا جائے''...... ساگی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ کار کو اس وقت تک دوڑاتا رہا جب تک وہ چوک نہ آ گیا جہاں سے چار مختلف راستے نکلتے تھے۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

''کراؤ میری بات مہر اکبر سے''...... ساگی نے کہا۔

''ہاں کراتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا بازو یکلخت گھوما اور مڑی ہوئی انگلی کا ہک ساگی کی کنپٹی پر اس طرح پڑا کہ پہلے ہی وار سے وہ بے ہوش ہو گیا۔

''کار میں رسی ہے''...... ٹائیگر نے جوانا سے پوچھا۔

''ہاں ہے تو سہی کیا کرنی ہے''...... جوانا نے کہا اور کار سے نیچے اتر گیا۔

''اسے باندھنا ہے پھر ہوش میں لا کر اسے اس حویلی کا حشر دکھانا ہے اس کے بعد اسے دوبارہ بے ہوش کر کے پاکیشیا لے جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا نے ڈگی کھولی اور نائیلون کی رسی کا ایک بنڈل اٹھا کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے رسی کھول کر پہلے ساگی کی دونوں ٹانگیں باندھ دیں تاکہ وہ بھاگنے کی کوشش بھی نہ کر سکے پھر اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دیئے اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور اسے گھسیٹ کر کار کے کونے میں بٹھا دیا کہ اس کا رخ حویلی کی طرف ہو جائے۔

''یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیا مطلب''...... ساگی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

''چیخو مت ورنہ گولی مار دیں گے۔ ہمارا شکریہ ادا کرو کہ ہم تمہیں موت کے منہ سے باہر نکال لائے ہیں''...... ٹائیگر نے

غراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو تم۔ مجھے باندھ کیوں رکھا ہے''...... سائگی نے کہا۔

''اس لئے کہ تم ڈر کر دوڑ نہ جاؤ اور سنو اب خاموش بیٹھ کر دیکھو کہ ہم نے تم پر احسان کیا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور جیب سے اپنا سیل فون نکال کر اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جوزف۔ تمہارے پاس سیل فون ہے یا جوانا تمہارے پاس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ہم دونوں کو ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس سائگی کے پاس ہوگا''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جلد ہی پیچھے بیٹھے سائگی کی ایک جیب سے سیل فون برآمد کر لیا اور اس پر دوسری ڈائنامیٹ سٹک کے ڈی چارج ہونے کا نمبر پریس کر دیا۔

''اب دیکھو مجرموں کے اس گڑھ کا حشر۔ ہم سنیک بکلرز ہیں اور یہ مجرم ہی معاشرے کے لئے انتہائی زہریلے سانپ ہیں ان کے سر کچلنا ہمارے فرائض میں شامل ہیں اور یہ سادھو کا ڈیرہ تو پوری دنیا کے سانپوں کا گڑھ ہے۔ اب دیکھو اس کا حشر''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پہلے اپنے سیل فون کا رابطے کا بٹن پریس کر دیا اور پھر فوراً ہی سائگی کے سیل فون کا رابطے کا بٹن

بھی پریس کر دیا۔ چند لمحوں تک تو کچھ نہ ہوا لیکن پھر اس قدر زور دار گڑگڑاہٹ ہوئی کہ جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کے بادل آسمان کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے جس کے نیچے آگ کے بلند شعلے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی سویا ہوا آتش فشاں اچانک پھٹ پڑا ہو۔ سائگی بت بنا بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ آنکھیں ایک جگہ ساکت ہو گئی تھیں۔

''دیکھا تم نے سائگی۔ اگر تم وہاں ہوتے تو اب تک تمہارے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہو چکے ہوتے اور وہ بھی جل کر راکھ ہو چکے ہوتے۔ اب بولو ہم نے تم پر احسان کیا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے واقعی احسان کیا ہے لیکن تم دراصل ہو کون۔ کیا سرکاری ایجنٹ ہو''...... سائگی نے کہا۔

''نہیں۔ ہم سنیک بکلرز ہیں۔ اب تم بتاؤ تم نے ہمارے ساتھ پاکیشیا جانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تمہیں اسی حالت میں یہاں پھینک کر خود واپس چلے جاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ میں ساتھ جاؤں گا۔ پلیز جو تم کہو گے میں ویسا ہی کروں گا''...... سائگی نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار کو اسٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ پھر تقریباً چھ گھنٹوں کے تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ صحیح سلامت رانا ہاؤس پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

جوزف کار سے اتر کر عقبی طرف چلا گیا تاکہ سپیشل سسٹم کو آف کر کے اندر جا سکے جبکہ سائگی کو مسلسل بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی تھی اور وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رانا ہاؤس کا گیٹ کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا۔ پھر سائگی کو اٹھا کر بلیک روم میں لے جایا گیا اور اسے راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ اس کی نیند نجانے کیوں اس قدر گہری تھی کہ راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود وہ ویسے ہی گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ کچھ دیر آرام کر لیا جائے تو دوبارہ فریش ہو جائیں گے“...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اسے ایک بیڈ روم میں لے گیا اور ٹائیگر واقعی بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ تھک ضرور گیا تھا لیکن اسے خوشی تھی کہ مجرموں کا اتنا بڑا گڑھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اب سائگی سے عورتوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کرنے والے مجرموں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں اور پھر ان سانپوں کا سر بھی کچل دیا جائے گا۔ یہی سوچتے سوچتے وہ گہری نیند سو گیا۔

ایک بڑا کمرہ جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا میں ایک ادھیڑ عمر آدمی آنکھوں پر نظر کی عینک لگائے سامنے موجود فائل پر نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گرے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ یہ ولیم جونز تھا ایک یورپی ملک کاسار میں ایک بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی بزنس کارپوریشن کا چیف۔ اس کا یہ آفس بھی ایک بزنس پلازہ میں واقع تھا لیکن درحقیقت ولیم جونز ایک بین الاقوامی جرائم پیشہ تنظیم کوبران کا ہیڈ چیف تھا جبکہ اس سے اوپر کوبران کا ہیڈکوارٹر تھا جہاں اس تنظیم کا سپر چیف بیٹھتا تھا اور اس کے تحت باقاعدہ بورڈ آف گورنرز بنا ہوا تھا جو اہم فیصلے کرتا تھا۔ ولیم جونز کا یہ ہیڈکوارٹر یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت جس کا نام بھی کاسار تھا میں واقع تھا اور یہاں ہیڈکوارٹر میں دنیا کو کئی ریجن میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر ریجن کا چیف ریجنل چیف تھا۔ اس تنظیم کے تحت پوری دنیا کو دس ریجنز میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر ریجنل چیف ہیڈ چیف کے

ماتحت تھا۔ جبکہ اس ریجن میں شامل تمام ممالک ریجنل چیف کے ماتحت تھے۔ اس طرح باقاعدہ تنظیم کا ڈھانچہ بنایا گیا تھا جبکہ تنظیم کوبران کے تحت پوری دنیا میں نوجوان عورتوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے دوسرے ممالک میں خفیہ طور پر فروخت کر دیا جاتا تھا۔ یہ بہت منافع بخش بزنس تھا اور کوبران اس بزنس کی پوری دنیا میں سرپرستی کرتا تھا۔ کوبران اس معاملے میں بے حد سفاک تھا۔ وہ اپنے مخالفوں کو فوراً اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس لئے کوبران کے خلاف پوری دنیا کے لوگوں کی زبان بند رہتی تھی۔ ولیم جونز نے میز کی سائیڈ پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری ماریا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریجنل چیف نمبر تھری کو میرے آفس بھیجو''...... ولیم جونز نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

''آؤ چارلس۔ بیٹھو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''تھینک یو چیف''...... آنے والے چارلس نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم نے پاکیشیا اور کافرستان کے بارے میں جو رپورٹ بھجوائی ہے یہ تو خاصی تشویش ناک ہے''...... ولیم جونز نے چارلس سے

مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف۔ اس لئے تو میں نے رپورٹ آپ کو بھجوائی ہے کہ ابھی تک یہ صرف چنگاری ہے لیکن یہ بڑھ کر شعلہ اور پھر آتش فشاں بھی بن سکتی ہے''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس پر غور کیا ہے کہ اچانک پولیس، اعلیٰ حکام اور دوسری ایجنسی سائی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کیوں ہو گئیں۔ کیا اس نے رشوت دینی بند کر دی تھی''...... ولیم جونز نے کہا۔

''پاکیشیا اور کافرستان اگرچہ کرپشن اور رشوت کا گڑھ ہیں۔ وہاں جب تک رشوت دیتے ہیں سب زبانیں بند رہتی ہیں لیکن میری تحقیقات کے مطابق وجوہات دوسری ہیں''...... چارلس نے کہا۔

''میں نے رپورٹ میں تفصیل پڑھ لی ہے لیکن ایسا ہر جگہ ہوتا ہے کہ بڑا افسر ہاتھ آ جائے تو خاموشی چھا جاتی ہے لیکن یہاں پولیس بھی ابھی تک حرکت میں ہے اور کچھ اور لوگ بھی۔ تم یہ بتاؤ کہ کس کو ختم کیا جائے تو یہ معاملہ ختم ہو سکتا ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا میں آغا جبار ہمارا آدمی ہے اور گروہ کے ہیڈ سائی کو ہمارے بارے میں علم ہے۔ باقی اور کسی کو ہمارے بارے میں علم نہیں ہے''۔ چارلس نے کہا۔

"میں نے تو یہ پوچھا کہ کیسے ختم کیا جائے کہ یہ معاملہ فوری ختم ہو جائے"...... ولیم جونز نے اس بار خشک لہجے میں پوچھا۔

"وہاں سے جو رپورٹیں ملی ہیں ان کے مطابق انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا ایک آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے وہ اس سارے معاملے میں سامنے نظر آ رہا ہے۔ کافرستان میں جو کچھ ہوا سینکڑوں جرائم پیشہ افراد اس میں مارے گئے اور ٹائیگر وہاں موجود تھا۔ اس کے علاوہ سائنی کے غائب ہونے میں بھی ٹائیگر سامنے آیا پھر آغا جبار نے باورچی سلیمان کو جس کی وجہ سے پولیس حرکت میں آئی تھی ہلاک کرنے کے لئے ایک مشہور پیشہ ور قاتل کو بک کیا وہاں بھی یہ ٹائیگر سامنے آیا اور دوسرے روز اس پیشہ ور قاتل کی لاش ایک ویران علاقے میں پولیس کو ملی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس ٹائیگر کو ختم کر دیا جائے تو معاملات سنبھل سکتے ہیں"...... چارلس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کام میں نے براہ راست تو نہیں کرانا۔ میرا ایجنٹ آغا جبار وہاں موجود ہے اور میں نے اس کی فائل دیکھی ہے۔ وہ وہاں کا خاصا بااثر آدمی ہے۔ اسے حکم دو کہ دو روز کے اندر اس ٹائیگر کا خاتمہ کرا دے"...... ولیم جونز نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی"...... چارلس نے کہا۔

"اوکے۔ مجھے فوری رپورٹ دینا۔ ہاں وہ کافرستان میں مرنے والوں میں ہم سے متعلقہ افراد بھی شامل ہیں یا نہیں۔ واقعہ کی

تفصیل تو میں نے پڑھ لی ہے لیکن اس پوائنٹ کی کوئی وضاحت نہیں ہے"...... ولیم جونز نے کہا۔

"نو سر۔ کوبران کا کوئی بڑا مرنے والوں میں شامل نہیں ہے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں۔ مجھے یاد آیا ایک رپورٹ میں دو دیو ہیکل حبشیوں کا ذکر ہے اور کافرستان کے بارے میں جو رپورٹ ہے اس میں بھی دو حبشیوں کا ذکر آیا ہے۔ ایک افریقی حبشی اور ایک ایکریمین حبشی۔ یہ کون ہے اور کیوں اس معاملے میں شامل ہیں"...... جولیم جونز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اچانک اس کا خیال آ گیا ہو۔

"باس۔ اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ دونوں پاکیشیا دارالحکومت میں ایک بہت بڑی بلڈنگ میں رہتے ہیں جسے رانا ہاؤس کہا جاتا ہے۔ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران سے ہے اور یہ دونوں اس کے آدمی ہیں اور ٹائیگر بھی اس عمران کا شاگرد ہے۔ دونوں حبشیوں پر مشتمل ایک سرکاری تنظیم ہے جس کا نام سنیک بکرز ہے۔ یہ دونوں دو تین سالوں بعد اچانک حرکت میں آ جاتے ہیں۔ اب بھی حرکت میں ہیں"۔ چارلس نے کہا۔

"ان کا بھی خاتمہ کرا دو۔ فوراً"...... ولیم جونز نے کہا۔

"سر۔ اس طرح آغا جبار نظروں میں آ جائے گا اور پھر معاملات سرکاری سطح پر بہت آگے بڑھ جائیں گے۔ اس لئے ابھی

صرف ناٹیگر کو فنش کراتے ہیں پھر حالات کو دیکھ کر ان کا بھی خاتمہ کرایا جا سکتا ہے''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس نے اٹھ کر سلام کیا اور مڑ کر بیرونی دروازے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ولیم جونز نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈی تھری کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں۔ ہارڈی سے بات کراؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ہارڈی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''آپ نے اتنے طویل عرصے بعد کیسے فون کیا ہے جناب''...... ہارڈی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ کس قدر مصروفیات ہوتی ہیں۔ بہرحال اب بھی میں نے ایک کام کے لئے فون کیا ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''کیا کام ہے''...... ہارڈی نے مختصر بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم سرکاری ایجنسی میں طویل عرصے تک رہے ہو۔ کیا تم

پاکیشیا بھی کبھی گئے ہو''...... ولیم جونز نے پوچھا۔

''ہاں بے شمار بار۔ کیوں تمہارا پاکیشیا سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے''...... ہارڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے ایک دوست کا وہاں کرمنل بزنس ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''کرمنل بزنس واہ خوب نام رکھا ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا ہوا ہے تمہارے دوست کو''...... ہارڈی نے کہا۔

''وہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق کوئی آدمی ہے عمران۔ وہ میرے دوست کے پیچھے لگ گیا ہے۔ وہاں ایک اور تنظیم ہے جس کا نام سنیک بکلرز ہے۔ اس کے کرتا دھرتا دو حبشی ہیں۔ ایک افریقی حبشی ہے اور ایک ایکریمین حبشی ہے۔ ان کا ہیڈ بھی عمران ہے۔ کیا تم جانتے ہو اسے۔ اگر جانتے ہو تو اس بارے میں تفصیل بتاؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''مجھے تمہارے دوست سے دلی ہمدردی ہے۔ علی عمران دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹوں میں شمار ہوتا ہے۔ بے شمار طاقتور تنظیمیں اس کے ہاتھوں ختم ہوئی ہیں۔ یہ ایکریمیا اور اسرائیل جیسے طاقتور ملکوں کی طاقتور ایجنسیوں کو ختم کر چکا ہے۔ اس لئے تمام ملک اس سے خوف کھاتے ہیں۔ اگر تمہارا دوست اس معاملے میں بیک کر سکتا ہے تو اسے کہو کہ بیک کر جائے اور اگر بیک نہیں کر سکتا تو پھر میری طرف سے اسے اور اس کی تنظیم دونوں کی تعزیت کر لینا۔ میں اس

سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا"...... ہارڈی نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اچھا ہوا میں نے ہارڈی سے معلومات لے لیں۔ چارلس ٹھیک کہہ رہا تھا"...... ولیم جونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھ لی۔

سائی راڈز میں جکڑا بیٹھا تھا جبکہ ٹائیگر اس کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور جوزف اور جوانا دونوں ٹائیگر کی کرسی کے پیچھے کھڑے تھے۔ سائی کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سائی۔ اب تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم نے وہاں گھاچو چوپال جو پوری دنیا کے مجرموں کی سب سے بڑی پناہ گاہ کو دو بٹن دبا کر تباہ کر دیا ہے۔ کافرستانی حکام کے مطابق وہاں سینکڑوں افراد زخمی ہوئے ہیں اور سینکڑوں لاشیں جل کر راکھ ہو چکی ہیں۔ اس تباہی کے ساتھ ہی چیک پوسٹوں پر موجود تمام افراد فرار ہو گئے لیکن انہیں پولیس نے گھیر کر پکڑ لیا اس طرح ان سے پولیس کو معلوم ہوا کہ وہاں کتنے افراد مہمان تھے، کتنے وہاں پہرے دار، ویٹرز اور دوسرے ملازمین تھے۔ یوں سمجھو کہ ہزاروں زہریلے سانپوں کا سر ایک ہی وقت میں کچل دیا گیا"...... ٹائیگر نے تیز تیز

لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''۔ سائگی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کاروبار عورتوں کو اغوا کرنے اور پھر انہیں دوسرے ملکوں میں لے جا کر فروخت کر دینا ہے۔ تم ہمیں بتاؤ گے کہ اس دھندے میں تمہاری سرپرستی یہاں کون کر رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر میں بتا دوں تب بھی تم نے مجھے ہلاک کر دینا ہے اور اگر میں نہ بتاؤں تب بھی تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ اس لئے سوری مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''...... سائگی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''ہم تمہیں انفارمر ہونے کا فائدہ دے سکتے ہیں۔ شرط یہ کہ تم آئندہ بھی ہمیں انفارمیشن دیتے رہو گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے''...... سائگی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہمارا تعلق سنیک ککلرز سے ہے اور تم جیسے مجرم معاشرے کے زہریلے سانپوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب تم بے ضرر سانپ بن کر مخبر بن جاؤ تاکہ دوسرے سانپوں کے سر کچلے جا سکیں یا پھر تمہارا سر کچل دیا جائے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنیک ککلرز کوئی سرکاری تنظیم ہے''...... سائگی نے کہا۔

''ہاں۔ ہم ایک لاکھ مجرموں کو بھی مار دیں تب بھی ہمیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہمیں سرکاری سرپرستی حاصل ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر سنو مجھے مخبر بنا لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی جرم نہیں کروں گا''...... سائگی نے کہا۔

''پہلے تفصیل بتاؤ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ تم حقیقتاً ایسا کہہ رہے ہو یا ہمیں ڈاج دے رہے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو سنو۔ یہاں چار بڑے بڑے گروہ ہیں جو دیہاتوں اور شہروں سے نوجوان غیر شادی شدہ لڑکیوں کو جبراً یا ان کی رضا مندی سے اغوا کرتے ہیں''...... سائگی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس رہے ہو''...... سائگی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تم جو کہہ رہے ہو کہ اغوا بالرضا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کوئی لڑکی خود اپنی مرضی سے اغوا ہو جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ معاشرے میں جو پسند کی شادیاں ہو رہی ہیں اور لڑکے لڑکیاں شادیاں کر کے گھروں سے فرار ہو جاتے ہیں یہ اغوا بالرضا نہیں تو اور کیا ہے۔ ان میں سے بیشتر لڑکے مہینے دو مہینے کی عیاشی کے بعد ان لڑکیوں کو ہمارے پاس بھاری قیمت پر فروخت کر کے کسی دور دراز کے علاقے میں جا کر دوبارہ سیٹل ہو جاتے ہیں اور پھر چکر چلا کر شادی کر لیتے ہیں''...... سائگی نے جواب دیا تو ٹائیگر

نے ایک طویل سانس لیا۔

"ویری بیڈ۔ معاشرے میں اس حد تک بگاڑ آ گیا ہے لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تم صرف غیر شادی شدہ لڑکیاں اغوا کرتے ہو یہ تو شادی شدہ ہوتی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک دو ماہ کی شادی سے عورت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شادی شدہ سے میرا مطلب ایسی عورتیں ہیں جن کے دو چار بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ ایسی عورتوں کا جسم ڈھل جاتا ہے اور انہیں کوئی خرید نہیں کرتا۔ مجبوراً ہمیں انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں پھینکنی پڑتی ہیں"...... سائگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ کس کی سرپرستی تمہارے اس بزنس کو حاصل ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پاکیشیا میں اس دھندے کا ہیڈ میں ہوں البتہ پاکیشیا میں چیف آغا جبار ہے اور وہ بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی تنظیم کا ماتحت ہے۔ پوری دنیا میں عورتوں کی خرید و فروخت کے بزنس پر کوبران کی اجارہ داری ہے"...... سائگی نے کہا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم بے شک آغا جبار سے پوچھ لو اگر وہ تمہیں بتا دے کیونکہ وہ بے حد بااثر آدمی ہے۔ وہ دو بار قومی اسمبلی کا ممبر بھی رہا ہے۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیڈز کے بزنس

کا آئی کون بھی ہے۔ اس سے تو ملک کا صدر بھی درخواست کر کے ملتا ہے"...... سائگی نے کہا۔

"تمہارے پاس اس کی سرپرستی کے کیا ثبوت ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس کے فون ٹیپ کر سکو تو ثبوت مل جائیں گے"...... سائگی نے کہا۔

"تم اسے فون کرو اور اس سے بات کرو تاکہ ہم کنفرم ہو جائیں۔ جو مرضی آئے کہو اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں لیکن یہ کنفرم کرا دو کہ وہ تمہاری سرپرستی کر رہا ہے اور اس کی سرپرستی کوبران کرتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لے آؤ فون"...... سائگی نے کہا تو ٹائیگر کے کہنے پر جوزف سائیڈ تپائی پر موجود فون اٹھا کر راڈز والی کرسیوں کے پاس لے آیا۔ اس نے فون ایک خالی کرسی پر رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

"نمبر بتاؤ"...... جوزف نے کہا تو سائگی نے نمبر بتانا شروع کر دیا۔ یہ واقعی دارالحکومت کا ہی نمبر تھا۔ جوزف نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"سائگی بول رہا ہوں چیف"...... سائگی نے کہا۔

''ارے تم زندہ ہو۔ میں تو کنفرم تھا کہ تم کافرستان کے اس گھاچو چوپال کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو چکے ہو''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں ایک ضروری کام سے وہاں سے نکل کر قریبی شہر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر پتہ چلا کہ یہ ہوا ہے تو میں دوبارہ شہر چلا گیا۔ ابھی میں وہیں ہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کس نے کیا ہے''...... ساگی نے کہا۔

''تمہیں کیا ضرورت ہے یہ معلوم کرنے کی۔ تم فوراً واپس آ جاؤ۔ یہاں تمام اڈے سنسان پڑے ہوئے ہیں۔ پولیس نے چھاپے مار مار کر چاروں کے چاروں اڈوں سے اغوا شدہ عورتیں واپس اٹھا لی ہیں۔ اڈوں پر موجود ہمارے لوگوں کو بے دریغ ہلاک کر دیا ہے۔ سپر چیف کی کال آئی تھی۔ وہ سخت ناراض ہیں''۔ آغا جبار نے کہا۔

''پولیس کو آپ سنبھال کیوں نہیں لیتے''...... ساگی نے کہا۔

''اسے بڑی مشکل سے سنبھالا ہوا ہے۔ اب ویسے بھی معلامات ختم ہو گئے ہیں تم آ جاؤ تاکہ نئے سرے سے سیٹ اپ قائم کیا جائے ورنہ کوبران ہمارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دے گی''...... آغا جبار نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں روانہ ہو جاتا ہوں کل تک پہنچ جاؤں گا۔ پھر وہاں سے آپ کو فون کروں گا''...... ساگی نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور فون اٹھا کر واپس آ کر تپائی پر رکھ دیا اور دوبارہ کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

''لگتا ہے تمہارے بغیر یہ دھندہ نہیں چلتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس دھندے میں دس سال ہو گئے ہیں''...... ساگی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

''دس سال میں تم نے کتنی عورتوں کا دھندہ کیا ہو گا۔ سو دو سو''...... ٹائیگر نے کہا تو ساگی بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ تو بہت معمولی تعداد ہے اور کچھ نہیں تو ہزاروں لڑکیاں تو فروخت کی ہوں گی''...... ساگی نے کہا۔

''اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے۔ سوری ساگی تم انتہائی زہریلے سانپ ہو اور سنیک ،کلرز کو تم جیسے سانپوں کا سر کچلنا آتا ہے۔ جوانا اسے آف کر دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم۔ تم''...... ساگی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا ہی تھا کہ جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ ساگی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور چند لمحوں بعد ساگی کی گردن ڈھلک گئی۔

''اسے برقی بھٹی میں ڈال دوں''...... جوانا نے کہا۔

''ارے نہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر اس کے ساتھیوں کے دلوں

میں خوف پیدا ہو گا تو وہ لوگ کھل کر کام نہیں کر سکیں گے۔ کسی ویران جگہ پر پھینک دینا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ سائگی تو ختم ہو گیا۔ اب آغا جبار اور کوبران کا کیا ہو گا"...... جوانا نے کہا۔

"کوبران تو کوئی بین الاقوامی سطح کی تنظیم نظر آ رہی ہے۔ اس آغا جبار سے اس بارے میں تمام معلومات حاصل کرنا ہوں گی"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر چلیں اسے پھینک دیں گے اور آغا جبار کو بھی اٹھا لائیں گے"...... جوانا نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ سائگی کی لاش سامنے آنے دو تاکہ آغا جبار کا دماغ بھی ٹھکانے پر آ جائے ورنہ ابھی تو اس کا دماغ ساتویں آسمان پر ہو گا اور صرف اس کے ہلاک ہونے سے کام آگے نہیں بڑھ سکے گا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کوبران کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا"...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سائگی کا اڈہ دارالحکومت کے نواحی علاقے فاضل پور میں تھا۔ یہ ایک بڑی عمارت تھی جہاں چند ایسے خفیہ تہہ خانے موجود تھے جہاں اغوا شدہ لڑکیوں کو رکھا جاتا تھا۔ ان لڑکیوں کو ناشتہ، لنچ اور ڈنر میں بہت اچھا کھانا مہیا کیا جاتا تھا۔ ماحول بھی بے حد صاف ستھرا رکھا جاتا تھا۔ وہاں مستقل طور پر دو لیڈی ڈاکٹرز بھی رہتی تھیں جو ان لڑکیوں کی صحت کا خیال رکھتی تھیں۔ انہیں بے حد اچھا لباس مہیا کیا جاتا تھا اور وہاں دو ایسی عورتیں بھی تھیں جنہیں وہاں اس لئے رکھا گیا تھا کہ وہ ان لڑکیوں کو باقاعدہ نفسیاتی طور پر خوش رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ انہیں خوبصورت خواب دکھائے جاتے تھے لیکن پھر پولیس نے یہاں چھاپہ مارا اور یہاں موجود اغوا شدہ لڑکیوں کو رہائی دلائی جبکہ لیڈی ڈاکٹرز اور ماہرین نفسیات عورتوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ وہاں تقریباً دس مسلح افراد موجود تھے جو سب پولیس مقابلے میں ہلاک ہو گئے تھے۔ سائگی نے دو گروپ بنا رکھے تھے۔

ایک گروپ کا سربراہ ایک بدمعاش غیاث تھا جبکہ دوسرے گروپ کا سربراہ راجو نامی آدمی تھا۔ راجو اور اس کے ساتھی سائگی کے ساتھ پولیس سے بچ کر کافرستان چلے گئے تھے۔ وہاں سائگی کو اطلاع ملی تھی کہ غیاث نے اڈہ سنبھال لیا ہے اور اسے سائگی کی جگہ دے دی گئی ہے اور یہ کام کسی آغا جبار نے کیا تھا لیکن سائگی نے راجو کو وہاں کا انچارج مقرر کر دیا اور راجو اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا لیکن براہ راست اڈے پر جانے کی بجائے وہ دارالحکومت میں ہی ایک جگہ ٹھہر گئے اور راجو نے اپنے ایک خاص آدمی کو جو غیاث کا بھی دوست تھا تازہ ترین حالات معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کا نام ریاست تھا۔ ریاست دو روز تک واپس نہ آیا تو راجو اور اس کے ساتھیوں کو بے حد تشویش ہوئی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اب ان سب کو اکٹھے وہاں جا کر چھاپہ مارنا چاہئے۔ ان کا خیال تھا کہ ریاست کو یقیناً ہلاک کر دیا گیا ہے ورنہ وہ دوسرے روز لازماً واپس آ جاتا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے ارادے پر عمل کرتے ریاست اچانک واپس آ گیا۔

''کیا ہوا ریاست۔ کل کیوں واپس نہیں آئے تھے''...... راجو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ مجھے آنے نہیں دیا گیا تھا بہرحال آج میں معلومات حاصل کر کے واپس آیا ہوں''...... ریاست نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا بولو کیا پوزیشن ہے''...... راجو نے کہا۔

''غیاث لڑنے پر آمادہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سائگی نے کافرستان فرار ہو کر انتہائی بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ دوسری بات جو اس نے بتائی وہ بہت خوفناک ہے کہ کافرستان میں گھاچو چوپال جہاں سائگی جا کر ٹھہرا ہے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے سائگی یقیناً ہلاک ہو چکا ہے اور اگر ہم اس کے ساتھ ہوتے تو ہمارا وجود بھی ختم ہو چکا ہوتا''...... ریاست نے کہا۔

''ایسا کب ہوا ہے''...... راجو نے پوچھا۔

''گزشتہ کل''...... ریاست نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ان کا ساتھی رابرٹ تھا جو بازار گیا ہوا تھا۔

''کیا ہوا ہے۔ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں''...... راجو نے کہا۔

''باس سائگی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں اس کی لاش دیکھ کر آ رہا ہوں نصیب پورہ تھانے میں''...... رابرٹ نے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... راجو نے کہا۔

''میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں یہاں آنے سے پہلے نصیب پورہ اس لئے گیا تھا کہ وہاں ہمارا ایک ساتھی اکرم بیمار تھا۔ میں اسے پوچھنے کے لئے گیا تو اس سے پتہ چلا کہ تھانے

میں سائگی کی لاش لائی گئی ہے۔ وہاں اکرم کا بڑھا بھائی ملازم ہے وہ سائگی کو پہچانتا تھا۔ سائگی دو تین بار اکرم کے گھر بھی گیا تھا۔ مجھے بھی یقین نہ آیا تو میں خود وہاں گیا۔ وہ لاش واقعی سائگی کی تھی"...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پولیس کو معلوم ہوا کہ سائگی کو کس نے ہلاک کیا ہے"...... راجو نے پوچھا۔

"لاش ایک ویران باغ سے ملی ہے۔ وہاں اتفاق سے ایک آدمی موجود تھا۔ وہ ایک درخت پر چڑھ کر شہد کی مکھیوں کا چھتہ اتارنا چاہتا تھا کہ اس نے باغ میں ایک کار کو داخل ہوتے دیکھا تو وہ اس طرف متوجہ ہو گیا۔ کار وہاں رکی اور ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آدمی نیچے اترا اور اس نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ایک لاش کو گھسیٹ کر وہاں ڈالا اور واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار واپس چلی گئی۔ یہ ایک عینی شاہد نے بتایا"...... رابرٹ نے کہا۔

"اس آدمی نے اس کار کی کوئی نشانی یا ڈرائیور کے بارے میں کوئی تفصیل بتائی ہے"...... راجو نے کہا۔

"اس نے پولیس کو کار کا رجسٹریشن نمبر بتایا ہے لیکن پولیس نے چیکنگ کی تو یہ نمبر نقلی تھا کیونکہ یہ نمبر ابھی تک کسی کو بھی جاری نہیں کیا گیا"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس آدمی کا حلیہ، قد و قامت جس نے لاش پھینکی ہے"۔ راجو

نے کہا۔

"پوچھنے کے باوجود وہ آدمی نہیں بتا سکا"...... رابرٹ نے کہا۔

"اب پوزیشن یہ ہو گئی ہے کہ چیف سائگی کو ہلاک کر دیا گیا ہے، اڈے پر غیاث کا قبضہ ہے جبکہ اس کی سرپرستی آغا جبار کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے پاس دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم علیحدہ گروپ بنا لیں لیکن اس صورت میں غیاث اور ہماری جنگ شروع ہو جائے گی اور ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ ہم اڈے پر حملہ کر دیں اور سائگی کا جانشین ہونے کا اعلان کر دیں۔ جو ہماری حیثیت کو تسلیم کرے گا وہی زندہ رہے گا ورنہ نہیں"...... راجو نے کہا۔

"ایک اور راستہ بھی ہے راجو"...... ایک ساتھی نے کہا۔

"ہاں بتاؤ کیا راستہ ہے"...... راجو نے کہا۔

"غیاث کا اعلان ہے کہ اسے یہ سیٹ آغا جبار نے دی ہے۔ اگر آغا جبار اس سے سیٹ واپس لے کر ہمیں دے دے تو غیاث کا رعب ختم ہو جائے گا اور ہمیں برتری حاصل ہو جائے گی"...... اس ساتھی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ہنری لیکن اگر آغا جبار نے ہمارا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو پھر"...... راجو نے کہا۔

"تو پھر ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر کھلی جنگ ہو گی جو طاقتور ہو گا وہی زندہ رہے گا۔ ہماری دنیا کا ویسے بھی یہی اصول

ہے کہ کمزوروں کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہوتا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں فون کرتا ہوں آغا جبار کو''...... راجو نے کہا۔

''اس سے مل کر بات کرنے کی اجازت مانگو۔ میرا مطلب ہے کہ اسے قائل کیا جا سکے''...... ہنری نے کہا تو راجو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راجو نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور دوسری طرف سے بجنے والی فون کی گھنٹی کی آواز سب کو واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی جسے سب ہی پہچان گئے کہ یہ آواز آغا جبار کی ہے۔

''آغا صاحب۔ السلام علیکم۔ میں راجو بول رہا ہوں چیف سائگی کا اسسٹنٹ''...... راجو نے کہا۔

''اوہ۔ تم لوگ کہاں ہو۔ نہ سائگی نظر آ رہا ہے اور نہ تم لوگ''...... آغا جبار نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''باس سائگی کو نامعلوم افراد نے ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاش نصیب پورہ کے ایک قدیم ویران باغ سے ملی ہے۔ اس وقت نصیب پورہ کے تھانے میں ان کی لاش موجود ہے اور ہمارے ساتھی رابرٹ نے خود انہیں لاش کی صورت میں دیکھا ہے۔ اس سلسلے میں صورت حال کسی بھی لمحے خراب ہو سکتی ہے اس لئے آپ وقت

دیں تاکہ آپ سے تفصیلی گفتگو کر کے کوئی حل نکالا جا سکے''...... راجو نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں ملنا چاہتے ہو۔ غیاث نے مجھے فون کر کے پہلے ہی اطلاع دے دی ہے۔ چونکہ میں نے غیاث کو سائگی کی جگہ دی ہے اس لئے اب تم سب کو میرا حکم ہے کہ غیاث کے تحت کام کرو۔ تم سب کو خصوصی انعامات بھی دیئے جائیں گے''...... آغا جبار نے کہا۔

''یہ آپ کا حتمی اور آخری فیصلہ ہے''...... راجو نے کہا۔

''ہاں''...... آغا جبار نے کہا۔

''اوکے۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر''...... راجو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو راجو''...... سب ساتھیوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آغا جبار کو یہی تاثر دینا بہتر تھا تاکہ وہ غیاث کو فون کر کے ہمارے بارے میں گرین سگنل دے تو پھر اس کی اطاعت قبول کرنے ہم وہاں جائیں گے اور پھر اچانک حملہ کر دیں گے''۔ راجو نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوا اس نے ناک سکیڑ لی۔ اسے وہاں سے انسانی خون کی بُو آ رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھولنے والے سلیمان کی طرف چونک کر دیکھا۔

''میں نے کوشش تو کی ہے کہ آپ کی آمد سے پہلے یہاں اچھی طرح صفائی کر دوں لیکن پھر بھی آپ نے بُو سونگھ لی''...... سلیمان نے عمران کے اندر آ جانے پر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے سلیمان''...... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ سٹنگ روم میں بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے چائے لاتا ہوں تاکہ آپ کو حسرت بھری کہانی سنائی جائے''...... سلیمان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سٹنگ روم میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کی پیالی اٹھائے آیا اور چائے کی پیالی میز پر رکھ کر اس نے سامنے موجود کرسی گھسیٹی اور

اس پر بیٹھ گیا۔

''سسپنس ختم کرو۔ مجھے تفصیل بتاؤ کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے کچن میں مصروفیت پر مسلسل ڈور بیل بجنے اور مصالحہ کی دیگچی کے ہاتھ پر گرنے سے لے کر ڈور بیل کو جلنے سے بچانے کے لئے اس کا فوری جا کر پوچھنے سے لے کر دروازہ کھولنے اور پھر پیچھے ہٹ کر ایک آدمی کو اندر داخل کرنے اور پھر پوچھنے کہ کیا وہ سلیمان ہے اس پر حملہ کرنے اور پھر سلیمان نے اس کی آنکھوں میں ہاتھ پر موجود مصالحہ لگا کر اسے بے ہوش کرنے تک کی تفصیل بتا دی۔ عمران اس طرح سن رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار ایسا واقعہ سن رہا ہو۔

''پھر کیا ہوا''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے ٹائیگر کو فون کرنے سے لے کر ٹائیگر کے آنے اور اس سے پوچھ گچھ کر کے اسے ہلاک کرنے اور پھر اس کی لاش کار میں ڈال کر لے جانے تک کی تفصیل بتا دی۔

''تم نے خصوصی طور پر ٹائیگر کو کیوں کال کی تھی۔ تم جوزف، جوانا کو بھی کال کر سکتے تھے یا پھر مجھے بھی سیل فون پر کال کر سکتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''اس لئے کہ میرے خیال میں صرف ٹائیگر ہی اس آدمی کو پہچان سکتا تھا اور میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اسے دیکھتے ہی ٹائیگر پہچان گیا کہ یہ مشہور پیشہ ور قاتل ہے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ تم نے واقعی ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن تم نے یہ کیوں کہا کہ حسرت بھری کہانی سناؤ گے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کے لئے کہہ رہا تھا کہ آپ کی یہ حسرت پوری نہ ہو گی کہ میرا خاتمہ ہو جائے اور آپ کو ادھار اور سابقہ تنخواہیں نہ دینی پڑیں"...... سلیمان نے کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہمارے ملک میں پیشہ ور قاتلوں کی کمی نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہر پیشہ ور قاتل اتنی رقم مانگتا ہے کہ اس سے آدھی رقم میں تمہاری سابقہ تنخواہیں اور تمام ادھار چکایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو اس بار سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر تو آپ نے جوانا سے زیادتی کی ہے کہ اس کی بے پناہ کمائی بند کر دی"...... سلیمان نے کہا اور چائے کی خالی پیالی اٹھا کر واپس مڑ گیا۔ عمران اس دوران چائے بھی ساتھ ساتھ سپ کرتا رہا تھا۔

"آغا جبار۔ یہ کون ہے اور اس نے کیوں یہ حرکت کی ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر ٹائیگر کے سیل فون کے نمبرز پریس کر دیئے۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم اس وقت"...... عمران نے کہا۔

"میں کلب میں ہوں اور سونے کے لئے ہوٹل جانے کا سوچ رہا تھا۔ حکم کریں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں ابھی فلیٹ پر پہنچا ہوں۔ سلیمان نے آج کے واقعہ کی تفصیل بتائی ہے لیکن اس سلسلے میں چند ضروری سوالات ہیں جن کے جواب تم ہی دے سکتے ہو۔ اس لئے پہلے میرے فلیٹ پر آ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے جا کر دروازہ کھولا اور پھر ٹائیگر سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب مجھے تفصیل بتاؤ کہ یہاں کیا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہاں مجھے سلیمان نے کال کیا اور بتایا کہ اس طرح واقعہ ہوا ہے۔ میں یہاں پہنچا تو میں نے اس پیشہ ور قاتل کو پہچان لیا۔ یہ بہت مشہور پیشہ ور قاتل ساجن تھا۔ یہ تو سلیمان نے ہمت کی کہ اس کی آنکھوں پر مرچوں والا مصالحہ تھوپ دیا اور وہ بے بس ہو گیا ورنہ وہ اپنے کام میں ماہر سمجھا جاتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اسے کس نے بھیجا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"آغا جبار نے۔ وہ ساجن اور اس کے گروہ کی سرپرستی کرتا

ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اسے سلیمان سے کیا دشمنی پیدا ہو گئی ہے اور وہ بھی اس حد تک کہ وہ اسے پیشہ ور قاتل کے ذریعے ہلاک کرانے پر تل گیا''...... عمران نے کہا۔

''یہی سوال مجھ سے سلیمان نے بھی کیا تھا۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ میرا آئیڈیا ہے کہ آغا جبار نے پولیس کارروائی کے بارے میں تفصیلی معلومات کہیں سے حاصل کر لی ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا آئیڈیا ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ساگی کے اڈے پر جہاں اغوا شدہ لڑکیوں کو رکھا جاتا ہے پولیس نے چھاپہ مارا۔ ساگی تو فرار ہو گیا لیکن وہاں موجود اس کے آدمی مارے گئے اور اغوا شدہ لڑکیاں برآمد کر لی گئیں۔ آغا جبار اس اڈے کا سرپرست ہے اسے دھچکا لگا تو اس نے معلوم کر لیا ہو گا کہ یہ کیسے اور کیوں ہوا اور کس نے کرایا کیونکہ مجرم پولیس کے اعلیٰ افسران کو باقاعدگی سے رشوت دیتے رہتے ہیں اس کے باوجود آئی جی کا خود حرکت میں آنا ان کے نزدیک انتہائی حیران کن ہو گا اور یقیناً انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ سلیمان نامی باورچی جو یہاں فلیٹ میں رہتا ہے اپنی بھانجی کے اغوا پر سر عبدالرحمٰن کے آفس میں گیا اور سر عبدالرحمٰن نے آئی جی کو سختی سے آپریشن کا حکم دے دیا ہو گا جس کے نتیجے میں عورتیں برآمد ہو گئیں۔ اڈہ پر موجود افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ آغا جبار بہت بڑا جاگیردار ہے

باس۔ جاگیردانہ ذہنیت کے مطابق اس نے انتقاماً سلیمان کے قتل کا حکم دے دیا ہو گا''...... ٹائیگر نے تفصیل سے اپنا تجزیہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم نے بہترین تجزیہ کیا ہے۔ گڈ شو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔

''شکریہ باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور اب آغا جبار کے بارے میں تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''وہ یہاں کی ایک پوش کالونی لارڈ میں اپنی محل نما کوٹھی میں رہتا ہے۔ وسیع زرعی اراضی کا مالک ہے بلکہ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سیڈ کا بزنس اونچے پیمانے پر کرتا ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر کہ اسے اس بزنس کا آئی کون کہا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس مکروہ دھندے کا سرپرست بھی ہے۔ ساگی نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق پوری دنیا میں یہ مذموم دھندہ ایک بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی تنظیم کوبران کے نام سے کیا جاتا ہے جس کا ہیڈ آفس یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت کاسار میں ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر نجانے کہاں ہے۔ یہاں پاکیشیا میں اس کوبران کا ایجنٹ آغا جبار ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے تو یہ صرف ایک اڈہ نہیں

ہو گا یہاں کئی اور اڈے بھی ہوں گے۔ تم نے سائیں سے پوچھنا
تھا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ مجھے خیال نہیں آیا۔ آئی ایم
سوری"...... ٹائیگر نے فوراً ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے
کہا۔

"اچھی بات ہے کہ غلطی کا احساس ہو تو اسے فوراً تسلیم کر کے
اس کا مداوا کرو۔ اس لئے اب اس اڈے سے کسی اور سے معلوم
کرو کہ پاکیشیا کے طول و عرض میں اس گروہ اور مذموم دھندے
کے اور کتنے اڈے ہیں اور پھر ان اڈوں پر ریڈ کرو اور وہاں موجود
سانپوں کے سر کچل دو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں جلد ہی یہ معلومات حاصل کر لوں گا
لیکن کیا اس آغا جبار کو پہلے ٹریس نہ کیا جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس پر ہاتھ ڈالنے سے اڈوں پر موجود لوگ انڈر گراؤنڈ ہو
جائیں گے۔ پہلے تمام اغوا شدہ عورتوں کا سراغ لگاؤ اور انہیں رہائی
دلاؤ تاکہ سانپ انہیں کاٹ نہ سکیں۔ پھر اسے بھی کور کر لیا جائے
گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ
عمران سے اجازت لے کر واپس چلا گیا تو عمران نے سلیمان کو
بلایا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم گاؤں چلے جاؤ اور اپنی بہن اور بھانجی سے مل لو اور جاتے

ہوئے مجھ سے رقم لے جانا۔ شاید انہیں ضرورت ہو بیٹیوں کی شادی
کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"شادی لیکن ابھی تو وہ پڑھ رہی ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"تم گاؤں میں کم رہتے ہو اس لئے تمہیں وہاں کے ماحول اور
کلچر کا علم نہیں۔ تمہاری اغوا شدہ بھانجی اگرچہ باعزت واپس آ گئی
ہے لیکن اس پر بہرحال اغوا کا الزام تو لگ گیا ہے اس لئے لازماً
ان دونوں کی جلد شادیاں کر دی جائیں گی اور یہ بہتر بھی رہے
گا"...... عمران نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"رقم کی ضرورت نہیں کیونکہ بڑے صاحب نے بڑی بیگم کو بھیج
دیا تھا اور بڑی بیگم صاحبہ ڈرائیور اور ملازم امام بخش کے ساتھ ان
سے مل آئی ہیں اور بہت بڑی رقم بھی دے آئی ہیں"...... سلیمان
نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ یہ رقم تم رکھ لو۔ شادی میں کوئی کمی نہیں ہونی
چاہئے"...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

"رقم کی باتیں تو آپ یوں کر رہے ہیں جیسے لاکھوں روپے
یہاں پڑے ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں گوشت
مل ہی نہیں سکتا"...... سلیمان نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا
تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

دو بڑی جیپیں تیزی سے دارالحکومت کے نواحی علاقے فاضل پور کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جہاں ساگی کا اڈہ تھا۔ جیپوں میں راجو اور اس کے ساتھی تھے اور بظاہر وہ اڈے پر قابض غیاث کے ماتحت بن کر جا رہے تھے لیکن دراصل وہ اڈے پر جبراً قابض ہونے جا رہے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے خصوصی اسلحہ چھپایا ہوا تھا۔ یہ خصوصی اسلحہ ریڈ ریز پسٹل تھے۔ ایسے پسٹلز جن میں سے سرخ رنگ کی ریز نکلتی تھیں جو انسان کو ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بنا دیتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ غیاث اور اس کے ساتھی بہت تجربہ کار لوگ ہیں اور وہ آسانی سے ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ریڈ ریز پسٹل کو وہ کوٹ کے اندر سے ہی فائر کر سکتے ہیں اور کھلے عام بھی اور اس سے بچاؤ ان کے ناممکن تھا۔ غیاث کو انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی اس لئے جیسے ہی ان کی جیپیں فاضل پور میں داخل ہوئیں وہاں دو بڑی جیپوں

نے ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ راجو اور اس کے ساتھیوں نے جیپیں روک دیں۔

''تم سب جیپوں سے نیچے آ جاؤ اور سنو تمہاری جیبوں کی تلاشی ہو گی اور تمہاری بھی''...... ایک آدمی کاشو نے آگے آ کر بڑے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

''کیوں وجہ۔ تم کون ہوتے ہو ہم پر شک کرنے والے''۔ راجو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں نیچے آ جاؤ ورنہ ہم فائر کھول دیں گے''...... کاشو نے چیختے ہوئے کہا تو راجو نے اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کے ساتھ ریڈ ریز فائرنگ کا اشارہ کر دیا کیونکہ عام اسلحے کے ساتھ ساتھ حساس اسلحہ بھی ان کے لباسوں میں موجود تھا اور وہ چیک بھی ہو سکتا تھا اس لئے راجو نے اسے فوری استعمال کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پھر وہ سب جیپوں سے نیچے اتر آئے۔

''ادھر سامنے قطار بنا کر کھڑے ہو جاؤ۔ تمہاری مکمل تلاشی لی جائے گی''...... کاشو نے اسی طرح تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔ وہ شروع سے ہی راجو کا مخالف تھا اور اب اسے راجو کی بے عزتی کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ راجو کے خلاف باقاعدہ پلان بنا کر آیا تھا۔ اس کے پاس دو خوفناک بم تھے جن سے وہ راجو کو اڑانا چاہتا تھا۔

''ہمیں دھمکیاں مت دو۔ ہم قطار نہیں بنائیں گے۔ ساتھیو فائر

کھول دو"...... راجو نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کاشو اس کا کوئی ساتھی سنبھلتا راجو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ جیبوں سے باہر نکلے تو ان کے ہاتھوں میں ریڈ ریز پسٹل تھے۔ دوسرے ہی لمحے سب نے ایک ایک آدمی پر ریڈ ریز فائر کر دیں جبکہ راجو نے کاشو پر ریڈ ریز ڈالیں تو دو خوفناک دھماکے ہوئے اور نہ صرف کاشو ریڈ ریز کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا بلکہ اس کے پاس موجود بم بھی بلاسٹ ہو گئے۔ یہ دھماکے انہی بموں کے تھے۔ باقی ساتھیوں نے ریڈ ریز فائر کر کے اس کاشو کے باقی ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے وہ ساتھی بھی زخمی ہو گئے تھے جو بموں کی زد میں آ گئے تھے۔ اس لئے راجو کے ساتھیوں کو ان پر فائر کرنے کا موقع مل گیا تھا اور اس کے وہ ساتھی بھی جل کر راکھ ہو گئے۔ راجو کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے کاشو کی جیپوں کو بھی ساتھ لیا اور اس بار چار بڑی جیپیں اڈے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ کاشو کی جیپوں کو راجو اور اس کے ساتھیوں کی جیپوں کی سائیڈ پر اس طرح چلایا جا رہا تھا کہ دیکھنے والوں کو یہ تاثر ملے کہ کاشو اور اس کے ساتھی راجو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی نگرانی میں اڈے کی طرف لا رہے ہیں۔ راجو اور اس کے ساتھیوں نے آٹھ سال سائگی کے ساتھ وہاں گزار دیئے تھے اور اسے وہاں کے ایک ایک ذرے کا علم تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمارت کی چھت سے انہیں چیک کیا جا رہا ہو گا۔ اسے اطمینان تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کہاں کہاں سے کس

طرح چیکنگ کی جائے گی اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ کسی نے انہیں نہ روکا اور وہ اڈے کی پارکنگ تک پہنچ گئے۔ وہاں آٹھ کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ راجو اور اس کے ساتھی جیپوں سے نیچے اترے تو وہ مسلح افراد انہیں دیکھتے رہے اور پھر ایک مسلح آدمی راجو کی طرف بڑھا۔

"ہمارے آدمی جو ان جیپوں میں گئے تھے وہ کہاں ہیں"۔ اس آدمی نے بڑے تحکم آمیز لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو مجھ سے پوچھنے والے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ ورنہ"۔ راجو نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا تو اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن سیدھی کر لی لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا راجو نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا ریڈ ریز پسٹل نکال لیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور دوسرے ہی لمحے وہ آٹھوں کے آٹھوں مسلح افراد چیخ بھی نہ سکے اور جل کر راکھ کا ڈھیر بنتے چلے گئے۔

"آؤ اب"...... راجو نے اپنا ریڈ ریز پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور وہ مڑ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے کیونکہ فرنٹ دروازہ بند کر لیا گیا تھا۔ عقبی طرف دروازے کی دونوں اطراف میں دو دو مسلح افراد موجود تھے لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ ظاہر ہے انہیں عقبی طرف ہونے کی وجہ سے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ کاشو اور اس کے ساتھی اور پارکنگ میں موجود تمام

مسلح افراد بھی لاشوں کی بجائے راکھ میں تبدیل ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے راکھ ہوا میں اڑ کر غائب ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ کاشو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ اس لئے اپنی جگہ مطمئن تھے کہ ان کی تلاشی کاشو اور اس کے ساتھی لے چکے ہیں اس لئے وہ یہاں پہنچے ہیں ورنہ کاشو کو کہہ دیا گیا تھا کہ اگر وہ لوگ تلاشی میں رکاوٹ ڈالیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ راجو اور اس کے ساتھی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اڈے میں داخل ہوئے تو وہاں لحیم شحیم جسم کا مالک غیاث کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''ہیلو چیف۔ کیا حال ہے''...... راجو نے کہا تو غیاث کے چہرے پر مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔

''تھینک یو راجو لیکن ابھی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دو ماہ تک اڈے روپڑ میں رہنا ہو گا تاکہ وہاں کے معاملات سدھار سکو''...... غیاث نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم حکم دو اب تم چیف ہو چاہو تو ہمیں کالا پانی بھجوا دو''...... راجو نے کہا تو غیاث بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرے تمام ساتھی تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتے تھے لیکن میں نے کہا کہ اگر وہ ماتحت بن جائیں تو ٹھیک ورنہ وہ تمہیں گولیوں سے اڑا دیں۔ تم نے کھلے عام مجھے چیف کہہ کر اور روپڑ اڈے جانے پر رضامندی ظاہر کر کے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی بچا لی ہے''...... غیاث نے کہا اور پھر اس

نے ہاتھ سر سے اوپر اٹھایا تو ادھر ادھر سے چھ مسلح افراد کونوں کھدروں سے باہر آ گئے۔

''انہیں مارنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اب میرے ماتحت بننے کے لئے تیار ہو گئے ہیں''...... غیاث نے کہا۔

''اوکے۔ میں اور میرے ساتھی تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ممنون ہیں لیکن ہم دشمنوں کو معاف نہیں کیا کرتے۔ ریڈ فائر''...... راجو نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے غیاث پر ریڈ ریز پڑیں اور وہ پلک جھپکنے میں جل کر راکھ ہو گیا۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔ ان پر راجو کے ساتھیوں نے ریڈ ریز فائر کر دی تھیں۔

''جاؤ جو نظر آئے اسے اڑا دو''...... راجو نے چیخ کر کہا تو وہ سب اندرونی اور بیرونی اطراف میں دوڑتے چلے گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ دوبارہ اکٹھے ہوئے تو اس پورے اڈے پر وہی زندہ تھے۔ غیاث اور اس کے تمام ساتھیوں کو ختم کر دیا گیا تھا۔

''یہاں چونکہ کوئی لاش نہیں ہے اس لئے یہ خود اڈا ہمیں دے کر چلے گئے ہیں اب ہمیں نہیں معلوم کہ کہاں گئے ہیں''...... راجو نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''لیکن باس ہم چھ سات افراد تو اتنا بڑا اڈہ نہیں چلا سکتے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں روپڑ اڈے سے اپنے دس ساتھی بلوا لینے چاہئیں''...... ایک ساتھی نے کہا۔

”وہ بعد میں دیکھیں گے۔ پہلے آغا جبار سے بات کر لوں“۔
راجو نے کہا اور پھر وہ آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے دو ساتھی ریاست اور ہنری بھی اندر آ کر میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ راجو نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

”یس“...... آغا جبار کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”راجو بول رہا ہوں مین اڈے سے“...... راجو نے کہا۔

”تم اور یہاں۔ وہ غیاث کہاں ہے اس سے بات کراؤ“۔ آغا جبار نے کہا۔

”جناب۔ ہم نے اسے فون کر دیا تھا کہ آغا صاحب نے تمہیں یہاں کا انچارج بنایا ہے تو ہم بھی تمہیں اپنا چیف تسلیم کرتے ہیں جس پر وہ بے حد خوش ہوا لیکن جب ہم اڈے پر پہنچے تو اڈہ خالی تھا۔ یہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا البتہ آفس میں میز پر ایک کاغذ پڑا تھا جس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ نیچے لکا تھا غیاث سے اس نمبر پر بات کریں۔ میں نے اس نمبر پر کال کی تو غیاث بول رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اسے اپنے خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے ملٹری انٹیلی جنس کو حکم دیا ہے کہ وہ آغا جبار اور اڈے پر موجود

افراد کو ہلاک کر دیں چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے کافرستان شفٹ ہو گیا ہے اپنے ساتھیوں سمیت اور اب وہ اور اس کے ساتھی بھی واپس پاکیشیا نہیں آئیں گے“...... راجو نے کہا۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس جیسے احمق کو انچارج بنانا میری غلطی تھی۔ اوکے۔ اب میں تمہیں اڈے کا انچارج اور اپنا اسسٹنٹ بناتا ہوں“...... آغا جبار نے کہا۔

”شکریہ جناب۔ آپ ہمارے سپر چیف ہیں۔ ہم آپ کے زیر سایہ اور آپ کی سرپرستی میں ہی ترقی کر سکتے ہیں“...... راجو نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتانا اور اب کام شروع کر دو۔ ہمارے بزنس پر اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ ہنگامی بنیادوں پر کام کرو اور اگلے ماہ کی پندرہ تاریخ تک جتنی زیادہ تعداد میں نوجوان لڑکیاں اکٹھی کر سکو کرو۔ پندرہ تاریخ کو کوبران کا گروپ آ کر انہیں لے جائے گا۔ روپڑ اڈے پر بھی فون کر دو اور روشن ٹاؤن اڈے پر بھی جس کا انچارج نواب دادا ہے۔ اب تم براہ راست انہیں ڈیل کرو گے“۔ آغا جبار نے کہا۔

”سر۔ اکاؤنٹ میں مزید رقم چاہئے۔ میں نے چیک کیا ہے یہاں صرف ایک لاکھ روپے ہیں۔ باقی تمام رقم کاشو بینک سے نکلوا کر لے گیا ہے“...... راجو نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں دس لاکھ ر
انسفر کر دیتا ہوں"..... آغا جبار نے کہا۔
"شکریہ جناب"..... راجو نے کہا تو دوسری طرف سے ر
ہ دیا گیا تو راجو نے بھی رسیور رکھ دیا۔
"مبارک ہو چیف"..... ریاست اور ہنری نے کہا تو راجو
ر کر دونوں سے ہاتھ ملایا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثر
یاں تھے۔

ٹائیگر نے کار رانا ہاؤس کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے
روکی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی
کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آ گیا۔
"گیٹ کھولو جوزف"..... ٹائیگر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر
نکال کر کہا۔
"اچھا"..... جوزف نے کہا اور واپس مڑ کر اندر چلا گیا۔ چھو
کھڑکی بند ہو گئی اور پھر بڑا گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا
ٹائیگر کار اندر لے گیا اور ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں کار روک
کر وہ نیچے اتر آیا۔ جوزف بھی گیٹ بند کر کے اس کی طرف آ
تھا۔
"جوانا کہاں ہے جوزف"..... ٹائیگر نے کہا۔
"اندر ہے۔ آ جاؤ اندر"..... جوزف نے کہا اور ٹائیگر

کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی موجود تھے۔

"سنیک بکرز میں خاموشی کیوں چھا گئی ہے۔ کیا تمام سنیک ختم ہو گئے ہیں یا سارے بے ضرر ہو گئے ہیں"...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔ اس نے پہلے تو انہیں سلیمان پر پیشہ ور قاتل ساجن کے حملے اور سلیمان کی جوابی کارروائی کی تفصیل بتائی تو جوزف اور جوانا دونوں نے سلیمان کی تعریف کی اور پھر ٹائیگر نے عمران صاحب سے ملاقات اور عمران صاحب کے حکم کے بارے میں بتایا کہ اگر یہ سب کچھ کسی بین الاقوامی تنظیم کوبران کے تحت ہو رہا ہے تو پھر یہاں ایک اڈہ نہیں ہو گا یہاں کئی اڈے خفیہ طور پر کام کر رہے ہوں گے انہیں ٹریس کرو اور پھر وہاں موجود سانپوں کا سر کچل دو۔

"پھر کوئی اڈہ ملا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ دو اڈوں کا پتہ چلا ہے۔ ایک بڑا اڈہ پہاڑی علاقے روشن ٹاؤن میں ہے اور دوسرا بڑا اڈہ کافرستان کی سرحد کے قریب پاکیشیا کے شہر روپڑ میں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے"...... جوانا نے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ پہلے وہاں کا ایک چکر لگائیں اور پھر وہاں حملہ کر دیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ ہم وہاں کسی ہوٹل میں رک

جائیں گے۔ تم جا کر چکر لگا آنا پھر ہم وہاں ریڈ کر دیں گے"۔ جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا کی بحری جہاز نما کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا خود تھا جبکہ ٹائیگر سائیڈ سیٹ پر اور جوزف اکیلا عقبی سیٹ پر براجمان تھا۔

"وہاں اندازاً کتنے افراد ہو سکتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"بیس پچیس تو لازماً ہوں گے۔ اس سے زیادہ ہو سکتے ہیں کم نہیں۔ کیونکہ بدمعاش اپنے اڈوں پر زیادہ افراد رکھنے کے قائل ہوتے ہیں اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ وہ طاقتور ہو گئے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جتنے بھی ہوئے بہرحال ہم نے وہاں فل آپریشن کرنا ہے"...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ روشن ٹاؤن کے علاقے میں پہنچ گئے۔ یہ دو بڑی پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی میں بسایا گیا شہر تھا۔ ان پہاڑیوں پر انتہائی قیمتی لکڑی کا وسیع و عریض جنگل تھا۔ اس لئے روشن ٹاؤن قیمتی لکڑی کی فروختگی کا گڑھ بن گیا تھا۔ پوری دنیا میں قیمتی لکڑی کا کاروبار کرنے والے افراد یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ سیاح بھی جنگل کی سیر کرنے آتے رہتے تھے کیونکہ یہ جنگل نہ صرف محفوظ سمجھے جاتے تھے بلکہ یہاں حکومت نے سڑکیں بنائی ہوئی تھیں تاکہ

لکڑی کو سڑک کے راستے آسانی سے جنگل سے روشن ٹاؤن شفٹ کیا جا سکے۔ لکڑی کے بیوپاریوں اور سیاحوں کے لئے روشن ٹاؤن میں کلب اور ہوٹل دونوں خاصی تعداد میں موجود تھے۔ روشن ٹاؤن پہنچ کر ٹائیگر نے ایک ہوٹل جس کا نام کاریز ہوٹل تھا کے سامنے کار رکوا دی اور پھر وہ کار سے اتر کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کار کو پارکنگ میں لے چلو جوانا"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر پارکنگ میں لے آیا۔ یہاں رنگ برنگی کاروں کا میلہ لگا ہوا تھا لیکن زیادہ تعداد قیمتی اور جدید ماڈل کی کاروں کی تھی کیونکہ لکڑی کا کاروبار بے حد منافع بخش تھا اور اس سے وابستہ لوگ خاصے خوشحال تھے۔ جوزف اور جوانا کو کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔ کار روک کر اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر دونوں مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے تو وہاں خاصی تعداد میں عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہر قسم کا نشہ کھلے عام استعمال کیا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہال میں بیٹھے مرد اور عورتیں شرمناک انداز میں ایک دوسرے سے فحش مذاق اور فحش حرکتیں کر رہے تھے۔

"یہ تو مادر پدر آزاد لوگ ہیں"...... جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر ان کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

یہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے اس لئے ہم نے کسی اور ہوٹل کا رخ کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف یا جوانا، ٹائیگر کی بات کا کوئی جواب دیتے اس دوران ایک عورت کے چیخنے اور دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ہیلپ ہیلپ چیخ رہی تھی۔ اس کے جسم پر موجود لباس اس کے جسم کو ڈھانپنے میں ناکام ثابت ہو رہا تھا اور اس کی حالت ایسی تھی جیسے اسے جبراً خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ اس عورت کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اس نے بھی ناکافی لباس پہنا ہوا تھا۔

"رک جاؤ"...... جوانا نے یکلخت آگے بڑھ کر مرد کو روکتے ہوئے کہا جبکہ وہ عورت چیختی ہوئی جوانا کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

"تم کون ہوتے ہو میرے معاملے میں مداخلت کرنے والے۔ میرا نام بالی ہے اور میں جو چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں۔ یہ لڑکی بھی میرا شکار ہے۔ آخری بار کہہ رہا ہوں ہٹ جاؤ میرے راستے سے"...... بالی نے بڑے بدمعاشانہ لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے جوانا کا بازو گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ بالی چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ پھر وہ چیختا ہوا اٹھا تو اس کے کئی دانت منہ سے نکل کر نیچے فرش پر پڑے نظر آئے۔ بالی کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ بالی نے اٹھ کر چیختے ہوئے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش

کی لیکن جوزف نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پکڑی اور ... لمبے بالی نے فضا میں یکے بعد دیگرے دو قلابازیاں کھائیں ... ایک دھماکے سے فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

"جاؤ لڑکی۔ یہاں سے نکل جاؤ اور آئندہ ماحول کا ... رکھنا"...... جوانا نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر ... تو وہ شکریہ ادا کرتی ہوئی اس راہداری میں واپس دوڑتی چلی ... جہاں سے نمودار ہوئی تھی۔ پورے ہال پر موت کی سی خاموشی ... تھی۔

"ہم یہیں بیٹھیں گے تم جا کر جائزہ لے آؤ"...... جوانا نے ... اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی چابیاں اور پارکنگ کارڈ ... کی طرف بڑھا دیا۔

"چھوڑو اسے۔ اس میں مقابلے کی سکت نہیں رہی۔ ... چلیں"...... ٹائیگر نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ... بالی ابھی تک فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا اور لوگ اسی طرح خاموش ... بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے باہر جانے کے بعد لوگ شور مچا ... ہوئے اٹھے اور عقبی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ ... خوفزدہ ہو گئے تھے کہ اس دروازے کی طرف بھی نہ گئے تھے جس سے جوانا اور اس کے ساتھی باہر گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جوانا ... کار ٹائیگر کی گائیڈنس میں ایک اور ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"کیا تم پہلے بھی اس شہر میں آتے جاتے رہے ہو"...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب کے ساتھ ایک بار آیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم کس آدمی سے ملنے کی بات کر رہے ہو ٹائیگر"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے جوزف نے کہا۔

"رین بو ہوٹل جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں ایک سپروائزر ہے اس کا نام راجہ ہے۔ وہ اس اڈے پر کئی سالوں تک کام کر چکا ہے۔ اسے بھاری رقم دی جائے تو وہ ہماری مکمل رہنمائی کرے گا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کس نے بتایا ہے تمہیں اس کے بارے میں"...... جوزف نے باقاعدہ جرح کے انداز میں کہا۔

"دارالحکومت سے میں نے گارڈن ہوٹل کے ایک ویٹر کی ٹپ لی تھی لیکن اس ویٹر نے بتایا کہ وہ اڈے کے اندر نہیں بلکہ باہر چیک پوسٹ پر کام کرتا رہا ہے۔ اس لئے اسے اندر کے بارے میں علم نہیں ہے البتہ رین بو ہوٹل کے سپروائزر راجہ نے کئی سالوں تک اڈے کے اندر کام کیا ہے اور اسے رقم کی بھی ضرورت ہے۔ اسے رقم دی جائے تو وہ سب کچھ بتا دے گا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... جوزف نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر

بعد کار ایک دو منزلہ ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچ گئی۔ یہ رین بو ہوٹل تھا۔ وہ جب مین گیٹ سے گزر کر ہال میں داخل ہوئے تو وہاں رش تھا لیکن لوگ تمیز سے بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ یہاں بیٹھیں میں راجہ سے مل کر آتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور جوزف اور جوانا دونوں کے اثبات میں سر ہلانے پر ٹائیگر آگے بڑھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے۔ ویٹر کو انہوں نے ہاٹ کافی کا آرڈر دیا جو کچھ دیر میں سرو کر دی گئی اور وہ اسے پینے میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ٹائیگر واپس آتا دکھائی دیا۔ پھر وہ اس طرح آ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا جیسے تھک گیا ہو۔ ویٹر ٹائیگر کے آنے پر فوراً آ گیا تو جوزف نے ٹائیگر کے لئے ہاٹ کافی منگوا لی۔

"کیا ہوا"...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوری تفصیل معلوم ہو گئی ہے۔ کافی آ جائے پھر بتاتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد ویٹر نے ہاٹ کافی کا کپ سرو کر دیا تو ٹائیگر نے راجہ سے ملنے والی معلومات دوہرانا شروع کر دیں۔ ساتھ ساتھ وہ ہاٹ کافی بھی سپ کرتا جا رہا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ یہ ایک مشکل ٹارگٹ ہے"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم سنیکس سے ڈرتے ہو"...... جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ڈرتا نہیں ہوں لیکن اندھا دھند کارروائی کرنے سے نقصان بھی ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سنو ٹائیگر۔ تم نے اڈے کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ تمہاری اچھی کارکردگی کا ثبوت ہے لیکن ضرورت سے زیادہ احتیاط بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ اس لئے وہم اور نقصان کے خوف کو دل سے نکال دو۔ ہم نے وہاں معصوم لوگوں کو ان سانپوں سے بچانے کے لئے کام کرنا ہے۔ فادر جوشوا ہمارے ساتھ ہے"...... جوزف نے کسی پادری کی طرح باقاعدہ وعظ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بہرحال چیف ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب اس اڈے کی موٹی موٹی باتیں بتا دو"...... اس بار جوانا نے کہا۔

"یہ اڈہ اونچی پہاڑی کے عقبی طرف ایک چھوٹی سی وادی میں بنایا گیا ہے۔ اس اونچی پہاڑی کے اندر سرنگ بنی ہوئی ہے۔ اس سرنگ کے دوسرے سرے پر اڈہ ہے۔ ویسے وہ انڈر گراؤنڈ ہے باہر سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ سرنگ پر بھی اڈے والوں کا کنٹرول ہے اور پہاڑی کی عقبی طرف باقاعدہ واچ ٹاور بنا ہوا ہے جہاں سے اڈے کی چوبیس گھنٹے نگرانی کی جاتی ہے اور اس واچ ٹاور میں مشین گنیں اور میزائل موجود ہیں۔ اس اڈے کا انچارج سوچھل نامی

ایک بدمعاش ہے۔ وہاں مسلح افراد کی تعداد تقریباً بیس ہے اور سوچل اور اس کے ساتھیوں کی تعداد بھی تقریباً بیس یا پچیس ہے۔ اس اڈے میں بہت زیادہ تعداد میں اغوا شدہ عورتیں رکھی جاتی ہیں کیونکہ اس اڈے کو ہر لحاظ سے ناقابل شکست سمجھا جاتا ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ہمیں اڈے میں جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا"۔ جوزف نے کہا۔

"بے ہوشی کی گیس سرنگ سے لے کر اڈے تک اور پھر اڈے کے اندر فائر کر کے ہی ہم اڈے میں جا سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے ورنہ ہم ان کے لئے آسان ٹارگٹ بن جائیں گے"...... جوزف نے جواب دیا اور جوانا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

سوچل پہلوانوں جیسے جسم کا مالک تھا۔ سر سے گنجا اور آنکھیں چھوٹی، پیشانی تنگ اور دونوں جبڑے بڑے اور بھاری تھے۔ ٹھوڑی ہتھوڑے جیسی تھی۔ قیافہ شناسی کے علم کے مطابق ایسے چہرے کا مالک بے حد سفاک، بے رحم اور مکمل طور پر شیطانی فطرت کا مالک ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ تنگ نظر اور مشتعل مزاج بھی ہوتا ہے اور سوچل نہ صرف ایسا بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے تھا۔ اس وقت وہ اڈے کے آفس میں بیٹھا شراب پینے اور ایک باتصویر رسالہ دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کون بول رہا ہے"...... سوچل نے اونچی آواز میں کہا۔

"راجہ بول رہا ہوں رین بو کلب سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے۔ بولو"...... سوچل نے سخت لہجے میں کہا۔

''دارالحکومت میں رہنے والے ایک آدمی ٹائیگر کو جانتے ہو اس کے ساتھ دو وحشی بھی ہیں ایک افریقی اور دوسرا ایکریمین''...... راجہ نے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ کون ہیں یہ تینوں''...... سوجھل نے کہا۔

''یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ ایک تنظیم سنیک بکلرز سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ٹائیگر یہاں رین بو ہوٹل میں مجھ سے ملنے آیا۔ وہ اکیلا آیا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ جب وہ واپس گیا تو دونوں حبشی اس کے ساتھ تھے۔ یہ ٹائیگر مجھ سے تمہارے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آیا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ میں وہاں کبھی نہیں گیا۔ صرف میں نے سنا ہوا ہے کہ ایسا اڈہ ہے۔ اس نے مجھے بھاری معاوضہ دینے کی پیش کش کی لیکن میں نے اس کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تو وہ چلا گیا۔ میں نے تمہیں اس لئے اطلاع دی ہے کہ تم محتاط رہو''...... راجہ نے کہا۔

''سنو راجہ۔ میرا نام سوجھل ہے اور ہماری مقامی زبان میں سوجھل کا مطلب ہوتا ہے روشنی۔ اس لئے مجھے سب معلوم ہو جاتا ہے۔ اس ٹائیگر نے لازماً میرے اڈے پر حملہ کرنا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم جیسے لالچی آدمی نے بھاری معاوضہ وصول کر کے اسے تفصیل بتا دی ہو گی۔ تم خود بتا دو۔ اگر اس ٹائیگر نے کہا کہ تم نے اسے تفصیل بتا دی ہے تو پھر تم خود جانتے ہو کہ سوجھل ایسے جھوٹے لوگوں کے ساتھ کیا کارروائی کرتا ہے۔ اگر تم سچ بتا دو تو

تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے''...... سوجھل نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''تم یقین کرو میں نے اسے کوئی تفصیل نہیں بتائی صرف موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں جس کا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا''۔ راجہ نے جواب دیا۔

''لیکن یہ سنیک بکلرز میرے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہیں''...... سوجھل نے کہا۔

''یہ مجرموں کو سنیک یعنی سانپ کہتے ہیں اور یہ انتہائی بے رحمی سے ایسے لوگوں کو ہلاک کرتے ہیں جنہیں یہ سنیکس سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا چیف ساگی بھی ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے''۔ راجہ نے کہا۔

''اوکے۔ تمہارا شکریہ''...... سوجھل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''سنیک بکلرز۔ ہونہہ۔ میں سنیک بکلرز کا بھی بکلر ہوں''۔ سوجھل نے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے نصب ایک بٹن پریس کر دیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوجھل کو سلام کیا۔

''آؤ رامن بیٹھو''...... سوجھل نے کہا تو آنے والا میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''رامن۔ تم اس اڈے کے سیکورٹی چیف ہو اور تمہارے ذمے اس اڈے کی سیکورٹی ہے''...... سوجھل نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... رامن نے کہا۔

"ایک نئی تنظیم سامنے آئی ہے۔ یہ اپنے آپ کو سنیک بکرز کہتے ہیں۔ اس میں صرف تین افراد ہیں۔ ایک کا نام ٹائیگر ہے یہ انڈر ورلڈ میں بھی کام کرتا ہے جبکہ دو حبشی ہیں۔ ایک ایکریمین ہے اور دوسرا افریقی۔ سنا ہے کہ چیف ساگی کی ہلاکت بھی ان کے ہاتھوں ہوئی ہے اور اب یہ گروپ میرے اڈے کے خلاف کام کر رہا ہے۔ یہاں اڈے میں ایک شخص راجہ کام کرتا تھا اور اب وہ رین بو ہوٹل میں سپروائزر ہے۔ یہ ٹائیگر، راجہ سے ملنے گیا اور اس راجہ کے بقول اس ٹائیگر نے اسے بھاری معاوضہ بھی ادا کرنے کی آفر کی اور ہمارے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ گو راجہ نے تو کہا ہے کہ اس نے صرف بظاہر نظر آنے والی موٹی موٹی باتیں بتائی تھیں لیکن میں راجہ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ طویل عرصہ میری ماتحتی میں کام کرتا رہا ہے۔ وہ بے حد لالچی آدمی ہے اور اس نے لازماً سب کچھ اس ٹائیگر کو بتا دیا ہو گا۔ اس سے تو بعد میں نمٹ لیں گے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم سیکورٹی چیف ہو تم اڈے پر ریڈ الرٹ کال دے دو اور سیکورٹی کو فول پروف بنا دو اور تم نے ان تینوں کو پکڑنا بھی ہے"...... سوجھل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پکڑنا ہے باس یا ہلاک کرنا ہے"...... رامن نے چونک کر پوچھا۔

"انہیں گرفتار کرو تاکہ ان کے پیچھے جو سنیک بکرز چھپے ہوئے ہیں ان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے"...... سوجھل نے کہا۔

"آپ کا خیال ہے کہ سنیک بکرز تین نہیں ہیں تین سے زیادہ ہیں"...... رامن نے کہا۔

"صرف میرا خیال نہیں میرا تجربہ ہے کہ ایسی سرکاری یا غیر سرکاری تنظیموں میں افراد زیادہ ہوتے ہیں لیکن سامنے کم آتے ہیں۔ سنیک بکرز میں تین افراد ہیں اور ان میں سے بھی دو غیر ملکی۔ یہ بات میرے حلق سے اتر نہیں رہی"...... سوجھل نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمارا اڈہ پہلے ہی سیکورٹی کے لحاظ سے فول پروف ہے اور اب میں ریڈ الرٹ کرا دیتا ہوں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ حملہ تینوں آور زندہ پکڑے جائیں یا کم از کم ایک تو لازماً پکڑا جائے"...... رامن نے کہا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... سوجھل نے کہا تو رامن نے اٹھ کر سلام کیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ایک منٹ رامن"...... سوجھل نے کہا تو رامن واپس مڑ آیا۔

"یس باس"...... رامن نے کہا۔

"بیٹھو رامن۔ میں حفاظتی انتظامات کی تفصیل معلوم نہ کر سکا تھا۔ بتاؤ مجھے تفصیل کے ساتھ"...... سوجھل نے کہا۔

"باس۔ تمام تفصیل تو آپ کو معلوم ہے۔ آپ کے احکامات کے تحت تو سب کچھ کیا گیا ہے"...... رامن نے الجھے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ ریڈ الرٹ کے بعد کیا خصوصی اقدامات کرو گے"...... سوجھل نے کہا۔

"اڈے میں آنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے سرنگ کے ذریعے۔ اس کے بعد اڈے کا اندرونی راستہ ہے جسے بند کر دیا جائے گا۔ سرنگ کو ہم مسلسل مانیٹر کرتے رہیں گے جیسے ہی یہ لوگ سرنگ میں داخل ہوں گے ہم آٹومیٹک بے ہوشی کی گیس فائر کر دیں گے جس سے یہ لوگ یقینی طور پر پانچ چھ گھنٹوں کے لئے بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس دوران انہیں اٹھا کر اندر لے آئیں گے اور آپ کو کال کر دیں گے"...... رامن نے کہا۔

"لیکن ایک اور راستہ بھی تو ہے واچ ٹاور والا"...... سوجھل نے کہا۔

"باس۔ وہ تو باہر سے ناقابل عبور ہے۔ ہم نے اندر سے تو واچ ٹاور پر جانے کے لئے سیڑھیاں بنائی ہوئی ہیں لیکن باہر سے تو واچ ٹاور تک آنے کے لئے سیڑھیاں نہیں ہیں اس لئے وہ اڑ کر تو واچ ٹاور پر نہیں پہنچ سکتے اور پھر واچ ٹاور پر دو آدمی ہوتے ہیں۔ اب ان کی تعداد چار کر دی جائے گی"...... رامن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بہرحال پھر بھی محتاط رہنا۔ یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں اور اس وقت ہمارے اس اڈے پر ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور ان پر ہمارا بہت روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ کوبران نیلامی میں

ابھی دس پندرہ روز باقی ہیں"...... سوجھل نے کہا۔

"یس باس"...... رامن نے کہا تو سوجھل نے اسے واپس جانے کا اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر بیرونی دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا۔ اب سوجھل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ولیم جونز کارسا میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری ماریا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریجنل ہیڈ تھری چارلس سے بات کراؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولیم جونز نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ دو تین منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ولیم جونز نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ولیم جونز نے کہا۔

''چارلس لائن پر ہیں جناب۔ بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس چیف۔ چارلس بول رہا ہوں''...... چارلس کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

''چارلس۔ پارکیشیا کی کیا حالت ہے۔ وہ ٹائیگر ہلاک ہوا یا نہیں اور اگر ہوا تو اس کے قتل پر دوسروں کا کیا ردعمل ہے اور اگر نہیں قتل ہوا تو کیوں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''باس۔ میں آپ کے آفس آ رہا ہوں پھر تفصیل سے بات ہو گی''...... چارلس نے کہا۔

''اوکے۔ آ جاؤ''...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبی بات ہے اور لمبی بات یہی ہو سکتی ہے کہ ٹائیگر ہلاک نہیں ہو سکا۔ اس کی وجوہات بتائی جائیں گی''...... ولیم جونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر برہمی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور چارلس اندر داخل ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد ولیم جونز نے کہا تو چارلس شکریہ ادا کرتے ہوئے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں اب بتاؤ کیا ہوا ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''باس۔ ٹائیگر کے قتل کی کال دے دی گئی ہے اور آغا جبار نے تین مشہور پیشہ ور قاتلوں کو بھاری معاوضہ دے کر اس ٹاسک پر مامور کر دیا ہے۔ ٹائیگر کا دن کے وقت کوئی ٹھکانہ نہیں ہے البتہ رات گئے وہ سونے کے لئے ہوٹل الاسکا کے کمرہ نمبر تین سو دس میں آتا ہے۔ طویل عرصہ سے وہ اس کمرے میں رہائش پذیر ہے۔

تینوں پیشہ ور قاتل اسے شہر کے کلبوں اور انڈر ورلڈ کے دوسرے ٹھکانوں پر تلاش کرتے رہتے ہیں جبکہ رات کو وہ ہوٹل الاسکا میں باری باری ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن یہ ٹائیگر گزشتہ دس روز سے رات کو ہوٹل نہیں آ رہا اور نہ ہی وہ دارالحکومت میں کہیں نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح وہ دونوں حبشی بھی رانا ہاؤس سے باہر ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں دارالحکومت سے باہر کسی اور شہر یا ملک میں گئے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی ان کی واپسی ہوئی آپ کے حکم پر عملدرآمد ہو جائے گا''...... چارلس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ ٹائیگر لاکھ چالاک، تیز اور پھرتیلا سہی لیکن تین تین قاتلوں سے نہ بچ سکے گا۔ اوکے۔ اب ایک اور اہم بات، ہمارا پاکیشیا میں خریداری کا وفد دس روز بعد جا رہا ہے۔ کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ اس بار کتنی لڑکیاں وہ ہمیں فروخت کریں گے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں بھی اس بارے میں سوچ رہا تھا لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کس سے معلومات حاصل کروں کیونکہ پہلے تو سائی سے تمام معلومات مل جاتی تھیں۔ اب وہ ہلاک ہو چکا ہے اور اب وہاں ایک آدمی کی بجائے ہر اڈے کا علیحدہ علیحدہ انچارج ہے''۔ چارلس نے کہا۔

''علیحدہ علیحدہ معلومات حاصل کر لو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''چیف۔ اس طرح تو کوبران کا نام کھل کر سامنے آ جائے گا

اب تک تو بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے اور یہی ہماری کامیابی کا باعث ہے۔ پوری دنیا میں عورتوں کی خرید و فروخت کا کام عروج پر جا رہا ہے۔ اس لئے ہر سال پچھلے سال سے زیادہ تعداد میں لڑکیاں اغوا کی جا رہی ہیں اور زیادہ اچھا میٹریل لایا جا رہا ہے اور پوری دنیا میں علیحدہ علیحدہ گروپ کے خلاف تو آوازیں اٹھتی رہتی ہیں لیکن کوبران کے خلاف کبھی کوئی آواز نہیں اٹھتی''۔ چارلس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر آغا جبار سے بات کراؤ۔ اگر وہ نااہل ہے تو اسے فنش کر کے کسی اور کوئی نمائندہ مقرر کر دو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں نے وہاں اپنے ایجنٹوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مجھے کوبران کے نمائندے کے لئے تین نام بھیجیں لیکن ابھی تک کسی نے کوئی نام نہیں بھیجا''...... چارلس نے کہا۔

''تو پھر اس آغا جبار کو حرکت میں لے آؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''وہ پاکیشیا کا بہت بڑا جاگیردار اور سیڈ برنس کا آئی کون ہے۔ اس لئے وہ لئے دیئے رہتا ہے۔ اس کا اس دھندے میں ایک ورکنگ اسسٹنٹ ہے جس کا نام اسمارٹ ہے اور وہ ہے بھی اسمارٹ۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اسے انگیج کر لوں اور آغا جبار بھی چلتا رہے۔ ہمارا کام اسمارٹ کر دیا کرے گا اور آغا جبار کا نام اور

حیثیت کی آڑ میں زیادہ سے زیادہ کام ہو جائے گا“...... نے کہا۔

”تو اب تک کیا کیوں نہیں۔ دس روز رہ گئے ہیں کوبران مشن کی پاکیشیا میں جانے میں اور ہیڈکوارٹر نے یہ سب باتیں سے پوچھنی ہیں“...... ولیم جونز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی آپ کے سامنے بات کرتا ہوں“ چارلس نے کہا اور ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکا لیا۔

”کس سے بات کرو گے آغا جبار سے یا اسمارٹ سے“...... جونز نے کہا۔

”ابھی تو آغا جبار سے بات کروں گا۔ اسمارٹ سے تو بات چیت اور شرائط طے کرنے میں بات طویل ہو سکتی ہے“...... چارلس نے کہا اور اس بار ولیم جونز نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ چارلس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی مخصوص آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”یس“...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کوبران ہیڈکوارٹر سے چارلس بول رہا ہوں“...... چارلس نے کہا۔

”اوہ آپ۔ میں آغا جبار بول رہا ہوں۔ حکم کریں“...... آغا جبار نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”آغا جبار۔ ٹائیگر کو ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں“...... چارلس نے کہا۔

”وہ دارالحکومت سے باہر ہے بلکہ جو رپورٹس ملی ہیں سنیک ککرز کافرستان گئے ہوئے ہیں۔ وہاں پہلے انہوں نے گھاچو چوپال کو اڑا دیا تھا پھر وہ وہاں کے سافٹ روڈ اڈے کو اڑانا چاہتے تھے۔ میں نے سافٹ روڈ اڈے کے انچارج رام داس سے بات کی ہے اور اسے ان کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ لوگ ابھی تک وہاں نظر نہیں آئے البتہ انہوں نے میری رپورٹ پر اپنے اڈے پر ریڈ الرٹ کر دیا ہے“...... آغا جبار نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کوبران کا مشن اغوا شدہ عورتوں کی کیٹگریز بنانے اور انہیں کیٹگریز کے مطابق خریدنے کے لئے ہر تین ماہ بعد پاکیشیا جاتا ہے اور اس کے لئے دس تاریخ فکسڈ ہے۔ آج سے دس دن بعد۔ پہلے تو ساگی اس بارے میں خود ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دے دیا کرتا تھا لیکن اب جب کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے تو نہ کسی اور کی طرف سے اور نہ ہی آپ کی طرف سے کوئی رپورٹ بھجوائی گئی ہے“۔ چارلس نے کہا۔

”سوری۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ ساگی خود ہی ہر کام کر لیتا تھا۔ میں

ابھی آپ کو پاکیشیا کے تینوں اڈوں میں موجود اغوا شدہ لڑکیوں کی رپورٹ دیتا ہوں"...... آغا جبار نے کہا۔

"کتنا وقت لو گے"...... چارلس نے کہا۔

"صرف ایک گھنٹہ"...... آغا جبار نے کہا۔

"اوکے۔ میں ایک گھنٹے بعد تم سے خود کال کر کے رپورٹ لوں گا"...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں نہیں چاہتا تھا کہ اس نمبر پر وہ آپ کو کال کرے۔ آپ چیف ہیڈ ہیں"...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری یہی خوبیاں تو مجھے پسند ہیں کہ تم معاملے کی گہرائی تک جائزہ لیتے ہو لیکن یہ تو پاکیشیا کی رپورٹ ہو گی۔ کافرستان سے آ گئی ہے رپورٹ یا نہیں"...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکریہ باس۔ کافرستان میں کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ گھاچو چوپال تباہ کی گئی ہے اور وہاں ہمارا کسی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کافرستان میں ایسے دس بڑے اڈے ہیں جہاں سے ہمیں کافی اچھی اور کافی زیادہ تعداد میں اغوا شدہ لڑکیاں اور عورتیں ملتی ہیں اور عالمی منڈی میں کافرستانی لڑکی یا عورت کی بے حد ڈیمانڈ ہے کیونکہ وہ زیادہ تنگ نہیں کرتیں اور جلد ہی نئے ماحول میں ڈھل جاتی ہیں اور خود بھی خوش رہتی ہیں اور اپنے مالکان کو بھی خوش رکھتی ہیں"۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور پاکیشیائی لڑکیاں اور عورتیں کیسی ہوتی ہیں"...... ولیم جونز نے کہا۔

"یہ بہت خوبصورت ہوتی ہیں اور ان کے جسم بھی حقیقتاً خوبصورت ہوتے ہیں لیکن یہ سب سے زیادہ طویل عرصے تک مزاحمت کرتی ہیں۔ اکثر لڑکیاں اور عورتیں خودکشی کر لیتی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی خاصی ڈیمانڈ ہوتی ہے کیونکہ صورت کے لحاظ سے بھی اور جسم کے لحاظ سے بھی وہ بے حد خوبصورت ہوتی ہیں"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹہ تک وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے اور پھر چارلس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی آغا جبار کی آواز سنائی دی۔

"چارلس بول رہا ہوں ہیڈکوارٹر سے"...... چارلس نے کہا۔

"یس چیف۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ پہلے ہمارے تین اڈے ورکنگ کنڈیشن میں تھے۔ سب سے بڑا اڈہ ساگی کا تھا لیکن اب وہ اڈہ ویران ہو گیا ہے کیونکہ وہاں موجود افراد کو پولیس مقابلے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ساگی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب دو اڈے باقی ہیں"...... آغا جبار نے کہا۔

"کون کون سے"...... چارلس نے پوچھا۔

"ایک روشن ٹاؤن کا اڈہ ہے جس کا انچارج سوجھل پہلوان

ہے۔ اس اڈے پر ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور سوجل کے مطابق اس بار مال بہترین ہے"...... آغا جبار نے کہا۔

"اوکے۔ دوسرے اڈے کی کیا پوزیشن ہے"...... چارلس نے کہا۔

"دوسرا اڈہ روپڑ ہے۔ وہاں کا انچارج نواب دادا ہے۔ وہ اپنے علاقے کا بڑا بدمعاش ہے۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ اس کے پاس ایک سو دس ایسی ہیرا لڑکیاں ہیں کہ جو دیکھے گا خوش ہو جائے گا"...... آغا جبار نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مطلب ہے دو سو ساٹھ لڑکیاں اس بار پاکیشیا سے ملیں گی۔ بہت کم تعداد ہے۔ اسے بڑھنا چاہئے اگر اس طرح تعداد کم ہوتی رہی تو بزنس ختم ہو جائے گا"...... ولیم جونز نے کہا۔

"چیف۔ حالات میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آپ فکر مت کریں جلد ہی پاکیشیا میں ہمارا بزنس نہ صرف اپنی پہلی سطح پر آ جائے گا بلکہ بڑھ بھی جائے گا"...... چارلس نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے چارلس۔ میں سمجھتا ہوں لیکن ہیڈکوارٹر کو سمجھنا بے حد مشکل ہے۔ بہرحال سمجھائیں گے اور کیا کر سکتے ہیں"...... ولیم جونز نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوکے چیف۔ اجازت دیں۔ میں کافرستان سے رپورٹ لے لوں"...... چارلس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور۔ لیکن جیسے ہی معلومات ملیں تم نے فوری طور پر مجھے تحریری رپورٹ دینی ہے اور ہاں پاکیشیا کے بارے میں بھی تحریری رپورٹ دو۔ جس میں تعداد میں کمی کی ایسی وجوہات لکھو جن سے ہیڈکوارٹر مطمئن ہو جائے۔ دونوں رپورٹیں ہیڈکوارٹر بھیجنی ضروری ہیں"...... ولیم جونز نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... چارلس نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

بحری جہاز نما کار تیزی سے پہاڑی علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا اور عقبی سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ ٹائیگر یہاں پہلے بھی آ چکا تھا اس لئے اسے تمام راستوں کا علم تھا جبکہ جوانا یہاں پہلی بار آیا تھا اس لئے اس نے خود ٹائیگر کو آفر کی تھی کہ وہ ڈرائیونگ کرے۔ اس لئے ٹائیگر کار چلا رہا تھا۔

"راستے میں کوئی چیک پوسٹ بھی آتی ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ان سے کیسے نمٹنا ہو گا"...... جوانا نے پوچھا۔

"جوزف چیف ہے وہ بتائے گا ہم نے اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بم مار کر پوری چیک پوسٹ کو اڑا دو۔ یہ لوگ سنیکس ہی

ہیں"...... جوزف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ اچھی تجویز ہے۔ جوانا یہ کام تمہیں کرنا ہو گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے نیچے اترنا پڑے گا۔ میں کر دوں گا۔ مجھے کوئی طاقتور بم دو"...... جوانا نے کہا تو عقبی سیٹ پر موجود جوزف نے ایک دستی بم اس کی طرف بڑھا دیا جس پر پن لگی ہوئی تھی۔ دانتوں سے پن کھینچ کر بم کو ہاتھوں سے پھینکنا پڑتا ہے۔ اسے پن بم کہتے ہیں۔ پھر ایک موڑ آتے ہی ٹائیگر الرٹ ہو کر بیٹھ گیا۔

"چیک پوسٹ قریب آ رہی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا بھی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد چیک پوسٹ نظر آنے لگی۔ ایک طرف دو کمرے ان کے سامنے برآمدہ اور آگے کھلا احاطہ تھا جبکہ سڑک پر باقاعدہ لوہے کا راڈ تھا اور وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد کھڑے تھے۔ کمروں کے سامنے برآمدے میں بھی دو مسلح افراد موجود تھے اور دو باہر احاطے میں سڑک کی طرف رخ کئے کھڑے تھے۔

"تم بم مارو۔ ہم سڑک پر موجود افراد کا گن سے خاتمہ کرتے ہیں"...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا۔ اسی لمحے کار راڈ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"نیچے اتر آؤ۔ کار کی اور تمہاری تلاشی ہو گی"...... ایک مسلح آدمی نے کار کی کھڑکی سے منہ اندر کر کے کار میں موجود افراد کا

جائزہ لیتے ہوئے کہا تو کار کے دروازے کھول کر ٹائیگر، جوزف اور جوانا باہر آ گئے۔ جوزف اور جوانا کو دیکھ کر مسلح افراد دو قدم پیچھے ہٹ گئے جبکہ جوانا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا احاطے کی طرف بڑھ گیا۔

''جوزف۔ تم اپنے سامنے موجود ان چاروں کا خاتمہ کرو۔ میں ادھر موجود افراد کا خاتمہ کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر افریقی زبان میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ ادھر جوزف کا ہاتھ بھی جیب سے باہر آ گیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے فضا گونج اٹھی۔ اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور چیک پوسٹ کے دونوں کمرے فضا میں گرد و غبار بن کر اڑ گئے۔ جو لوگ کمروں میں موجود تھے ان کی لاشوں کے بھی ٹکڑے اڑ گئے اور پھر وہ سب واپس آ کر کار میں بیٹھ گئے البتہ کار میں بیٹھنے سے پہلے جوزف نے راڈ ہٹا دیا تھا۔ اس لئے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ اس پہاڑی تک پہنچ گئے جس میں سرنگ تھی۔ ٹائیگر نے کار کو ایک چٹان کے پیچھے اس طرح چھپا دیا کہ قریب جا کر خصوصی طور پر دیکھنے سے ہی نظر آ سکتی تھی۔

''ہمیں پوری طرح ہوشیار رہنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم فکر مت کرو''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ تینوں سرنگ کے دہانے میں داخل ہو گئے۔ سرنگ میں اندھیرا تھا لیکن ٹائیگر کے ہاتھ میں پنسل ٹارچ موجود تھی جس کی روشنی بے حد تیز تھی اور ٹارچ

کی روشنی سے سرنگ میں تیز روشنی پھیل گئی۔ سرنگ میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے ٹارچ کی مدد سے سرنگ کی چھت اور دیواروں کو چیک کیا لیکن وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی جو ان کے لئے خطرناک ثابت ہوتی۔ اس لئے وہ مطمئن ہو گئے لیکن ابھی انہوں نے آدھی سے کچھ زیادہ سرنگ کراس کی تھی کہ اچانک سرنگ کی دونوں دیواروں کی جڑوں سے چیخ چیخ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا ذہن یکلخت تاریک پڑ گیا اور پھر جس طرح تاریک بادلوں میں بجلی کی لہریں چمکتی ہیں اس طرح ٹائیگر کے جسم میں تیز درد کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔ دوسری یا تیسری بار کے بعد ٹائیگر کا ذہن اس طرح روشن ہو گیا جیسے کسی نے اندھیرے میں ٹارچ جلا دی ہو۔ اس کی آنکھیں کھلیں اور شعور بیدار ہوا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے ایک گال پر زور دار تھپڑ مارے جا رہے ہیں اور مارنے والا پہلوان نما شخص ہے جس کا سر گنجا ہے اور اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔

''کون ہو تم اور مجھے کیوں مار رہے ہو''...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا تو پہلوان نما آدمی ہنس پڑا۔

''تم مجھے نہیں جانتے ٹائیگر حالانکہ میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ویسے میرا نام سوجھل ہے اور میں اس روشن ٹاؤن اڈے کا دادا ہوں''...... سوجھل نے کہا اور پھر پیچھے ہٹ کر کچھ فاصلے پر پڑی کرسیوں میں سے ایک خصوصی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس

کی کرسی کے ساتھ ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ ٹائیگر نے اب ماحول کا جائزہ لیا تو اس کے دائیں طرف جوزف اور جوانا بھی کرسیوں پر موجود تھے لیکن وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔ شاید انہیں یہ لوگ دانستہ طور پر ہوش میں نہیں لائے تھے کہ انہیں خطرہ ہو گا کہ یہ دیو ہیکل حبشی اپنی طاقت سے رسیاں نہ توڑ ڈالیں لیکن ٹائیگر کو جس طرح کرسی سے رسی کے ساتھ باندھا گیا تھا اس پر ٹائیگر کو ہنسی آ رہی تھی۔ اس کی کمر کے گرد دو بل دے کر عقب میں گانٹھ لگا دی گئی تھی۔ گو انہوں نے اپنے طور پر بڑی چالاکی دکھائی تھی کہ گانٹھ کو پشت کے عین درمیان میں رکھا گیا تھا تاکہ کرسی کی چوڑائی زیادہ ہونے کی وجہ سے گانٹھ تک اس کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں اور واقعی تھا بھی ایسا ہی لیکن ٹائیگر نے ہوش میں آنے کے بعد جلد ہی گانٹھ کی نوعیت معلوم کر لی تو اس نے بات چیت کے ساتھ ساتھ رسی کو سائیڈ سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا تاکہ گانٹھ اس کے ہاتھ کی اپروچ میں آ جائے۔

"تم اور تمہارے حبشی ساتھیوں نے کافرستان میں گھاچو چوپال کے خلاف کام کیا اور اسے تباہ کر دیا اور اب تم یہاں آئے ہو تاکہ تم اس اڈے کو تباہ کر سکو۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... سوجھل نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تمہیں ہماری آمد کی اطلاع کس نے دی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے اب چونکہ زندہ نہیں رہنا اس لئے بتا دیتا ہوں۔ ریڈ بک کے راجہ نے جس سے تم نے اس اڈے کے بارے میں تفصیلات معلوم کی تھیں"...... سوجھل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اس بار اغوا شدہ لڑکیوں کو بجائے دیگر ممالک میں فروخت کرنے کے انہیں رہا کر دو۔ یقین رکھو تمہارے اڈے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو گی"...... ٹائیگر نے گانٹھ کھولتے ہوئے کہا۔ اس نے رسی کو کھینچ کر گانٹھ کو ہاتھ کی اپروچ تک لا کر اسے کھولنا شروع کر دیا۔ عام سی گانٹھ تھی اس لئے وہ چند لمحوں میں کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کمر کے گرد موجود رسی ڈھیلی پڑ گئی اور اب ٹائیگر آسانی سے حملہ کر سکتا تھا لیکن وہ اس لئے حرکت میں نہ آ رہا تھا کہ جوزف اور جوانا دونوں بے ہوش پڑے تھے۔

"یہ ہمارا مین کاروبار ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ان عورتوں کو چھوڑ دوں۔ میرے پاس ڈیڑھ سو عورتیں ہیں۔ بہترین مال ہے اس لئے اس بار رقم بھی پہلے سے زیادہ ملے گی"...... سوجھل نے بدمعاشوں کے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر اس سے زیادہ رقم میں ہم تمام عورتیں خرید لیں تو تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا تو سوجھل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم یہ عورتیں مقامی افراد کو فروخت نہیں کرتے بلکہ ہر تین ماہ

بعد بین الاقوامی تنظیم کو بران کا گروپ آتا ہے اور لڑکیوں کو چیک کر کے قیمت بتاتا ہے اور ہم بھاری قیمت پر لڑکیاں ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ پھر وہ جانیں اور ان کا کام۔ ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی"...... سوجھل نے کہا۔

"باس۔ یہ آدمی خطرناک ترین ہے۔ یہ آپ کو مسلسل باتوں میں الجھائے ہوئے ہے"...... اچانک ساتھ کھڑے کوڑا بردار نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو میں اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں۔ خطرناک ہو بھی سہی تو اس حالت میں میرا کیا بگاڑ سکتا ہے"...... سوجھل نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو وہ آدمی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس تو ہے لیکن کیا اس کا اینٹی نہیں ہے کہ تم بے ہوش افراد کو تھپڑ مار کر ہوش میں لاتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو سوجھل ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اینٹی تو ہے اور تمہاری جیب سے بھی بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اور اس کا اینٹی ملا ہے لیکن جو مزہ تھپڑ مارنے میں آتا ہے وہ اینٹی گیس سونگھا کر ہوش میں لانے میں نہیں آتا"...... سوجھل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھیوں کو اینٹی گیس سونگھا کر ہوش میں لے آؤ"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سوری معلومات ہم نے تم سے حاصل کرنی تھیں تمہارے

...یوں سے نہیں۔ اس لئے انہیں بے ہوشی کے دوران گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے گا"...... سوجھل نے دو ٹوک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ہلاک کر کے تمہیں کیا ملے گا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم ہمیں مار کر حاصل کرنا چاہتے تھے"...... سوجھل نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے"...... ساتھ کھڑے کوڑا بردار نے ایک بار پھر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں بخشو۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو اب انہیں ختم ہونا چاہئے"۔ سوجھل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ ٹائیگر یکلخت کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا تو کرسی بھی اس کے ساتھ ہی اوپر اٹھی لیکن پھر واپس فرش پر گر گئی۔ کمرے میں موجود سوجھل اور بخشو دونوں ٹائیگر کی اس اچانک رہائی کی وجہ سمجھ ہی نہ سکے تھے اس لئے وہ دونوں چند لمحوں کے لئے حیرت سے بت بنے کھڑے رہے اور ٹائیگر نے ہوا میں اڑتے ہوئے ان دونوں کے سینوں پر اپنے پیر پوری قوت سے مارے اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوا میں قلابازی کھا کر وہاں جا کھڑا ہوا جہاں یہ دونوں گرے تھے۔ سوجھل کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل تو نجانے کہاں جا گرا تھا لیکن بخشو کے

ہاتھ سے اچانک جھٹکا لگنے سے کوڑا دور جا گرا تھا اور قلابازی کھا کر ٹائیگر جہاں جا کر کھڑا ہوا تھا وہاں سے قریب ہی کوڑا پڑا نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے کوڑا اٹھایا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف اس طرح دوڑا جیسے وہ کمرے سے فرار ہو رہا ہو لیکن دروازے کے قریب جا کر وہ رکا اور اس نے بیرونی دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا تو اس نے دیکھا کہ دونوں پہلوان سوجھل اور بخشو اپنی طرف سے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ پھرتیلے انداز میں اٹھ نہ پا رہے تھے اور ٹائیگر کوڑا اٹھائے ان کے قریب پہنچ گیا اور اس کے ساتھ شڑاپ کی آواز سنائی دی اور کمرہ بخشو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور پھر ایک بار شڑاپ کی آواز سنائی دی اور اس بار چیخ سوجھل کے حلق سے نکلی اور وہ دونوں بری طرح تڑپنے لگے۔ ان کے منہ سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔ کمرہ اب شڑاپ شڑاپ کی آوازوں سے گونج رہا تھا اور سوجھل اور بخشو کے جسم کوڑے کی ضربوں کے زخموں سے بھر گئے تھے اور پھر وہ دونوں ساکت ہو گئے تو ٹائیگر نے کوڑا ایک طرف پھینکا اور ایک طرف پڑی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کے قریب وہ مشین پسٹل بھی موجود تھا جو سوجھل کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا۔ اس نے جھک کر مشین پسٹل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر وہ الماری کھول کر دیکھنے لگا۔ اسے اینٹی گیس کی تلاش تھی اور پھر اسے اپنا اور اپنے

ساتھیوں کی جیبوں میں موجود تمام سامان الماری میں رکھا نظر آ گیا۔ اس نے وہ سارا سامان اٹھا لیا۔ اس میں اینٹی گیس کی بوتل بھی موجود تھی جو ٹائیگر کی جیب میں تھی۔ پھر وہ واپس مڑا اور اس نے کرسیوں پر بے ہوش پڑے جوزف اور جوانا کو اینٹی گیس سنگھائی اور کچھ دیر بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے اور پھر جب ٹائیگر نے انہیں اب تک ہونے والی کارروائی کے بارے میں تفصیل بتائی تو ان دونوں نے اس کی کارکردگی کی بے حد تعریف کی تو ٹائیگر نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر ان کے جسموں کے گرد جو رسی بندھی ہوئی تھی ٹائیگر نے جیب سے خنجر نکال کر انہیں کاٹ دیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سامنے الماری میں آپ کا اسلحہ موجود ہے۔ ہم جس کمرے میں موجود ہیں اس کے باہر نجانے کیا ہوگا۔ میں نے دروازہ اس لئے بند کر کے لاک کر دیا تھا کہ کوئی مداخلت نہ ہو لیکن باہر لازماً ان کے ساتھی موجود ہوں گے اور یہ اڈا ہے بھی انڈر گراؤنڈ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ دروازہ کھول کر باہر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں اس طرح وہ ہمارے خلاف کوئی حرکت نہ کر سکیں گے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں نے اس کی تائید کر دی تو ٹائیگر نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا نے الماری میں سے اپنے مشین پسٹل اور ان کے میگزین اٹھا لئے۔

"سانس روک لو"...... ٹائیگر نے مڑ کر جوزف اور جوانا سے
اور اس کے ساتھ ہی اس نے گیس کیپسول باہر راہداری میں فا
کرنے شروع کر دیئے۔ چار کیپسول فائر کرنے کے بعد ٹائیگر نے
پسٹل واپس جیب میں رکھ لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ دروازہ اس نے
اس لئے بند نہ کیا تھا کہ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ گیس تو پھر بھی
اندر آ جاتی۔ صرف اس نے سانس روک رکھا تھا۔ پھر ایک منٹ
بعد اس نے سانس لیا اور جب اسے گیس کی بُو محسوس نہ ہوئی تو اس
نے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"یہ انتہائی زود اثر اور ایک منٹ میں فضا میں ختم ہو جانے والی گیس ہے اس لئے اب تم اطمینان سے سانس لے سکتے ہو"۔ ٹائیگر نے کہا تو ان دونوں نے بھی لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"اب باہر چلیں"...... جوزف نے کہا۔

"پہلے ان دو بڑے سینگس کا سر کچل دو ان میں ابھی دم موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ ان دونوں کی طرف کیا اور پھر کمرہ فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ اڈے کا انچارج سوجھل اور بخشو دونوں ختم ہو گئے ہیں تو وہ باہر نکل گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں آرنلڈ بول رہا ہوں کراس کلب سے"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی کیونکہ میں تو آپ کو جانتا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں آپ کے شاگرد ٹائیگر کا دوست ہوں اور ٹائیگر نے آپ کا تعارف اس انداز میں کرا رکھا ہے کہ آپ پاکیشیا کی سلامتی اور مفاد کے لئے کام کرتے ہیں اور اس کے استاد بھی ہیں"...... آرنلڈ

نے کہا۔

"آپ کو میرا یہ نمبر کس نے دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا یہ نمبر بھی مجھے ٹائیگر نے دیا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی ایمرجنسی بن جائے تو آپ کو اطلاع دے دی جائے"...... آرنلڈ نے کہا۔

"تو کیا ٹائیگر کے ساتھ کوئی ایمرجنسی بن گئی ہے۔ کیا ہوا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی بنی تو نہیں لیکن بنائی جا رہی ہے۔ تین پیشہ ور قاتلوں کو ٹائیگر کی ہلاکت کا ٹاسک دے دیا گیا ہے۔ ایک قاتل ہوٹل الاسکا میں تیسری منزل پر کمرہ لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ ٹائیگر کے کمرے کا نمبر تین سو دس ہے اور اس قاتل جانسن کے کمرے کا نمبر تین سو اٹھارہ ہے جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔ باقی دو قاتل اسے پورے پاکیشیا میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان میں سے ایک پیشہ ور قاتل وولف میرا بھی ملنے والا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ٹائیگر میرا دوست ہے۔ اس لئے اس نے مجھے فون کر کے مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں کہ ٹائیگر کہاں ہے۔ میں اس کی بات سن کر چونک پڑا اور میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس نے صاف بتا دیا کہ ایک بڑی

پارٹی نے ٹائیگر کو قتل کرنے کے لئے اسے ہائر کیا ہے لیکن ٹائیگر کئی روز سے نہ رات کو الاسکا ہوٹل جا رہا ہے اور نہ کہیں اور نظر آ رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس پارٹی نے دو اور پیشہ ور قاتلوں کو بھی ٹائیگر کی ہلاکت کا ٹاسک دیا ہے اور دونوں معروف پیشہ ور قاتلوں کے نام بھی بتا دیئے ہیں۔ ایک جانسن ہے جس نے ہوٹل الاسکا میں کمرہ لیا ہوا ہے۔ دوسرا وولف ہے اور تیسرا انتھونی ہے جو سیریل کلر کے نام سے مشہور ہے۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ ٹائیگر کا سیل فون بھی بند ہے۔ وہ جب بھی آپ سے رابطہ کرے تو اسے ان قاتلوں کے بارے میں بتا دیں۔ شکریہ"۔ آرنلڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ پارٹی یقیناً آغا جبار ہو گا جس نے پہلے سلیمان کی ہلاکت کے لئے قاتل بھجوایا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ان قاتلوں کے پیچھے اسے خود جانا چاہئے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تم کہاں غائب ہو"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ میں سٹیکس بکرز کے ساتھ روشن ٹاؤن کے اڈے کی تباہی کے لئے روشن ٹاؤن میں ہوں۔ ہم نے اڈے پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہاں کے انچارج سوجھل کو اس کے چالیس کے قریب ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اب مسئلہ ہے کہ یہاں ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور بارہ اغوا شدہ عورتیں ہیں۔ ان بارہ عورتوں کو دو سال پہلے ان کے گھروں سے اس لئے اغوا کیا گیا تھا کہ وہ اغوا شدہ لڑکیوں کو سنبھالیں، سمجھائیں اور ان کی صحت کا خیال رکھیں۔ یہاں اڈے میں ایک بہت بڑا ہال ہے جہاں ان لڑکیوں کو ان کے پیروں میں زنجیریں ڈال کر رکھا گیا ہے۔ زنجیریں اتنی بڑی ہیں کہ وہ پورے ہال میں آسانی سے چل پھر سکتی ہیں اور واش روم بھی جا سکتی ہیں۔ اس ہال کی دونوں سائیڈوں میں بیس کے قریب انتہائی جدید ترین واش روم بنے ہوئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ کام تو پولیس کر سکتی ہے۔ یہ اڈہ کس طرف ہے اور پولیس اسٹیشن کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ روشن ٹاؤن دو بڑی پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی میں ہے۔ اس شہر سے مغرب کی طرف ایک سڑک جا رہی ہے جہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی سرنگ کے پیچھے یہ انڈر گراؤنڈ اڈہ بنا ہوا ہے۔ راستے میں ایک چیک پوسٹ ہے جسے ہم نے اڈے کی طرف جاتے ہوئے بم مار کر اڑا دیا تھا"۔ ٹائیگر

نے کہا۔

"تمہارا سیل فون کیوں بند تھا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ ہم اس اڈے میں داخل ہو رہے تھے تو میں نے سیل فون بند کر دیا تھا۔ اب آن کیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سر سلطان کو فون کر کے بندوبست کراتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہیں روشن ٹاؤن کی پولیس کو حرکت میں لانا چاہئے البتہ آئی جی یا ڈی آئی جی کو وہاں بھجوا دیا جائے تاکہ پولیس کے چھوٹے افسر کوئی گڑبڑ نہ کر سکیں۔ میں بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کس ہسپتال سے بول رہے ہو"...... سر سلطان نے چونک کر اور انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان۔ میں اپنے فلیٹ سے بول رہا ہوں۔ میں ٹھیک ہوں لیکن میں اس لئے سنجیدہ ہوں کہ ٹائیگر اور سنیک کلرز نے روشن ٹاؤن کی پہاڑیوں میں زیر زمین بنے ہوئے بدمعاشوں کے ایک اڈے پر ریڈ کیا تو وہاں انتہائی سخت مقابلہ ہوا اور چالیس بدمعاش ہلاک ہو گئے جن میں اس اڈے کا انچارج سوجھل بھی تھا۔ اس اڈے میں ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور بارہ ادھیڑ عمر عورتیں۔ جنہیں یہاں ان لڑکیوں کی دیکھ بھال کے لئے ان کے گھروں سے اغوا کیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ روشن ٹاؤن کی پولیس کو حرکت میں لایا جائے البتہ یہاں سے فوراً کسی بڑے پولیس آفیسر کو وہاں بھیجا جائے تاکہ پولیس کوئی گڑبڑ نہ کر سکے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں اور بارہ عورتیں۔ اوہ ویری بیڈ۔ لیکن روشن ٹاؤن کی پولیس اس قابل نہیں ہے کہ اتنے بڑے ٹاسک سے نمٹ سکے۔ یہاں سے آئی جی کو پولیس کے ساتھ وہاں بھجواتا ہوں۔ وہ ان لڑکیوں اور عورتوں کو یہاں دارالحکومت میں لائیں۔ یہاں انہیں اچھے انداز

میں رکھا جائے۔ ان سے ان کے ایڈریس معلوم کر کے انہیں ان کے گھروں میں واپس بھیجا جائے اور ان تمام پولیس افسروں کو برطرف کر دیا جائے جو روشن ٹاؤن میں اتنے بڑے اڈے سے بے خبر رہے"...... سر سلطان نے بے حد غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں آئی جی سے بات کرتا ہوں اور اسے تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ تم اسے گائیڈ کرو گے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے نمبر بتا دیں میں دس منٹ بعد ان سے بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"نمبر تو پی اے کو معلوم ہو گا میں اسے کہتا ہوں کہ تمہیں نمبر نوٹ کرا دے"...... سر سلطان نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ جب سے اسے ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیوں کے بارے میں بتایا گیا تھا اسے اس قدر افسوس ہوا تھا کہ اس پر سنجیدگی کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

"پی اے ٹو سر سلطان بول رہا ہوں۔ آئی جی ذوالفقار خان کا نمبر نوٹ کر لیں"...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نوٹ کراؤ"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پی اے

نے رک رک کر نمبر بتایا تو عمران نے اسے کنفرم کرا لیا۔

''اوکے۔ کیا سر سلطان کی آئی جی سے بات ہو گئی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ آپ اب آئی جی صاحب سے بات کر سکتے ہیں''...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی اے ٹو آئی جی پولیس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ آئی جی صاحب سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''بات کریں جناب''...... چند لمحوں بعد پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں ذوالفقار خان آئی جی پولیس بول رہا ہوں۔ سر سلطان نے مجھے تفصیل بتائی ہے اور تمام اغوا شدہ لڑکیوں کو ان کے گھروں میں واپس بھجوانے کا احکامات دیئے ہیں۔ آپ فرمائیں کہاں ہیں وہ''...... آئی جی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ آئی جی پولیس ہیں اور آپ کے ہوتے ہوئے ڈیڑھ سو لڑکیاں اغوا کر کے اڈے میں رکھی جاتی ہیں اور پھر انہیں دوسرے ملک کو فروخت کر دیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آئی ایم سوری عمران صاحب۔ مجھے عہدہ سنبھالے ہوئے ایک سال ہوا ہے اور میری مسلسل کوشش ہے کہ پولیس کی کارکردگی کو بڑھایا جائے لیکن مجھے مکمل کامیابی نہیں مل سکی۔ بہرحال میں اپنی پوری کوشش میں لگا ہوا ہوں''...... آئی جی نے کوئی بہانہ بنانے کی بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے تفصیل سے ٹائیگر کی دی ہوئی رپورٹ بتا دی اور ساتھ ہی ٹائیگر کا سیل فون نمبر بھی بتا دیا۔

''یس سر۔ میں ابھی پولیس کو حرکت میں لے آتا ہوں''...... آئی جی نے کہا۔

''آپ نے ساتھ جانا ہے تاکہ ان لڑکیوں کو کوئی پرابلم نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں خود ساتھ جاؤں گا''...... آئی جی نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ٹائیگر کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''آئی جی پولیس ذوالفقار خان خود پولیس فورس سمیت آ رہے

ہیں۔ وہ تم سے فون پر رابطہ کر لیں گے۔ تم نے ان سے مکمل تعاون کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور سنو کراس کلب میں تمہارا کوئی دوست ہے آرنلڈ۔ اس کا فون آیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیا کہہ رہا تھا باس''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تین پیشہ ور قاتلوں کو اس کی ہلاکت کا ٹاسک دیئے جانے اور اس کی تلاش کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

''باس۔ ابھی تو ان لڑکیوں کو پولیس کے حوالے کر کے ہم روبرٹ اڈے کی طرف جائیں گے۔ بڑے اڈوں میں سے یہ آخری اڈہ ہے پھر واپسی ہو گی تو ان قاتلوں سے بھی نمٹ لیا جائے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ویسے سنیک بکرز کیسے جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جوانا بے حد خوش ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کا موڈ بحال ہو گیا تھا۔

کوبران کا چیف ہیڈ ولیم جونز اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز کی نچلی دراز سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو ولیم جونز بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ کال کوبران کے ہیڈکوارٹر کی تھی جس کے بارے میں خود ولیم جونز بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس نے تیزی سے جھک کر نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود سرخ رنگ کا فون نکال کر میز پر رکھا۔ یہ کارڈلیس فون تھا۔ اس پر کوئی نمبر موجود نہ تھا اس پر صرف ہیڈکوارٹر کی کال آ سکتی تھی مگر یہاں سے کال نہ کی جا سکتی تھی۔ سیٹی کی تیز آواز اس فون سے بدستور نکل رہی تھی۔ ولیم جونز نے دراز بند کی اور میز کے کنارے نصب مختلف بٹنوں میں سے سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی آفس کے دونوں دروازے کے سامنے سیاہ رنگ کی کسی دھات کی چادر کے شٹر گر گئے۔ اب یہ آفس ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔ اس کے بعد ولیم جونز نے رسیور اٹھا لیا۔

"ولیم جونز بول رہا ہوں سپر چیف"...... ولیم جونز نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ولیم جونز۔ ہمیں جو رپورٹ پاکیشیا کے بارے میں ملی ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ مسلسل ایسے اڈوں پر پولیس ریڈ کئے جا رہے ہیں جہاں سے ہمیں اغوا شدہ لڑکیاں خاصی بڑی تعداد میں ملتی تھیں۔ تم نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک سخت لیکن مشینی سی آواز میں کہا گیا۔

"سپر چیف۔ وہاں ایک سرکاری تنظیم سامنے آئی ہے جس کا نام سنیک بکلرز ہے۔ اس تنظیم کا لیڈر انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا شخص ٹائیگر ہے اور اس کے ساتھ ایک ایکریمین حبشی جوانا ہے جو ایکریمیا میں مشہور پیشہ ور قاتل رہا ہے۔ اب وہ مستقل طور پر پاکیشیا میں سیٹل ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ایک افریقی حبشی ہے اس کا نام جوزف ہے۔ ان تینوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران سے ہے"۔ ولیم جونز نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ سنیک بکلرز سارے اڈے تباہ کرتے جا رہے ہیں"...... سپر چیف نے کہا۔

"سپر چیف۔ ایک اڈہ تباہ ہوا ہے وہ بھی پولیس کے ہاتھوں البتہ چیف سانگی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ باقی اڈے محفوظ ہیں"...... ولیم جونز نے کہا۔

"تمہاری سابقہ خدمات ہیڈکوارٹر کے سامنے ہیں ورنہ تمہاری اس بات پر تمہارے ڈیتھ وارنٹ جاری کئے جا سکتے تھے۔ تمہیں اصل حالات کا علم ہی نہیں لیکن ہیڈکوارٹر کو رپورٹ مل چکی ہے کہ پاکیشیا میں روشن ٹاؤن والا اڈہ بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود تقریباً پچاس افراد کو بے دریغ ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں اور بارہ عورتیں جو انہیں سنبھالنے کے لئے اغوا کی گئی تھیں ان سب کو پولیس اپنے ساتھ لے گئی ہے اور تم نجانے آفس میں بیٹھے کیا باتیں کرتے رہتے ہو اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اب تک کوبران کا نام کبھی سامنے نہیں آیا تھا حالانکہ ہمارا بزنس پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور ایک ملک میں گڑبڑ سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن کوبران کا نام سامنے آنے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کام کر سکتی ہے اور وہ یقیناً تمہارے آفس کی نشاندہی حاصل کر لیں گے۔ اگر ایسی کوئی صورتحال ہو تو ہیڈکوارٹر کو فوراً اطلاع دی جائے۔ ہیڈکوارٹر ان کے یقینی خاتمے کے لئے سپر کوبران ٹیم کا سار بھیجے گا"...... سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا تو دم بخود بیٹھے ولیم جونز کو بے اختیار جھرجھری سی آئی۔ اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔ پیشانی پر بھی پسینہ نظر آ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے دوسری زندگی ملی ہے۔ ہیڈکوارٹر نے آج تک اس معاملے میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں کی تھی لیکن ولیم جونز کو اس کی سابقہ خدمات

دیکھتے ہوئے معاف کر دیا گیا تھا ورنہ اب تک وہ ہلاک ہو چکا ہوتا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا اور ریڈ فون اٹھا کر میز کی سب سے نچلی دراز میں رکھا اور دراز بند کر کے اس نے میز کے کنارے پر موجود سرخ بٹن پریس کیا تو دونوں دروازوں کے سامنے شٹر کے انداز میں گرنے والی سیاہ دھات کی چادریں اوپر اٹھ کر غائب ہو گئیں تو ولیم جونز نے میز کی سب سے اوپر والی دراز کھولی اور اس میں سے اس نے تیز شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکالی، اسے کھولا اور منہ سے لگا لیا۔ بوتل کو اس نے اس وقت منہ سے علیحدہ کیا جب اس کا آخری قطرہ بھی اس کے حلق میں اتر گیا۔ بوتل کو سائیڈ پر پڑی ڈسٹ بن میں پھینک کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔ اب اس کے چہرے پر قدرے بشاشت لوٹ آئی تھی۔

"یس چیف۔ چارلس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیا کے بارے میں کوئی تازہ ترین رپورٹ ہو تمہارے پاس تو وہ لے کر فوراً میرے پاس پہنچو"...... ولیم جونز نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے چارلس پر غصہ آ رہا تھا جس کے پاس پاکیشیا اور کافرستان ریجن تھے لیکن وہ بروقت نہ رپورٹ حاصل کر سکا اور نہ اسے پیش کر سکا تھا۔ ورنہ ہیڈ کوارٹر اسے اس انداز میں موت کی دھمکی نہ دیتا لیکن غصے کے باوجود وہ بھی جانتا تھا

کہ ان ملکوں کے لئے چارلس سے زیادہ موزوں اور کوئی نہیں ہے۔ پھر کچھ دیر بعد آفس کا بیرونی دروازہ کھلا اور چارلس ہاتھ میں فائل لئے اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو"...... ولیم جونز نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کا لہجہ سخت کیوں ہو گیا ہے۔ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ ایسا ہے تو میں اس کی معافی چاہتا ہوں"...... چارلس نے کہا۔

"تمہاری وجہ سے آج میں مرنے سے بال بال بچا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر کو پاکیشیا کے روشن ٹاؤن اڈے کی رپورٹ مل گئی ہے جبکہ مجھے اس کا علم نہ تھا جس پر ہیڈ کوارٹر نے کہا کہ وہ میری سابقہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے صرف ڈیتھ وارننگ دے رہے ہیں ورنہ وہ اپنے اصول کے مطابق لازماً ڈیتھ آرڈر دے دیتے اور میں اب تک اس دنیا سے غائب ہو چکا ہوتا"...... ولیم جونز نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہمارا وہاں کا ایجنٹ بیمار ہو گیا تھا۔ اب اسے ہسپتال سے چھٹی ملی تو اس نے کام کیا ہے اور روشن ٹاؤن اڈے کی تباہی کے بارے میں ابھی رپورٹ ملی ہے جو اس فائل میں ہے"...... چارلس نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال آئندہ محتاط رہا کرو اور وہاں ایک ایجنٹ نہیں دو تین ایجنٹ رکھو۔ ہیڈ کوارٹر نے ایک اور خطرے کی نشاندہی کی ہے کہ اب تک کوبران کا نام سامنے نہیں آیا تھا لیکن اس بار ایسا

ہوا ہے اور ممکن ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سامنا ہمارے خلاف کام کرنے پہنچ سکتی ہے اس لئے ہم نے اس معاملے میں ہوشیار رہنا ہے تاکہ یہ گروپ سنیک بکلرز یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سامنا رخ کرے تو ہیڈکوارٹر کو بروقت اطلاع دی جا سکے۔ ہیڈکوارٹر نے کہا ہے کہ وہ ان کے خاتمے کے لئے سپر کوبرا گروپ کو بھیج دے گا"...... ولیم جونز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل اٹھا کر کھولی اور اس پر جھک گیا۔ فائل میں چار صفحات تھے۔ چاروں صفحات پڑھ کر ولیم جونز نے فائل بند کر دی۔

"ہیڈ آفس نے بھی یہی بتایا ہے لیکن ایک بات اس فائل میں تحریر ہے جس کے بارے میں ہیڈکوارٹر کا کو علم نہیں ہے اور وہ یہ کہ روشن ٹاؤن کا اڈہ ٹائیگر اور اس کے دو حبشی ساتھیوں نے تباہ کیا پھر ٹائیگر نے عمران سے رابطہ کیا تاکہ پولیس کو حرکت میں لایا جا سکے اور پولیس کی نگرانی میں تمام اغوا شدہ لڑکیاں اور عورتیں واپس ان کے گھروں میں بھجوائی جائیں۔ پہلے ساگی اڈے پر یہ کام باورچی نے کرایا تھا۔ اس نے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کو ان کے آفس میں جا کر شکایت کی جس پر سر عبدالرحمن نے آئی جی کو فون کر کے ڈانٹ پلائی اور اسے فوری حرکت میں آنے کے لئے کہا۔ اس طرح وہ اڈہ ختم ہوا۔ اس اڈے کے بارے میں ٹائیگر نے عمران سے بات کی تو عمران نے سینئر سیکرٹری وزارت خارجہ اور انتظامی انچارج سے بات کی اور انہوں نے آئی جی سے بات کی

اور اسے حکم دیا کہ عمران جو کچھ جیسے کہے اس پر عمل کیا جائے۔ پھر عمران نے آئی جی کو فون کر کے وہ جگہ بتائی جہاں ٹائیگر ان سے ملے گا اور انہیں اڈے پر لے جائے گا۔ اس کا مطلب ہے ٹائیگر کی ہلاکت ضروری ہو گئی ہے۔ زیادہ فعال یہی ہے"...... ولیم جونز نے کہا۔

"میرے حکم پر آغا جبار نے پہلے ایک معروف پیشہ ور قاتل کو سلیمان کے خاتمے کا ٹاسک دیا لیکن اس کی اپنی گولیوں سے چھلنی لاش ایک ویران علاقے سے ملی۔ اب آغا جبار نے ٹائیگر کے لئے بیک وقت تین مشہور اور انتہائی تجربہ کار پیشہ ور قاتلوں کو بھاری معاوضے پر انگیج کیا ہے لیکن ٹائیگر دارالحکومت سے باہر تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ روشن ٹاؤن میں کام کر رہا تھا"...... چارلس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اب تو وہ واپس آ گیا ہو گا"...... ولیم جونز نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تو نہیں آیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اب روڑ اڈے کا رخ کریں گے۔ میں نے آغا جبار سے کہا ہے کہ وہ وہاں خصوصی انتظامات کرائے"...... چارلس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ صورت حال روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ تم اپنے ایجنٹوں کو ہر وقت حرکت میں رکھو تاکہ تازہ ترین رپورٹیں ہمیں ملتی رہیں"...... ولیم جونز نے کہا۔

"وہ تو اب کرنا ہی ہو گا لیکن چیف ہیڈکوارٹر کو اس قدر تفصیلی

رپورٹ کس نے دی ہو گی"...... چارلس نے کہا۔

"ہیڈکوارٹر صرف ہم پر انحصار نہیں کرتا۔ پوری دنیا میں جہاں جہاں عورتوں کا دھندہ ہوتا ہے وہاں ہیڈکوارٹر کے ایجنٹ موجود ہوتے ہیں"...... ولیم جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ جو ہدایات میں نے دی ہیں اس پر پورا پورا عمل ہونا چاہئے"...... ولیم جوزف نے کہا تو چارلس سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا تو ولیم جوزف نے ایک بار پھر روشن ٹاؤن اڈے والی فائل کھولی اور اسے ایک بار پھر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

روپڑ شہر پاکیشیا اور کافرستان کی اس سرحد پر واقع تھا جس کے بعد کافرستان کا مشہور شہر راجستھان تھا۔ روپڑ شہر عین سرحد پر واقع تھا جبکہ دوسری طرف کافرستان میں بھی بالکل سرحد پر کافرستانی شہر راج پورہ تھا۔ درمیان میں اونچی خاردار تاروں کی گول باڑ لگائی گئی تھی جہاں کافرستانی فوجی موجود رہتے تھے جبکہ پاکیشیا کی طرف کوئی فوجی موجود نہ تھا لیکن اس باڑ کے باوجود کئی جگہیں ایسی تھیں جہاں سے آدمی پیدل سرحد کراس کر جاتے تھے بلکہ کئی راستے ایسے بھی تھے جہاں سے بھاری رشوت دے کر کار، جیپ اور سامان سے بھرا ٹرک بھی لے جایا جا سکتا تھا۔ اس روپڑ شہر میں صرف ایک بڑا ہوٹل تھا جہاں غیر ملکی سیاح آ کر رہتے تھے۔ اس ہوٹل کا نام راجہ ہوٹل تھا۔ راجستھان کا کلچر پورے کافرستان کے دیگر علاقوں سے یکسر علیحدہ تھا۔ یہاں کی عورتیں بے حد خوبصورت اور انتہائی مضبوط جسم کی مالک ہوتی تھیں۔ نوجوان لڑکیوں سے بوڑھی عورتوں تک

انتہائی رنگدار لباس پہنتی تھیں۔ مردوں کی بھی یہی پوشاک تھی۔ اور سر پر مخصوص پگڑی باندھتے تھے۔ مرد بے حد بہادر اور ہمت والے تھے اس لئے وہ اپنے کلچر کی ہر لحاظ سے حفاظت کرتے تھے۔ عورتوں کو چاہے وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں اپنے کلچر سے ہٹ کر دوسرا لباس پہننے کی جرأت نہ تھی۔ اس کلچر کو قریب سے دیکھنے کے لئے سیاح روپڑ آتے جاتے رہتے تھے اور خفیہ راستوں سے کافرستانی شہر راج پورہ میں چلے جاتے تھے۔ وہاں سے وہ پورے راجستھان میں گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ ان سیاحوں کی وجہ سے یہاں دونوں شہروں میں خاصی خوشحالی تھی۔ اس لئے یہاں سیاحوں کی لوگ باقاعدہ حفاظت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا تھا۔ روپڑ شہر کے آخری حصے میں ایک ہوٹل تھا جو دو منزلہ تھا۔ کہا جاتا تھا اس ہوٹل کے نیچے وسیع تہہ خانے تھے جہاں پر بدمعاش اور پیشہ ور مجرم خفیہ طور پر رہتے تھے۔ ہوٹل کا نام راجپوت ہوٹل تھا اور ہوٹل کا مالک اور منیجر دیوت تھا۔ دیوت راجستھانی زبان کا لفظ تھا۔ اس کا مطلب دیوتا تھا جبکہ ہوٹل کے نیچے اڈے کا دادا نواب دادا تھا۔ اس کے ساتھیوں کی تعداد بیس تھی۔ وہ سب ہر قسم کے جرائم میں ملوث تھے۔ اسلحہ، منشیات کے ساتھ ساتھ عورتوں کی خرید و فروخت کے لئے پاکیشیائی اور راجستھانی علاقے سے لڑکیوں کو اغوا کر کے اس اڈے میں رکھا جاتا تھا اور پھر کوبران کا گروپ خفیہ طور پر ان لڑکیوں کو چیک کرتا تھا اور پھر بھاری قیمت

دے کر انہیں وہاں سے کسی خفیہ مقام پر شفٹ کر دیا جاتا تھا۔ اس خفیہ مقام پر تمام اڈوں سے خریدی ہوئی لڑکیاں رکھی جاتی تھیں اور پھر وہاں سے سمندر کے ذریعے انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوا دیا جاتا تھا۔ ہوٹل کا مالک دیوت اور نواب دادا دونوں میں طویل عرصے سے شراکت چلی آ رہی تھی۔ نواب دادا اپنے تمام بزنس میں چاہے وہ اسلحے کا ہو، منشیات کا، اغوا برائے تاوان یا عورتوں کی خرید و فروخت کا سب میں دس دس فیصد منافع بڑی باقاعدگی سے دیوت کو دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ طویل عرصے سے آج تک نواب دادا نے دیوت کے کسی کام میں مداخلت کی تھی اور نہ دیوت نے نواب دادا کے بزنس میں۔ تہہ خانوں میں جانے اور باہر نکلنے کے تین راستے تھے۔ ایک تو ہوٹل سے تھا۔ اسے اڈے کے خاص خاص لوگ استعمال کرتے تھے۔ دوسرا ہوٹل کے عقبی حصے میں موجود گلی میں تھا۔ اسے باقی لوگ استعمال کرتے تھے اور ایک بڑا راستہ بلڈنگ کی سائیڈ میں تھا لیکن یہ ایمرجنسی راستہ تھا۔ اسے خصوصی طور پر کھولا جاتا تھا ورنہ یہ بند رہتا تھا۔ نواب دادا مضبوط جسم کا مالک تھا۔ وہ راجستھان کا رہائشی تھا اور کافرستان سے یہاں پاکیشیا آیا تھا اور پھر اس اڈے میں آ کر اس کا دادا بن گیا تھا۔ نواب دادا پڑھا لکھا تھا اور راجستھانی زبان کے علاوہ اردو اور گریٹ لینڈ کی زبان بھی نہ صرف بول لیتا تھا بلکہ پڑھ بھی لیتا تھا۔ وہ سوٹ پہننے کا عادی تھا۔ راجستھانی لباس کسی خاص تقریب کے موقع پر پہنتا

کرتا تھا۔ نواب دادا اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے
باتیں کر رہا تھا۔ بات ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ
فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس۔ نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے رسیور اٹھا
کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس نے کوئی فون سیکرٹری نہ رکھا ہوا
تھا۔ اس کا فون ڈائریکٹ تھا۔

''آغا جبار بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آغا جبار کی
بھاری آواز سنائی دی۔

''جی آغا صاحب۔ حکم فرمایئے''...... نواب دادا نے کہا۔

''تمہیں اطلاع ملی ہے کہ روشن ٹاؤن کا اڈہ تباہ کر دیا گیا ہے
اور اغوا شدہ ڈیڑھ سو لڑکیوں کو پولیس ساتھ لے گئی ہے''...... آغا
جبار نے کہا۔

''جی ہاں۔ اطلاع تو ملی ہے۔ سوجھل دادا میرا بہت اچھا
دوست تھا۔ اس کی موت کا مجھے بہت صدمہ ہوا ہے''...... نواب دادا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون لوگ ہیں''...... آغا جبار نے کہا۔

''یہی سنا ہے کہ حکومت نے کوئی نئی ایجنسی بنائی ہے جس کا نام
سنیک رکلرز ہے۔ اس میں تین آدمی ہیں۔ ایک مقامی ہے جس کا
نام ٹائیگر ہے اور دوسرے دو حبشی ہیں۔ ایک ایکریمین اور دوسرا
افریقی لیکن میں حیران ہوں کہ سوجھل دادا کا اڈہ تو انتہائی محفوظ تھا۔

پھر کیسے تباہ ہو گیا''...... نواب دادا نے کہا۔

''یہ لوگ باقاعدہ تربیت یافتہ ہیں اور وہ ان اڈوں کے خلاف
کام کر رہے ہیں جہاں اغوا شدہ لڑکیاں لے جائی جاتی ہیں۔ اب
صرف تمہارا اڈہ باقی بچا ہے اور میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم
نے بے حد محتاط رہنا ہے۔ اگر تمہارے ساتھ کچھ ہوا تو پورے
پاکیشیا میں میرا بزنس ختم ہو جائے گا''...... آغا جبار نے کہا۔

''میں نے پہلے ہی تمام انتظامات کر دیئے ہیں۔ انہیں میرے
اڈے میں داخل ہونے کے لئے لازماً ہوٹل کا راستہ استعمال کرنا
پڑے گا کیونکہ باقی دو راستے میں نے بند کر دیئے ہیں۔ وہاں
میرے مسلح آدمی ہوٹل کی سیکورٹی یونیفارم میں ہوں گے اور جیسے ہی
یہ دونوں حبشی ہوٹل میں داخل ہوں گے انہیں بھی اڑا دیا جائے گا
اور ان کے ساتھ جو ہو گا اسے بھی دیکھتے ہی ہلاک کر دیا جائے
گا۔ بعد میں جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا''...... نواب دادا نے کہا۔

''گڈ۔ تم بے فکر رہو جب تک میں زندہ ہوں تمہارا کوئی کچھ
نہیں بگاڑ سکتا''...... آغا جبار نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ تھینک یو سر''...... نواب دادا نے کہا تو دوسری طرف
سے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا اور نواب دادا نے رسیور رکھا ہی
تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے ایک بار پھر
رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ریڈ روز کلب سے رابرٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... نواب دادا نے کہا کیونکہ رابرٹ ریڈ روز کلب میں سپروائزر تھا۔ نواب دادا کا بچپن کا دوست تھا اور وہ اکثر آ کر کئی کئی گھنٹے اڈے پر گزار دیتا تھا۔ نواب دادا اکثر اس کی معاشی طور پر مدد کرتا رہتا تھا۔

"تمہارے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے ایک آدمی میرے پاس آیا ہے۔ اسے دارالحکومت کے کراس کلب کے مینجر ہنری نے میری ٹپ دی تھی کیونکہ میں دارالحکومت جاتا ہوں تو ہنری کے پاس ہی رہتا ہوں۔ وہ مجھے فری کلب میں کمرہ رہائش کے لئے دے دیتے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہاری ٹپ دی تھی اسے کیسے معلوم کہ تم اڈے کے بارے میں جانتے ہو"...... رابرٹ نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ اسے کس نے یہ بات بتائی ہے۔ بہرحال اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے اپنا نام ٹائیگر بتایا۔ اس نے مجھے تمہارے اڈے کے متعلق مکمل تفصیل بتانے کا کہا اور مجھے دس لاکھ روپے نقد دینے کی آفر کی لیکن میں نے اسے بتایا کہ اسے کسی نے میرے بارے میں غلط بتایا ہے۔ نہ ہی میری نواب دادا سے دوستی ہے اور نہ میں کبھی اس کے اڈے پر گیا ہوں۔ پہلے تو وہ نہ مانا اور معاوضہ بڑھا دیا لیکن میں نے اسے بتایا کہ میں واقعی کچھ نہیں جانتا

...ں ضرور بتا دیتا کیونکہ مجھے ان دنوں رقم کی بے حد ضرورت ...تو وہ چلا گیا۔ میں نے سوچا تمہیں بتا دوں تاکہ تم محتاط رہو"۔ ...ٹ نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ تم میرے واقعی سچے دوست ہو۔ تم فکر نہ کرو۔ ...تمہیں دس لاکھ دے رہا تھا میں تمہیں پندرہ لاکھ دوں گا۔ ابھی ...ے پر رقم آئی ہے اس سے پہلے کہ اسے بینک میں جمع کرا دیا ...ے کیونکہ وہاں سے رقم واپس نکالنا مشکل ہے۔ تم نے میرا دل ...وش کر دیا ہے۔ ابھی آ جاؤ لیکن گلی والا راستہ بند کر دیا گیا ہے تم ...ڈنگ کے راستے آ جاؤ۔ میں سب کو کہہ دوں گا ویسے بھی میرے ...آدمی تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں"...... نواب دادا نے کہا۔

"تم مذاق تو نہیں کر رہے"...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ایسے مذاق کرنے کا عادی نہیں ہوں"...... نواب دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں باقی وقت کی چھٹی لے کر آ رہا ہوں"۔ رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... نواب دادا نے کہا اور اس نے رسیور رکھنے کی بجائے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو تین بٹن پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"جانباز بول رہا ہوں نواب دادا"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میرے دوست رابرٹ کو تو تم جانتے ہو"...... نواب دادا نے کہا۔

"جانتا ہوں نواب دادا۔ وہ ریڈ روز کلب کا سپروائزر ہے اور یہاں آپ کے پاس بھی کئی بار آ چکا ہے"...... جانباز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اس ہوٹل کے راستے اڈے پر آ رہا ہے۔ اسے بے ہوش کر کے پوائنٹ نمبر الیون پر بھجوا دو۔ میں پوائنٹ الیون کے انچارج ساگو کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ تم سے اسے بے ہوشی کے عالم میں وصول کرے گا"...... نواب دادا نے کہا۔

"او کے نواب دادا"...... جانباز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوری حرکت میں آ جاؤ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتا ہے"...... نواب دادا نے کہا۔

"یس نواب دادا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نواب دادا نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ساگو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نواب دادا بول رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا۔

"حکم جناب"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جانباز کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ ایک شخص کو بے ہوش کر کے تمہارے پاس پہنچا دے۔ تم نے اس آدمی کو راڈز والی کرسی پر بٹھا کر جکڑ دینا ہے۔ پھر مجھے اطلاع دینا میں خود وہاں پہنچوں گا اور اس آدمی کو ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کروں گا"...... نواب دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی دادا"...... دوسری طرف سے ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو نواب دادا نے رسیور رکھ دیا۔

"نواب دادا کو بے وقوف سمجھتا ہے۔ اس جیسا لالچی آدمی سو روپے نہ چھوڑے اور اس نے میرے لئے دس لاکھ چھوڑ دیئے۔ اب میں اس کی روح سے بھی سب کچھ اگلوا لوں گا"...... نواب دادا نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نواب دادا نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ نواب دادا بول رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا۔

"جانباز بول رہا ہوں دادا۔ پوائنٹ الیون سے ہی آپ کو فون کر رہا ہوں۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور ریڈ روز کلب کے سپروائزر رابرٹ کو بے ہوش کر کے یہاں پہنچا دیا ہے اور ساگو نے وصول کر لیا ہے۔ لیجئے۔ ساگو سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس دادا۔ بے ہوش آدمی میری تحویل میں ہے۔ جیسے آپ نے حکم دیا ہے ویسے ہی ہو گا''...... ساگو کی آواز سنائی دی۔

''جانباز سے بات کراؤ''...... نواب دادا نے کہا۔

''یس دادا۔ حکم''...... جانباز کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''رابرٹ کو تم نے کہاں بے ہوش کیا اور کس طرح''...... نواب دادا نے کہا۔

''میں راستے کے آغاز میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ میری جیب میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل موجود تھا۔ وہاں موجود مسلح افراد کو میں نے اندر بھجوا دیا۔ پھر رابرٹ اندر داخل ہوا۔ میں نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے بتایا کہ نواب دادا نے مجھے یہاں تمہارے استقبال کے لئے بھیجا ہے۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ میں نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر ایک کیپسول اس کے پیروں میں فرش پر مار دیا اور خود سانس روک لیا۔ چند لمحوں بعد گیس کے اثرات ختم ہو گئے تو میں نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور خفیہ راستے سے کار میں ڈال کر یہاں لے آیا''...... جانباز نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم اب واپس چلے جاؤ''...... نواب دادا نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر آفس سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار پوائنٹ الیون کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ پوائنٹ الیون اڈے سے زیادہ دور نہ تھا۔ آبادی سے ہٹ کر ایک چھوٹا سا مکان

تھا جسے انہوں نے ٹارچنگ سیل بنا رکھا تھا جہاں راڈز والی کرسیاں بھی تھیں اور ٹارچنگ کے تمام آلات بھی جن میں ہڈیوں میں ڈرل کرنے والے ڈرل بھی تھے۔ نواب دادا بے حد اذیت پسند واقع ہوا تھا۔ دوسروں کو اذیت دے کر اسے سکون ملتا تھا۔ ٹارچنگ روم ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار مکان کے بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ نواب دادا نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو گیٹ کھل گیا۔ نواب دادا کار اندر لے گیا اور ایک سائیڈ پر لے جا کر روک دی۔ پھر وہ نیچے اترا تو دیو جیسی جسامت کا مالک ساگو دھم دھم کرتا کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ بڑا ضرور تھا لیکن خاصا لمبوترا تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر ایسا احساس ہوتا تھا کہ ایسے بھاری جسم پر ایسا چہرہ فٹ نہیں بیٹھا۔ ساگو پوائنٹ الیون کا انچارج تھا اور وہ چوبیس گھنٹے یہاں رہتا تھا۔ وہ بے تحاشہ شراب پینے کا عادی تھا اس لئے اس نے شراب کے باقاعدہ ڈرم رکھے ہوئے تھے اور ہر ماہ ایک مخصوص آدمی اسے شراب سے بھرے نئے ڈرم دے جاتا تھا اور خالی ڈرم واپس لے جاتا تھا۔ نواب دادا کو ساگو بے حد پسند تھا کیونکہ وہ بھی بے حد سفاک فطرت آدمی تھا اور کسی انسان کو جان سے مارتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی جیسے وہ انتہائی لطف لے رہا ہو۔

''کیا پوزیشن ہے اس آدمی کی ساگو''...... ساگو کے سلام کا جواب دیتے ہوئے نواب دادا نے پوچھا۔

"دادا۔ وہ بدستور بے ہوش ہے۔ میں نے اسے آپ کے حکم کے مطابق راڈز میں جکڑ دیا ہے"...... ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم اسے جانتے ہو"...... نواب دادا نے بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ساگو اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

"یس دادا۔ یہ آپ کے بچپن کا دوست ہے اور اڈے پر بھی کئی بار اس سے ملاقات ہو چکی ہے"...... ساگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے مجھ سے رقم کی لالچ میں غداری کی ہے۔ اس نے ہمارے دشمنوں سے رقم لے کر انہیں اڈے کے بارے میں تفصیل بتائی ہے اور مجھے فون کر کے چکر دے رہا تھا کہ میں نے دس لاکھ کی رقم ٹھکرا دی ہے حالانکہ میں اسے بچپن سے جانتا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ یہ کس وقت جھوٹ بول رہا ہے اور کس وقت سچ۔ ویسے بھی یہ بے حد لالچی آدمی ہے اس لئے دس لاکھ تو ایک طرف ایک ہزار کے لئے بھی یہ بہت کچھ بتا سکتا ہے"...... نواب دادا نے بلیک روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ ابھی تک کیوں زندہ ہے دادا۔ مجھے حکم دیں میں اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اس کا خاتمہ کر دوں"...... ساگو نے باقاعدہ چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ پہلے میں بھی اس سے بات کر لوں کہ اس نے ہمارے دشمنوں کو کیا کیا بتایا ہے۔ اس کے بعد اس کا خاتمہ تو ہونا ہی ہے"...... نواب دادا نے کہا۔ کمرے میں سامنے دیوار کے ساتھ ایک اونچی سٹیج بنی ہوئی تھی جس پر دس راڈز والی کرسیاں دیوار کے ساتھ لگا کر رکھی گئی تھیں۔ یہ کرسیاں دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر موجود دس بٹنوں سے آپریٹ ہوتی تھیں۔ ان کرسیوں کے سامنے نیچے اونچی پشت کی شاہانہ انداز کی کرسی موجود تھی جبکہ اس شاہانہ کرسی کے دونوں اطراف میں ایک ایک عام کرسی رکھی ہوئی تھی۔ یہ شاہانہ کرسی نواب دادا کے بیٹھنے کے لئے تھی چنانچہ نواب دادا اس شاہانہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ اور کوڑا بھی اٹھا لاؤ"...... نواب دادا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس دادا"...... ساگو نے کہا اور ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک بوتل نکالی اور الماری بند کر دی اور ساتھ ہی دیوار پر لٹکے ہوئے مختلف سائز اور انداز کے کوڑوں میں سے ایک اتارا اور اسے ہوا میں چٹخا کر وہ مڑا اور واپس آ کر وہ سٹیج پر چڑھ گیا۔ اس نے کوڑے کو اپنی کمر پر موجود بیلٹ میں اٹکایا اور پھر بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ رابرٹ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور پھر اسے بند کر کے وہ مڑا اور ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل واپس الماری میں رکھی اور الماری بند کر کے اس

نے کوڑے کو بیلٹ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور واپس آ کر نواب
دادا کی کرسی کے ساتھ موجود کرسی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''اوپر جا کر اس کے قریب سائیڈ میں کوڑا لے کر کھڑے ہو جاؤ
اور میں جیسے ہی حکم دوں تم نے اس پر کوڑے برسانے ہیں لیکن
خیال رکھنا اسے میرے حکم کے بغیر مرنا بھی نہیں چاہئے''...... نواب
دادا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس دادا''...... ساگو نے کہا اور سٹیج پر دوبارہ چڑھ گیا اور پھر
رابرٹ کی کرسی کی سائیڈ میں کسی دیو کی طرح کھڑا ہو گیا۔ رابرٹ
کے جسم میں حرکت کے آثار خاصی حد تک نمایاں ہو چکے تھے اور وہ
اس وقت نیم بے ہوشی سے ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا
تھا۔ پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ
سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور ان میں شعور
کی چمک ابھر آئی تھی۔

''یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ تم تو نواب
دادا ہو۔ یہ سب کیا ہے نواب دادا''...... رابرٹ نے انتہائی
بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''جب چڑیا باز کو چکر دینے کی کوشش کرے تو اس کا یہی ہوتا
ہے اور ابھی تو ابتداء ہے۔ ہاں اگر تم نے سب کچھ سچ بول دیا تو
پھر تمہیں چھوڑا جا سکتا ہے کیونکہ تم میرے بچپن کے دوست ہو''۔
نواب دادا نے کہا۔

''میں نے کون سا جھوٹ بولا ہے۔ میں نے تو جو کچھ تمہیں بتایا
ہے۔ تمہارے تحفظ کے لئے بتایا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔ وہ
ورزشی جسم کا مالک تھا۔

''ساگو۔ ایک کوڑا لیکن ہلکا سا''...... نواب دادا نے کہا تو
شڑاپ کی آواز کے ساتھ کوڑا رابرٹ کے جسم پر پڑا اور کمرہ اس
کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ کوڑے کی ضرب نے
رابرٹ کے جسم کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کا لباس بھی اس جگہ سے
پھٹ گیا تھا جہاں کوڑا لگا تھا۔ اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا اور تکلیف کی
شدت سے راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود وہ اس طرح تڑپنے
لگا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔

''اب اگر جھوٹ بولا تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا اور ساگو کا ہاتھ
مسلسل حرکت میں رہے گا''...... نواب دادا نے غراتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے اس نے مجھے
دس لاکھ دیئے تو میں نے اسے بتا دیا۔ تم مجھے مار دو گے تو مار دو
لیکن اب میں جھوٹ نہیں بولوں گا''...... رابرٹ نے حلق کے بل
چیختے ہوئے کہا۔

''اگر تم سچ بولو گے تو میں تمہیں رہا بھی کر سکتا ہوں کیونکہ تم
میرے بچپن کے دوست ہو لیکن مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔ بولو
سب کچھ سچ بتا دو۔ کون آدمی تھا وہ اور کیا بتایا ہے تم نے

اسے“..... نواب دادا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”اس کا نام ٹائیگر ہے۔ وہ میرے پاس دارالحکومت کے کراس کلب کے منیجر کے ذریعے آیا تھا۔ مجھے رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے اسے اڈے کی تفصیل بتا دی۔ اسے یہ بھی بتا دیا کہ اڈے کے کتنے راستے ہیں اور ان میں سے کتنے راستے بند ہیں اور کتنے کھلے ہیں۔ میں نے اسے اڈے کے خصوصی تہہ خانے کی تفصیل بھی بتا دی جہاں اغوا شدہ عورتیں رکھی جاتی ہیں اور جہاں اسلحہ اور منشیات سٹور کی جاتی ہیں سب کچھ بتا دیا۔ میں نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ تم اڈے کے دادا ہو۔ تمہارا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ اڈے پر عام طور پر کتنے افراد ہوتے ہیں سب کچھ بتا دیا۔ بس مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں نے تمہیں فون کر کے الرٹ کر دیا“..... رابرٹ نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”اس ٹائیگر کا کیا حلیہ ہے“..... نواب دادا نے کہا تو رابرٹ نے تفصیل سے حلیہ اور مزید پوچھنے پر اس کے قدوقامت کی تفصیل بھی بتا دی۔

”تم نے پوچھا کہ دارالحکومت میں وہ کہاں رہتا ہے“..... نواب دادا نے کہا۔

”نہیں۔ اس نے مجھے ایسی باتیں پوچھنے کا موقع ہی نہیں دیا“..... رابرٹ نے کہا۔

”تم نے میرے اعتماد کا خون کیا ہے اس لئے تمہیں زندہ رہنے کا حق نہیں رہا۔ ساگو اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دو اور اس کی لاش کسی ویرانے میں پھینک دینا“..... نواب دادا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ رابرٹ کچھ کہتا ساگو نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور رابرٹ کی ہلکی سی ادھوری چیخ سے گونج اٹھا۔ نواب دادا نے مڑ کر بھی دیکھنے کی تکلیف گوارہ نہ کی اور بلیک روم سے نکل کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ یہی کمرہ ساگو کے استعمال میں تھا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے ساگو کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل تھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل نواب دادا کے سامنے رکھ کر واپس مڑ گیا۔ اس دوران نواب دادا نے نمبر پریس کر دیئے تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”نواب دادا بول رہا ہوں“..... نواب دادا نے رابطہ قائم ہونے پر ایک ہاتھ سے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے اس طرح منہ سے لگا لیا جیسے صدیوں بعد اسے ایسا کرنے کا قسمت سے موقع مل گیا ہو اور وہ یہ موقع ضائع نہ کرنا چاہتا ہو۔

"اوہ۔ آپ دادا۔ میں شیر دل بول رہا ہوں"...... دوسری طرف
سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"شیر دل۔ سنا ہے روپڑ میں تمہارا چیکنگ کا وسیع نیٹ ورک
موجود ہے۔ کیا واقعی ہی ایسا ہے یا صرف پروپیگنڈا ہے"...... نواب
دادا نے بڑے گھونٹ حلق سے نیچے اتارنے کے بعد بوتل کو منہ
سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں دادا۔ آپ حکم فرمائیں پھر دیکھیں
ہم کس قدر جلد آپ کا کام کر دیں گے"...... دوسری طرف سے شیر
دل کی بااعتماد آواز سنائی دی۔

"ایک گروپ دارالحکومت سے میرے اڈے کے خلاف کام
کرنے کے لئے یہاں روپڑ پہنچا ہوا ہے۔ اس گروپ میں ایک
مقامی آدمی ہے، ایک ایکریمین حبشی ہے اور دوسرا افریقی حبشی۔ یہ
گروپ اپنے آپ کو سنیک بکلرز کہلاتا ہے اور ہم لوگوں کو سنیک
قرار دے کر ہمارے سر کچلنے کے لئے حرکت میں آیا ہے۔ ان میں
مقامی آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے جبکہ ایکریمی اور افریقی دونوں
حبشیوں کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ جسمانی طور پر یہ دیو
قامت بھی ہیں اور دیو جیسا جسم بھی رکھتے ہیں۔ یہ تینوں بے حد
سفاک انسان ہیں اور جہاں جاتے ہیں قتل عام کر دیتے ہیں۔
ٹائیگر کا حلیہ اور قدوقامت بتا دیتا ہوں"...... نواب دادا نے کہا اور
پھر اس نے رابرٹ کا بتایا ہوا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی۔

"اس ٹائیگر کو میں جانتا ہوں۔ یہ دارالحکومت کی انڈر ورلڈ میں
کام کرتا ہے۔ بے حد تیز، فعال اور خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے اور
سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک ایجنٹ عمران کا
شاگرد بھی ہے۔ اس کا اور دونوں حبشیوں کا کیا کرنا ہے۔ حکم
دیجئے"...... شیر دل نے کہا۔

"کیا تم انہیں تلاش کر لو گے"...... نواب دادا نے کہا۔ وہ ساتھ
ساتھ شراب بھی پیتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے وہ شراب پیتا جا رہا تھا
اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے جا رہے تھے۔

"میں اس سے دو تین بار ملا ہوں اور یہ حبشی تو لاکھوں میں بھی
نمایاں ہوں گے اس لئے ان کو تلاش کرنا میرے لئے کوئی مشکل
نہیں ہے۔ بس آپ حکم دیں کہ تلاش کرنے کے بعد ان کا کیا کرنا
ہے"...... شیر دل نے کہا۔

"انہیں دیکھتے ہی گولی مار دینا۔ ایک گولی نہیں اس قدر گولیاں
کہ ان کے جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ نظر آئیں۔ پھر ان کی چھلنی
شدہ لاشیں میرے اڈے پر پہنچا دینا۔ تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ
دیا جائے گا اور مزید انعام بھی"...... نواب دادا نے کہا۔

"جناب گولی مارنے والا کام میرے آدمی نہیں کر سکتے کیونکہ
انہوں نے آج تک کبھی تک نہ ماری ہو گی۔ پہلے بھی ایک بار ایسا
مسئلہ بن گیا تھا لیکن سب نے انکار کر دیا تھا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ
ان تینوں کو گیس سے بے ہوش کر کے آپ کے اڈے پر پہنچا دیا

جائے اور آپ انہیں آسانی سے گولیاں مار سکتے ہیں''...... شیر دل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا تو نواب دادا ہنس پڑا۔

''نام تو تمہارا شیر دل ہے اور تم کسی کو گولی تک نہیں مار سکتے''...... نواب دادا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں دادا۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے جو آپ ہی کر سکتے ہیں''...... شیر دل نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے اچھا کیا کہ صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ تم نے میرا پوائنٹ الیون تو دیکھا ہو گا''...... نواب دادا نے کہا۔

''وہی پوائنٹ جس کا انچارج ساگو ہے''...... شیر دل نے کہا۔

''ہاں وہی۔ تم ان تینوں کو بے ہوش کر کے میرے اڈے کی بجائے پوائنٹ الیون پر پہنچا دینا۔ میں ساگو کو احکامات دے دیتا ہوں''...... نواب دادا نے کہا۔

''یس دادا۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اندازاً کب تک یہ کام ہو جائے گا''...... نواب دادا نے پوچھا۔

''اگر یہ لوگ روپڑ شہر میں موجود ہیں تو چند گھنٹوں میں انہیں تلاش کر لیا جائے گا اور اگر روپڑ کی بجائے کسی اور علاقے میں ہیں تو روپڑ آنے پر ہی انہیں چیک کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ ان کے

آنے پر منحصر ہے کہ وہ کب روپڑ شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ یہاں میرے تین سو آدمی کام کرتے ہیں اور ان کا آپس میں رابطہ رہتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں اب سے میرے آدمی بھی کام کریں گے اور ہماری کوشش ہو گی کہ جلد از جلد آپ کا کام مکمل کر لیں''۔ شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کھل کر معاوضہ بھی بتا دو''...... نواب دادا نے کہا۔

''دادا۔ میں آپ کا پرستار ہوں۔ آپ میرے آئیڈیل ہیں اس لئے آپ کا کام کر کے مجھے خوشی ہو گی۔ آپ کی جو مرضی ہو معاوضہ بھجوا دیں مجھے قبول ہو گا''...... شیر دل نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دس لاکھ روپے بھجوا دوں گا۔ اوکے گڈ بائی''...... نواب دادا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ شراب کی بوتل وہ اس دوران خالی کر چکا تھا۔ اس نے میز پر موجود گھنٹی بجائی تو چند لمحوں بعد ساگو اندر داخل ہوا۔

''شراب کا شکریہ ساگو۔ تم نے بروقت شراب دے کر میرا موڈ بحال کر دیا۔ بہرحال رابرٹ کی لاش پھینکنے کے بعد تم نے مستقل یہیں رہنا ہے۔ چیکنگ کرنے والے شیر دل کو تم جانتے ہو''...... نواب دادا نے کہا۔

''جی ہاں دادا بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہاں آپ کے پاس آنے سے پہلے میں کئی سالوں تک شیر دل کا باڈی گارڈ رہا ہوں۔ پھر شیر دل بیرون ملک چلا گیا تو میں آپ کے پاس آ

گیا''...... ساگو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو اب غور سے میری بات سنو۔ ہمارے مخالف گروپ کے تین افراد جن میں سے ایک رابرٹ سے ملا تھا میرے اڈے کو تباہ کرنے اور ہم سب کو ہلاک کرنے کے لئے روپڑ شہر میں موجود ہیں میں نے شیر دل کو ان تینوں کو حلیئے اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی ہے۔ وہ ان تینوں کو بے ہوش کر کے یہاں لا کر تمہارے حوالے کر دے گا۔ تم نے ان تینوں کو اس بے ہوشی کے عالم میں راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دینا اور پھر فوری طور پر مجھے اطلاع دینا اور میرے آنے تک انہیں بے ہوش ہی رہنا چاہئے''...... نواب دادا نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی دادا''...... ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو نواب دادا نے اٹھ کر ساگو کے کاندھے پر تھپکی دی اور کمرے سے نکل کر اس طرف چل پڑا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار پوائنٹ الیون سے نکل کر واپس اڈے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اپنے طور پر اس نے سنیک بکلرز کے خاتمے کا فول پروف منصوبہ نہ صرف بنا لیا تھا بلکہ اس پر عمل درآمد بھی کر دیا تھا۔

عمران نے کار الاسکا ہوٹل کی پارکنگ میں روکی۔ اس ہوٹل کی تیسری منزل پر ٹائیگر کا مستقل کمرہ نمبر تین سو دس تھا اور ٹائیگر کے دوست آرنلڈ نے اسے فون پر بتایا تھا کہ کسی بڑی پارٹی نے ٹائیگر کی ہلاکت کے لئے تین مشہور پیشہ ور قاتلوں کو انگیج کیا ہے۔ جن میں سے ایک قاتل جس کا نام جانسن ہے اس نے مستقل طور پر الاسکا ہوٹل کی تیسری منزل پر کمرہ نمبر تین سو اٹھارہ بک کرایا ہے جس میں اس نے مستقل ڈیرہ ڈال لیا ہے۔ دونوں کمروں کے دروازے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں اور جانسن یقیناً رات کو دروازے کے چابی والے سوراخ سے ٹائیگر کی آمد کو چیک کرتا رہتا ہو گا کیونکہ ٹائیگر کی عادت تھی کہ وہ رات کو دیر سے سونے کے لئے جاتا تھا۔ عمران چونکہ کئی بار ٹائیگر کے کمرے میں آ چکا تھا اس لئے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ساری رات جانسن نے ٹائیگر کی آمد کو چیک کیا ہو گا اور ساتھ ساتھ

پیشہ ور قاتلوں کی مشترکہ عادت کے مطابق وہ مسلسل شراب بھی پی
رہا ہو گا اس لئے اس وقت وہ اپنے کمرے میں دھت پڑا ہوا ہو
گا۔ عمران لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں واقعی کمرہ
نمبر تین سو دس اور اٹھارہ کے دروازے ایک دوسرے کے آمنے
سامنے تھے۔ اس وقت چونکہ کام کا وقت تھا اس لئے راہداری میں
کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ تقریباً تمام کمرے لاکڈ تھے۔ عمران کمرہ نمبر
تین سو اٹھارہ سے آگے بڑھ گیا تاکہ اگر جانسن جاگ رہا ہو تو وہ
قدموں کی آواز اپنے کمرے کے دروازے کے سامنے رکتے سن کر
یقیناً چونک پڑے گا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پیشہ ور قاتل کام کے
دوران کس قدر حساس ہو جاتے ہیں اس لئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔
اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا
واپس تین سو اٹھارہ نمبر کمرے کے دروازے پر پہنچا اور اس نے
ادھر ادھر دیکھا لیکن راہداری میں کوئی موجود نہ تھا۔ عمران نے ہاتھ
میں پکڑے ہوئے گیس پسٹل کی نال کا دہانہ چابی والے سوراخ
کے اوپر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ چھوٹا سا کیپسول اندر فرش پر گر کر پھٹا
اور چٹاخ کی ہلکی سی آواز بھی عمران کو سنائی تو اس نے پسٹل واپس
جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جو سپیشل گیس
اس نے اندر فائر کی ہے وہ انتہائی زود اثر بھی ہے اور بند کمرہ
ہونے کے باوجود بہت کم وقت میں فضا میں غائب ہو جائے گی۔
عمران راہداری کے آخری سرے سے واپس مڑا اور اس نے جیب

سے ماسٹر کی نکال کر ہاتھ میں دبا لی۔ چند لمحوں وہ دوبارہ جانسن
کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے کے باہر نیم پلیٹ پر
جانسن کا نام وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ
آرنلڈ نے اسے غلط نہیں بتایا تھا اور جانسن واقعی یہاں موجود ہے۔
اس نے کی ہول میں ماسٹر کی ڈالی اور اسے تیزی سے اور مخصوص
انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کٹاک کی
تیز آواز سنائی دی تو عمران نے چابی نکال کر واپس جیب میں ڈالی
اور ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ چند لمحوں تک دروازہ
کھولے رکھنے کے بعد وہ اندر داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر
دیا۔ کمرے میں ہلکی پاور کی لائٹ جل رہی تھی اور ایک دبلا پتلا
لیکن ورزشی جسم کا آدمی بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔
بیڈ کے نیچے شراب کی دو بڑی خالی بوتلیں پڑی تھیں۔ ایک طرف
کاندھے سے لٹکانے والا بڑا بیگ پڑا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر
بیگ کھولا اور اندر موجود سامان نکال کر باہر میز پر رکھ دیا۔ اس میں
پرس کے ساتھ ساتھ چابیوں کا گچھا بھی تھا جس میں ماسٹر کی بھی
موجود تھی۔ بیگ میں ایک گیس پسٹل اور ایک سائیلنسر لگا جدید
ترین مشین پسٹل بھی موجود تھا۔ اس بیگ کے ایک خفیہ خانے میں
سے اسے موجودہ سال کی ڈائری مل گئی۔ ڈائری میں تاریخ اور آگے
نام اور اس سے آگے فنش کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ
جانسن جسے ہلاک کرتا تھا اس کا نام اور تاریخ لکھ لیا کرتا تھا۔ آخری

اندراج دو ماہ پہلے کا تھا اور شکار کا نام پارسن تھا۔ چونکہ ابھی ٹائیگر اس کا شکار نہیں ہوا تھا اس لئے جانسن نے اس کا نام ڈائری میں درج نہ کیا تھا۔ عمران نے ڈائری کو واپس بیگ میں ڈالا اور اس نے ایک کھڑکی پر پڑا پردہ اتارا اور اسے رسی کے انداز میں بٹ کر اس نے بے ہوش پڑے جانسن کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر پردے کی بنی ہوئی رسی سے اسے اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ کسی صورت اسے کھول نہ سکے۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جانسن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس ہوٹل کے تمام کمرے لگژری روم ہیں اس لئے انہیں ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا اور کمروں میں ہر قسم کی سہولت بھی مہیا کی گئی تھی۔ ویسے تو اس کے پاس جانسن کا سائیلنسر لگا مشین پسٹل بھی موجود تھا لیکن عمران اس وقت خالی ہاتھ بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد جانسن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے جسم نے جھٹکا سا کھایا اور اس جھٹکے سے اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی دھند غائب ہو گئی اور اس کی جگہ شعور کی چمک ابھر آئی۔ جانسن نے شعور میں آتے ہی پہلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

"یہ سب کیا ہے۔ تم نے میرے کمرے میں گھس کر مجھے کیوں

باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو"...... جانسن نے بڑے کرخت سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری ڈائری کے مطابق تم اب تک چالیس افراد کی جانیں لے چکے ہو۔ ایسے آدمی کے اعصاب اتنے ہی مضبوط ہونے چاہئیں جتنے تمہارے ہیں۔ میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ ٹائیگر دارالحکومت میں موجود نہیں ہے اور کچھ دنوں تک اس کی واپسی کی بھی امید نہیں ہے۔ تم مین بکر ہو۔ وہ سنیک بکرز کے ساتھ سنیکس کے سروں کو کچلنے کا کام کر رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو"...... جانسن نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ تو ایک طرف اس کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات موجود نہیں تھے۔

"میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں اور ٹائیگر میرا شاگرد ہے"...... عمران نے کہا تو جانسن نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"شاگرد۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے کوئی سکول یا کالج کھولا ہوا ہے"...... جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ عمران نے اپنے تعارف میں لمبی چوڑی ڈگریاں بھی گنوائی تھیں اور ساتھ ہی ٹائیگر کو اپنا شاگرد بھی بتایا تھا اس لئے جانسن نے سکول اور کالج کی بات کی تھی۔

"جانسن۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ دو اور پیشہ ور قاتل بھی ٹائیگر کے شکار کے لئے ہائر کئے گئے ہیں۔ وہ دونوں تو اسے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں جبکہ تم نے ٹائیگر کے رہائشی کمرے کے سامنے کمرہ لے کر ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ اب اگر تم خود موت سے بچنا چاہتے ہو تو میرے صرف ایک سوال کا جواب دے دو اور یہ بات سن لو کہ مجھے معلوم ہے کہ سچ کیا ہے اس لئے اگر تم نے سچ بول دیا تو تمہارے ساتھ رعایت کی جا سکتی ہے ورنہ تمہاری لاش ہی اس کمرے سے باہر جائے گی۔ صرف یہ بتا دو کہ ٹائیگر کو قتل کرانے والی پارٹی کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"جب تمہیں معلوم ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو"۔ جانسن نے کہا۔

"او کے۔ تمہاری مرضی اگر تم نے مرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دیتا ہوں"...... عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال لیا۔

"یہ تو میرا مشین پسٹل ہے۔ یہ تم نے کہاں سے اٹھایا ہے"۔ جانسن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"ویسے تو اس ہوٹل کا ہر کمرہ ساؤنڈ پروف ہے لیکن چونکہ تم نے اس پسٹل پر خاصی بھاری رقم خرچ کی ہو گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ تمہارے کام آ جائے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ سامنے کرسی پر بندھے

بیٹھے جانسن کی طرف کر دیا۔ عمران کے چہرے پر یکلخت
پناہ سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تو جانسن کے چہرے پر پہلی
رف کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کی آنکھوں سے بھی خوف جھلکنے
تھا۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں مت مارو مجھے"...... جانسن نے خوفزدہ
واز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے رہو لیکن یاد رکھو جو کچھ بتاؤ گے اسے کنفرم بھی کرانا
پڑے گا"...... عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"وہ پارٹی آغا جبار ہے جو دارالحکومت میں رہتا ہے۔ قومی
اسمبلی کا دو بار ممبر بھی رہا ہے۔ بہت بڑا جاگیردار اور پاکیشیا میں
سیڈز کے بزنس کا آئی کون ہے یعنی سب سے بڑا بزنس مین"۔
جانسن نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اسے کنفرم کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"کیسے۔ کیا مطلب میں سچ کہہ رہا ہوں"...... جانسن نے کہا۔

"تمہیں اس کا فون نمبر تو معلوم ہو گا۔ وہ بتاؤ میں تمہارے فون
سے اسے کال کر کے رسیور تمہارے کان سے لگا دوں گا۔ تم اس
سے جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ کنفرم ہونا چاہئے کہ تمہیں ٹائیگر
کو ہلاک کرنے کا ٹاسک اس نے دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ملاؤ نمبر"...... جانسن نے کہا تو عمران نے سائیڈ
تپائی پر موجود فون کا مخصوص بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر

جانسن نمبر بولتا گیا اور عمران وہ نمبر پریس کرتا گیا۔ آخر میں عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ پی اے ٹو آغا جبار''...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ عمران نے رسیور جانسن کے کان سے لگا دیا تھا البتہ لاؤڈر کی وجہ سے دوسری طرف کی آواز اسے بھی سنائی دے رہی تھی۔

''میرا نام جانسن ہے اور مجھے آغا جبار نے ایک ٹاسک دیا ہے اور میں اس سلسلے میں آغا جبار صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں''...... جانسن نے کہا۔

''آپ کہاں سے بول رہے ہیں''...... پی اے نے کہا۔

''دارالحکومت سے۔ تم بات کراؤ فضول باتیں مت کرو''۔ جانسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ آغا جبار بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''جانسن بول رہا ہوں آغا صاحب''...... جانسن نے کہا۔

''ہاں بولو کیا رپورٹ ہے۔ کیا تمہارا شکار ختم ہو گیا یا نہیں''۔ دوسری طرف سے آغا جبار نے کہا۔

''جب سے آپ نے مجھے اس ٹائیگر کو قتل کرنے کا ٹاسک دیا

ہے تب سے میں ہوٹل الاسکا میں ٹائیگر کے کمرے کے سامنے والے کمرے میں موجود ہوں لیکن ٹائیگر سرے سے یہاں آیا ہی نہیں۔ میں ساری رات جاگ کر اس کا انتظار کرتا رہتا ہوں۔ اب میں تھک گیا ہوں اس لئے میں ہوٹل چھوڑ کر واپس جا رہا ہوں۔ میرے آدمی ٹائیگر کو تلاش کرتے رہیں گے۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی میں ٹاسک مکمل کر دوں گا''...... جانسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ باقی دو کی طرف سے بھی یہی رپورٹیں مل رہی ہیں کہ ٹائیگر دارالحکومت میں کہیں نظر نہیں آ رہا۔ بہرحال تم نے ٹاسک مکمل کرنا ہے''...... آغا جبار نے کہا۔

''وہ تو ظاہر ہے کرنا ہے''...... جانس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... آغا جبار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

''اوکے۔ میں اب جا رہا ہوں لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ باقی دو قاتل کون ہیں جنہیں آغا جبار نے ہائر کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس نے نام نہیں بتائے اور دارالحکومت میں بے شمار پیشہ ور قاتل ہیں''...... جانسن نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''میں بتاتا ہوں۔ تم صرف کنفرم کر دو کہ یہ واقعی پیشہ ور قاتل ہیں''...... عمران نے کہا۔

"ہاں بتاؤ۔ میں تقریباً سب کو جانتا ہوں کیونکہ میں اس وقت سب سے سینئر ہوں"...... جانسن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران اس کی سینارٹی پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایک کا نام انتھونی بتایا گیا ہے جسے سیریل کلر بھی کہتے ہیں اور دوسرے کا نام وولف ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ دونوں طویل عرصے سے یہ پیشہ اپنائے ہوئے ہیں"...... جانسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان کے اڈے کہاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"انتھونی تو ریڈ لائٹ ہوٹل میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور وہیں رہتا بھی ہے جبکہ وولف چراغ کے ہوٹل میں اٹھتا بیٹھتا ہے"...... جانسن نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"چراغ کا ہوٹل کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر کہا کیونکہ یہ نام اس نے پہلی بار سنا تھا اور نام سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ یہاں عام سا ہوٹل ہے جہاں لوگ چائے پیتے ہیں یا کھانے کے شوق میں وہاں جاتے ہیں۔

"دارالحکومت کے شمالی نواح میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کا نام رحمت پورہ ہے۔ وہاں چراغ کا ہوٹل بے حد مشہور ہے۔ وہاں مقامی شراب، ہر قسم کی منشیات اور عورتیں تک آسانی سے مل جاتی ہیں اور کچھ چراغ کا رعب اور کچھ رشوت اس لئے وہاں پولیس کبھی نظر نہیں آتی۔ چراغ اس علاقے کا بہت بڑا بدمعاش ہے۔ اس

لف کا اصل نام عاصم ہے لیکن اس کی فطرت اور لوگوں سے وک کی وجہ سے لوگوں نے اسے وولف یعنی بھیڑیا کہنا شروع کر یا اور اب اس کا یہی نام مشہور ہو گیا ہے۔ ویسے یہ وولف، چراغ کے بڑے بھائی کا بیٹا اور چراغ کا بھتیجا ہے اس لئے وہ وہیں اٹھتا بیٹھتا ہے"...... جانسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم کہہ رہے ہو کہ تم ان دونوں سے سینئر ہو تو کیا تم شکاروں کی تعداد کے لحاظ سے بھی سینئر ہو یا صرف عمر کے حساب سے اپنے آپ کو سینئر کہہ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہمارے پیشے میں شکاروں کی تعداد سے سینئر جونیئر سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ میرے شکاروں کی تعداد چار سو سے زیادہ ہو گئی ہے اور وہ دونوں تین ساڑھے تین سو سے آگے نہیں بڑھ سکے"...... جانسن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تو تم نے اب تک چار سو سے زیادہ بے گناہ انسانوں کو رقم کی خاطر ہلاک کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہی تو ہمارا پیشہ ہے۔ قصائی بھی تو ایک پیشہ ہے وہ روزانہ بکریاں ذبح کرتا ہے"...... جانسن نے ساتھ ہی باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم اپنے شکاروں کو انسانوں کی بجائے بکریاں سمجھتے ہو"۔ عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"میں مثال دے رہا تھا"...... عمران کا لہجہ بدلتے ہی جانسن

نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری جانسن۔ میں تم جیسے قاتل کو معاف نہیں کر سکتا۔"

عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے ہاتھ نکالا تو اس کے ہاتھ میں جانسن کا سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ جانسن کوئی بات کرتا عمران نے ٹریگر دبا دیا تو سنک سنک کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں جانسن کے سینے میں اترتی چلی گئیں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد اس کی گردن ڈھلک گئی اور آنکھیں بے نور ہو گئیں تو عمران نے سائیلنسر لگا مشین پسٹل واپس جیب میں رکھا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل الاسکا کی پارکنگ سے نکل کر ریڈ لائٹ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ویسے وہ اپنے آپ کو اس وقت اکیلا محسوس کر رہا تھا کیونکہ ایسے موقعوں پر وہ جوزف یا جوانا یا پھر ان دونوں کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور اس کا آدھا کام وہ اس کے آنے سے پہلے سر انجام دے چکے ہوتے تھے۔ اب اگر جوزف اور جوانا اس کے ساتھ ہوتے تو وہ جانسن کو بے ہوش کر کے اٹھا کر رانا ہاؤس لے جاتا اور وہاں اطمینان سے پوچھ گچھ کرتا لیکن وہ دونوں سنیکس کے خاتمے کے لئے دارالحکومت سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سارے کام خود اکیلا سر انجام دیتا پھر رہا تھا۔ ایسا وہ اس لئے کر رہا تھا کہ اسے ٹائیگر کی بے خوفی کا علم تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ٹائیگر صرف اللہ پر بھروسہ رکھ کر بغیر کوئی حفاظتی انتظام

سے آسانی سے واپس آ جائے گا اور ان پیشہ ور قاتلوں کے ہاتھ بھی سکتا ہے اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ان تینوں پیشہ ور قاتلوں کا خاتمہ کر دے۔ پھر آغا جبار پر ہاتھ ڈالے۔ یہی وجہ تھی کہ جانسن کے خاتمے کے بعد اب وہ ریڈ لائٹ کلب جا رہا تھا جہاں جانسن کے مطابق سیریل بکر کے طور پر مشہور انتھونی رہتا تھا۔ چراغ کا ہوٹل چونکہ دارالحکومت کے شمالی ...واحی علاقے میں ایک اور شہر میں تھا اس لئے عمران نے پہلے انتھونی پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ریڈ لائٹ کلب اس کا دیکھا ہوا تھا اور وہ کئی بار وہاں آ چکا تھا۔ گو اس کلب کی اصل رونق رات گئے عروج پر ہوتی تھی لیکن دن کے وقت بھی لوگ یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ کلب کا مالک اور جنرل منیجر سمتھ تھا جو اب اپنے آپ کو لارڈ سمتھ کہلواتا تھا۔ عمران اس سے چونکہ سوپر فیاض کے ذریعے سے ملا تھا۔ اس لئے وہ عمران کی عزت کرتا تھا اور جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ عمران سر عبدالرحمن کا اکلوتا بیٹا ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام بھی کرتا ہے تب سے لارڈ سمتھ اس کے سامنے اس طرح بچھ جاتا تھا جیسے اس کی عمران کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہ ہو لیکن عمران کبھی کبھار ہی یہاں آتا تھا۔ وہ زیادہ تر لابی میں بیٹھ کر کافی پی کر وہیں سے ہی واپس چلا جاتا تھا۔ یہاں کی کافی بے حد مشہور تھی اور عمران کو بھی پسند تھی اس لئے وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ اس نے کلب پہنچ کر کار پارکنگ

میں روکی جہاں چند ہی کاریں موجود تھیں جبکہ رات کو یہ جگہ کاروں کا شو روم دکھائی دیتی تھی۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر عمران کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا لیکن مین گیٹ سے اندر ہال میں جانے کی بجائے وہ آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ دوسری طرف بھی ایک راستہ ہے جو براہ راست سمتھ کے آفس تک جاتا ہے۔ کلب سے آفس تک پہنچنے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس لئے عمران جب بھی لارڈ سمتھ سے ملنے آتا تھا تو اسی راستے سے آتا جاتا تھا جبکہ کافی پینے کے لئے وہ ہال میں چلا جاتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ لارڈ سمتھ کے آفس تک پہنچ گیا۔ راستے میں دو جگہ پر مسلح افراد موجود تھے لیکن وہ عمران کو جانتے تھے اس لئے انہوں نے اسے روکنے کی بجائے الٹا سلام کئے۔ عمران ان کے سلاموں کا جواب دیتا ہوا آفس تک پہنچ گیا۔ یہ آفس کا عقبی دروازہ تھا اور ظاہر ہے اندر سے بند تھا مگر عمران کو معلوم تھا کہ کیا کرنا ہے اس لئے وہ مطمئن تھا۔ پھر بند دروازے پر پہنچ کر اس نے دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی باہر آ گیا لیکن عمران کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"آپ"...... اس نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ لارڈ صاحب اپنے آفس میں موجود ہیں یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جی موجود ہیں۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں"...... سیکورٹی گارڈ

نے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا تو لمبے بالوں اور گھنی مونچھوں والا دیو قامت جسامت کا مالک آدمی جس نے ہلکے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا باہر آ گیا۔ یہ کلب کا مالک لارڈ سمتھ تھا۔

"آپ۔ آیئے آیئے۔ مجھے جب بتایا گیا تو میں خود آپ کے استقبال کے لئے آ گیا"...... لارڈ سمتھ نے قدرے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

"تھینکس لارڈ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آفس میں پہنچ گئے۔ لارڈ سمتھ اپنی اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر جبکہ عمران میز کی سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا منگواؤں۔ کافی یا جوس"...... لارڈ سمتھ نے کہا۔

"کافی منگوا لیں۔ آپ کی کافی کی شہرت تو سارے پاکیشیا میں پھیلی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا تو لارڈ سمتھ کا چہرہ یکلخت پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"آپ نے تعریف کر دی ہو گی اس لئے سب تعریف کرنے پر مجبور ہوں گے"...... لارڈ سمتھ نے خوشامدانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے عمران کے لئے ہاٹ کافی لانے کا کسی کو کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تمہارے کلب میں ایک آدمی انتھونی رہتا ہے۔ وہ پیشہ ور قاتل ہے اور سنا ہے کہ وہ سیریل کلر بھی کہلاتا ہے"...... عمران

نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم انتھونی کی بات کر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے کیا تمہیں اس سے کوئی کام ہے"...... لارڈ سمتھ نے ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ مجھے ایسے پیشہ ور قاتلوں سے کیا لینا دینا۔ میں تو اس سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں جس کا اسے معقول معاوضہ دیا جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اسے کلب سے نکالا تو وہ مجھ سمیت میرے سارے خاندان کو گولیاں مار کر ہلاک کر دے گا حالانکہ اس نے کلب کے ایک کمرے پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے۔ شراب بے تحاشا پیتا ہے۔ کبھی اس نے شراب کا یا کھانے کا بل نہیں دیا لیکن میں کیا کروں۔ نہ پولیس اس کے خلاف کارروائی کرتی ہے نہ انٹیلی جنس"...... لارڈ سمتھ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اچھا یہ بات ہے تو تم فکر مت کرو۔ مجھ سے ملاقات کے بعد وہ تمہارا کلب ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائے گا"...... عمران نے کہا تو لارڈ سمتھ بے بسی کے انداز میں ہنس پڑا۔ اس دوران کافی عمران کو سرو کر دی گئی تھی اس لئے عمران باتوں کے دوران کافی سپ کرتا رہا تھا۔

"اس کا کمرہ نمبر دو سو دس ہے لیکن وہ زیادہ وقت لابی میں بیٹھ

...سل شراب پیتا رہتا ہے۔ تم اس سے وہیں ملاقات کر لو"۔

...نے کہا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ تاکہ میں اسے پہچان سکوں"...... عمران نے

...

"...یہ بڑی بڑی مونچھیں، سر سے گنجا، جسمانی لحاظ سے دیو ہیکل، ...ت لہجہ، غصیلی آواز"...... لارڈ سمتھ نے جس انداز میں حلیہ بتایا ...عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ لارڈ سمتھ کا ...اس کی نفرت کو عیاں کرتا تھا۔

"اوکے۔ پھر مجھے اجازت"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ میں سپروائزر کو بلاتا ہوں وہ تمہیں اس کی نشاندہی کر ...ے گا"...... لارڈ سمتھ نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے ...اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر چند نمبرز پریس کر دیئے۔

"سپروائزر ایڈورڈ کو میرے آفس میں بھجواؤ۔ فوراً"...... لارڈ سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔ اس نے سلام کیا اور مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"ایڈورڈ۔ سیریل کلر انتھونی کہاں ہے"...... لارڈ سمتھ نے ایڈورڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ وہ صبح سے کار لے کر گیا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے

واپس آیا ہے اس نے لابی کی بجائے کمرے میں ہی شراب اور کھانا طلب کیا ہے جو اسے سرو کیا جا رہا ہے"...... ایڈورڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب کو انتھونی سے ملنا ہے انہیں اس کے کمرے تک چھوڑ آؤ"...... لارڈ سمتھ نے کہا۔

"یس سر۔ آیئے سر"...... ایڈورڈ نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو عمران نے لارڈ سمتھ کا شکریہ ادا کیا اور سپروائزر کے ساتھ وہ آفس سے نکل کر مختلف راہداریوں سے گزر کر لفٹ میں پہنچا اور پھر لفٹ کے ذریعے وہ دوسری منزل پر پہنچ کر کمرہ نمبر دو سو کے سامنے پہنچ گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ سائیڈ دیوار پر نیم پلیٹ موجود تھی جس پر انتھونی کا نام لکھا ہوا تھا۔ سپروائزر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ کون ہے"...... ڈور فون سے ایک سخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سپروائزر ایڈورڈ ہوں جناب۔ آپ کے مہمان آئے ہیں"...... ایڈورڈ نے کہا۔

"مہمان کون ہیں"...... اندر سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ خود مل لیں"...... ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈور

فون کلک کی ہلکی سی آواز سے بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک جس کی بڑی بڑی اور بھاری مونچھیں تھیں، سر گنجا تھا ہاتھ میں شراب کی بڑی بوتل پکڑی ہوئی تھی دروازے پر کھڑا نظر آیا۔

"میرا نام پرنس ہے اور مجھے جناب آغا جبار صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آیئے۔ تم جاؤ ایڈورڈ"...... انتھونی نے اسی طرح سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔ شاید یہ اس کا قدرتی لہجہ تھا۔

"یس سر"...... ایڈورڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ انتھونی ایک طرف ہٹ گیا تاکہ عمران اندر آ سکے۔ عمران کو صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں وہ اسے پہچانتا نہ ہو لیکن جو ردعمل انتھونی کا تھا اس سے وہ خطرہ نہ رہا تھا۔ کمرے میں کرسیاں اور میز بھی موجود تھی۔ یہ ایک بڑا بیڈ روم تھا۔ میز کے ساتھ ایک بڑی بالٹی رکھی ہوئی تھی جس میں شراب کی خالی بوتلیں پڑی تھیں جبکہ میز پر فون سیٹ بھی موجود تھا۔

"بیٹھیں۔ کیا پئیں گے"...... انتھونی نے کہا۔

"میں شراب نہیں پیتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ بتائیں کیا کہنے آئے ہیں آپ۔ آغا صاحب فون پر تو بات کر لیتے ہیں پھر آپ کو کیوں بھیجا ہے اور پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں"...... انتھونی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ہاتھ

ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔ مشین پسٹل دیکھ کر انتھونی اس طرح بھڑک کر اچھلا جیسے بند سپرنگ اچانک کھلتا ہے۔ اس نے یکلخت اچھل کر میز پر پیر رکھا اور عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ واقعی بے حد تیز اور پھرتیلا تھا اور جس انداز میں اس نے اچانک حملہ کیا تھا اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً کرسی سمیت فرش پر جا گرتا لیکن عمران نے بیٹھے بیٹھے اپنا ایک بازو گھمایا تو اڑ کر عمران پر حملہ کرتے ہوئے انتھونی کا جسم گھومتا ہوا سائیڈ پر موجود کرسیوں پر گرا اور کرسیوں سمیت وہ فرش پر گرا ہی تھا کہ عمران نے جو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کا رخ انتھونی کی طرف کیا جبکہ انتھونی کرسی کا ایک پایہ پکڑ رہا تھا تاکہ کرسی کو عمران پر اچھال دے لیکن اس سے پہلے ہی سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ کمرہ انتھونی کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ ذبح کی ہوئی بکری کی طرح پھڑک رہا تھا پھر ایک جھٹکے سے وہ ساکت ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ فرش پر پھیل گئے تھے اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"سیریل کلر کو اپنی موت یاد نہ رہی تھی ایک ہزار افراد کا قتل۔ ایسے لوگ بھی قانون کی زد میں نہیں آتے۔ یہی ہمارے ملک کے قانون کا المیہ ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فرش پر پڑی انتھونی کی لاش کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ عمران نے کمرے کی تلاشی لی تو اس کے ہاتھ ایک لفافہ

عمران نے کاغذات
گیا جس کے اندر چند کاغذات موجود تھے۔
کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ کاغذات پڑھ کر اس کا چہرہ چمک
تھا کیونکہ ان کاغذات میں آغا جبار نے بین الاقوامی تنظیم
ران سے اپنا تعلق بتایا تھا۔ شاید کاغذات انتھونی نے چوری کئے
بہرحال یہ کاغذات آغا جبار کے خلاف ثبوت کے طور پر
تعمال کئے جا سکتے تھے کیونکہ ان پر آغا جبار کے دستخط موجود تھے۔
ران نے کاغذات جیب میں ڈالے اور بیرونی دروازے کی طرف
گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کلب کے تمام کمرے لگژری انداز میں
ئے گئے ہیں اس لئے یہ کمرہ لازماً ساؤنڈ پروف ہو گا لیکن کوئی
کسی بھی وقت آ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے باہر سے دروازہ بند
کیا اور کچھ دیر بعد وہ پارکنگ میں موجود تھا جہاں اس کی کار موجود
تھی۔ پارکنگ بوائے کے آنے پر عمران نے اسے پارکنگ کارڈ اور
درمیانی مالیت کا ایک نوٹ دیا تو پارکنگ بوائے نے اسے سلام کیا
اور پھر دوڑتا ہوا نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا تو عمران نے
کار موڑی اور کچھ دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے رحمت
پورہ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار میں ہی عمران نے ماسک
میک اپ کر لیا تھا۔ وہ آج ہی اس معاملے کو ختم کر دینا چاہتا تھا
لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ وولف رحمت پورہ
میں کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کا ٹاسک دارالحکومت میں ہے لیکن پھر
اس نے سوچا کہ وہاں سے اس کا دارالحکومت کا ایڈریس مل جائے گا

اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ سپورٹس کار نے اسے رحمت پورہ میں ایک گھنٹے میں پہنچا دیا ورنہ دو ڈھائی گھنٹے لگ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر میں اس نے چراغ ہوٹل تلاش کر لیا۔ یہ دیہاتی انداز کا ہوٹل تھا لیکن کافی بڑا تھا اور وہاں جرائم پیشہ افراد کا ہجوم تھا۔ منشیات کا عام استعمال ہو رہا تھا۔ عمران نے کار روکی اور پھر وہ کار سے اتر کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ وہاں موجود سب افراد اسے حیرت سے دیکھنے لگے جبکہ عمران کسی کی پرواہ کئے بغیر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دو بدمعاش ٹائپ افراد موجود تھے۔

''میں دارالحکومت سے آیا ہوں اور میں نے وولف سے ملنا ہے۔ اسے آغا جبار کا پیغام دینا ہے۔ کہاں ہوتا ہے وہ''...... عمران نے کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آغا جبار لیکن وہ تو فون کرتے رہتے ہیں''...... اس آدمی نے مشکوک نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو فون پر نہیں کی جا سکتیں۔ فون ٹیپ بھی ہو سکتے ہیں ویسے اگر وہ موجود نہیں ہے تو مجھے بتا دو میں واپس جا کر آغا جبار کو بتا دوں گا اور جو کام وہ وولف سے لینا چاہتے ہیں وہ کسی اور کو دے دیں گے۔ لاکھوں روپے کا نقصان وولف کا ہی ہو گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ تو دارالحکومت گیا ہوا ہے۔ جو پیغام ہے وہ مجھے دے دیں''...... اس آدمی نے کہا۔

''او کے۔ جب وولف آئے تو اسے بتا دینا کہ آغا جبار کی طرف سے کام آیا تھا لیکن تمہاری عدم موجودگی کی وجہ سے واپس چلا گیا ہے اور یہ کام لینے والے اور بہت سے لوگ موجود ہیں''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''بابا۔ چاچا وولف ڈیرے پر ہے۔ میں نے ان کی کار ایک گھنٹہ پہلے یہاں سے گزر کر ڈیرے کی طرف جاتے خود دیکھی ہے''...... عمران کو مڑتا دیکھ کر کاؤنٹر پر موجود دوسرے نوجوان نے اس ادھیڑ عمر سے کہا جو اب تک عمران سے بات چیت کر رہا تھا۔

''اوہ اچھا۔ میں نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ڈیرے پر موجود ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ بابو صاحب کے ساتھ جاؤ اور انہیں ڈیرے پر پہنچا کر واپس آ جانا۔ یہاں بہت کام ہے''...... اس ادھیڑ عمر نے کہا۔

''ٹھیک ہے بابا''...... نوجوان نے کہا اور کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر عمران کی طرف آیا جو اس نوجوان کی بات سن کر رک گیا تھا۔

''چلیں جناب''...... نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر ایک طرف موجود کار کی طرف بڑھ گئے۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اسے سائیڈ سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام قاسم ہے''...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وولف تمہارا رشتہ دار ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میرا چچا ہے۔ میرے والد جو کاؤنٹر پر کھڑے تھے اور جو آپ سے باتیں کر رہے تھے وولف کے سگے بڑے بھائی ہیں"...... قاسم نے جواب دیا۔

"تمہارے پاپا کا نام چراغ ہے"...... عمران نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ چراغ تو میرے دادا کا نام تھا جو فوت ہو چکے ہیں"...... قاسم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر قاسم کی رہنمائی میں کار دیہاتی انداز کے بنے ایک ڈیرے پر پہنچ گئی۔ اس ڈیرے کی چار دیواری کچی مٹی کی بنی ہوئی تھی۔ گیٹ لکڑی کا تھا جو کھلا تھا اور اندر ایک درمیانے ماڈل کی کار کھڑی تھی جس کا رنگ سرخ تھا۔

"یہ کار چچا وولف کی ہے"...... قاسم نے کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چچا کام کیا کرتا ہے"...... عمران نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"وہ شہر میں کام کرتے ہیں۔ کوئی بڑا کام مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے"...... قاسم نے بھی کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ یو ٹائپ عمارت تھی۔ گیٹ کے سامنے برآمدہ تھا اور برآمدے میں چار مسلح افراد موجود

تھے جبکہ برآمدے میں کئی کمرے تھے اور لوگ ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں میں آ جا رہے تھے۔

"آئیں۔ چچا کا کمرہ علیحدہ ہے اور وہاں ان کے بلائے بغیر کوئی نہیں جاتا"...... قاسم نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر قاسم کے پیچھے چلتا ہوا عمران ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ برآمدے میں آنے جانے والے لوگ عام لوگ تھے جبکہ مسلح افراد نے اسے دیکھا ضرور لیکن وہ خاموش رہے کیونکہ قاسم اس کے ساتھ تھا۔ قاسم نے بند دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں ہوں چچا۔ قاسم"...... قاسم نے کہا۔

"قاسم۔ تم کیوں آئے ہو"...... وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"شہر سے آپ کا مہمان آیا ہے آپ سے ملنے کے لئے۔ آغا جبار نے بھیجا ہے"...... قاسم نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا"...... آغا جبار کا نام سنتے ہی وولف نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر ایک درمیانے قد لیکن گھٹے ہوئے جسم کا مالک ایک درمیانی عمر کا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ کے اوپر سیاہ رنگ کی لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی نمایاں تھی۔ سر کے بال

سپرنگوں کی طرح تھے۔ اس نے سیاہ رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں۔

''میرا نام مائیکل ہے اور مجھے آغا جبار نے آپ کو ایک پیغام دینے کے لئے بھیجا ہے''...... عمران نے خود ہی بولتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ اندر آ جاؤ اور قاسم تم جاؤ''...... وولف نے کرخت لہجے میں کہا تو قاسم سلام کر کے مڑا اور واپس چلا گیا جبکہ عمران کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد وولف نے دروازہ بند کر دیا۔ کمرے کے ایک کونے میں میز اور اس کے گرد کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس موجود تھا۔ میز کی سائیڈ پر ایک کارڈلیس فون بھی موجود تھا۔

''بیٹھو۔ میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ میں اکثر آغا صاحب کے پاس جاتا رہتا ہوں۔ شراب پیئو گے''...... وولف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے آغا جبار کے پاس آئے ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے۔ میں کاناڈا میں رہتا تھا۔ وہاں میں آغا جبار کی طرف سے عورتوں کی فروخت کے بزنس کا منیجر تھا اور میں شراب صرف رات کو پیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کیا پیغام ہے''...... وولف نے کہا۔

''آغا صاحب سے ایک وفاقی سیکرٹری نے بے حد بدتمیزی کی ہے۔ اس لئے آغا صاحب اسے فنش کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے

تمہارا انتخاب کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تمہارے پاس ٹائیگر کو فنش کرنے کا ٹاسک ہے وہ بعد میں مکمل کرنا پہلے اس وفاقی سیکرٹری کا خاتمہ کر دو اور آغا صاحب یہاں رحمت پورہ میں ایک گھر میں موجود ہیں۔ وہاں وہ تم سے مل کر تمہیں تفصیل بتائیں گے اور تمہیں اس کا پورا معاوضہ بھی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ وہاں جانا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''رحمت پورہ کس کے گھر میں ہیں''...... وولف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آغا نزاکت کے گھر میں''...... عمران نے کہا کیونکہ یہاں آتے ہوئے اس نے ایک حویلی نما گھر پر اس نام کی نیم پلیٹ دیکھی تھی۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے آؤ''...... اس بار وولف نے پوری طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم اپنی کار میں نہیں میری کار میں وہاں چلو کیونکہ تمہاری کار یہاں سب پہچانتے ہیں اس بات کا حکم آغا صاحب نے خصوصی طور پر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میں واپس کیسے آؤں گا جبکہ میرے پاس بڑی رقم بھی ہوگی''...... وولف نے چونک کر کہا۔

''میں تمہیں یہاں ڈیرے پر چھوڑ جاؤں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... وولف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر وولف بیٹھا ہوا تھا۔ کار تیزی سے رحمت پورہ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

"یہ سپورٹس کار تم نے کہاں سے لی ہے۔ بے حد جدید اور خوبصورت کار ہے"...... وولف نے کار کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نے خصوصی آرڈر پر بنوائی ہے"...... عمران نے کہا تو وولف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار جب ایک ویران علاقے میں پہنچی تو عمران نے یکلخت کار کی رفتار کم کر دی تو وولف چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... وولف نے چونک کر کہا۔

"کار کو تمہاری نظر لگ گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وولف بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے کار روکی اور کار سے نیچے اتر گیا تو وولف بھی دوسری طرف سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عمران کار کے فرنٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیسے بونٹ اٹھا کر انجن چیک کرنا چاہتا ہوں جبکہ وولف بھی کار کے فرنٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے وہ بھی انجن دیکھنا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار وولف کی گردن پر پڑا اور وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی

لیکن اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اس لئے اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ اسی لمحے عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ جھٹکے کھاتے ہوئے وولف کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ سنک سنک کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں وولف کے جسم میں گھستی چلی گئیں اور وہ ساکت ہو گیا تو عمران نے پسٹل واپس جیب میں رکھا اور وولف کی لاش کا ایک بازو پکڑ کر وہ اسے گھسیٹتا ہوا ایک طرف اونچی جھاڑیوں کی طرف لے گیا۔ اس نے جھاڑیوں کے عقب میں اس کی لاش کو پھینکا اور پھر کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گیا۔ عمران نے اس سڑک کا انتخاب اس لئے کیا تھا کیونکہ یہاں آتے ہوئے اس نے چیک کر لیا تھا کہ ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ اس دوران کوئی کار تو ایک طرف کوئی موٹر سائیکل، سائیکل سوار یا پیدل آدمی بھی وہاں سے نہ گزرا تھا۔ عمران نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اس کی اسپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

جوزف اور جوانا دونوں روپڑ شہر سے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں نما ٹاؤن کی ایک رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں سے روپڑ شہر میں ان کا آخری ٹارگٹ ایسا اڈہ تھا جہاں اغوا شدہ عورتوں کو رکھا جاتا تھا اور پھر بھیڑ بکریوں کی طرح باقاعدہ نیلام کر دیا جاتا تھا۔

''یہ ٹائیگر ہمیں صبح سے یہاں چھوڑ کر روپڑ شہر گیا ہے اور اس کی ابھی تک واپسی نہیں ہوئی۔ اسے ساتھ شامل کر کے ہم نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے۔ اب وہ کام کرتا پھر رہا ہے اور ہم یہاں اس کے انتظار میں بیٹھے ہیں''...... جوانا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ باس عمران کا شاگرد ہے اس لئے وہ کوئی نہ کوئی کام کرتا پھر رہا ہوگا۔ بے فکر ہو جاؤ''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو جوزف تیزی سے

ا اور کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ جوانا وہیں بیٹھا رہا۔ وہ واقعی ڑی بوریت محسوس کر رہا تھا کیونکہ سارا کام تو ٹائیگر کر دیتا تھا اور وہ رف گولیاں چلانے تک محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ اس سارے مشن یں اس کے لئے نہ کوئی سسپنس تھا، نہ ایکشن اور نہ تھرل۔

''ارے واقعی تم تو شدید بور ہو رہے ہو''...... اسی لمحے ٹائیگر کی سکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور جوانا نے سر اٹھا کر دیکھا تو ٹائیگر کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے جوزف تھا۔

''تمہاری وجہ سے ہم بور ہو رہے ہیں۔ تم ہمیں ساتھ رکھا کرو''...... جوانا نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہیں اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں تو آپ لوگوں کے مقابلے میں بے حد جونیئر ہوں۔ اس لئے آپ سے تو سیکھ سکتا ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آپ دونوں کا ڈیل ڈول، جسامت اور قدوقامت بذات خود اشتہار بن جاتا ہے اس لئے مجھے مجبوراً اکیلے جانا پڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''باس عمران بھی ایسا ہی کہتے ہیں لیکن کیا ہم واپس چلے جائیں''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے۔ میں تو مشن کے سلسلے میں بے حد اہم معلومات حاصل کرتا رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا معلومات ملی ہیں ہمیں بتاؤ اور ہاں یہ مشن تم ہم پر چھوڑ دو کیونکہ یہ آخری اڈا ہے اس کے بعد ہم نے ایک بار پھر رانا

ہاؤس میں قید ہو جاتا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"پہلے سن لو بیٹھ کر پھر بات ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے سپروائزر رابرٹ سے ملنے والی تمام معلومات دوہرا دیں۔

"تو اس میں کیا مشکل ہے۔ اوپر راجپوت ہوٹل ہے نیچے اڈا ہے اور سوائے ہوٹل کے باقی تمام راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دو تو نیچے موجود اڈا سامنے آ جائے گا اور پھر یہی کام وہاں بھی ہو سکتا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"اور وہاں جو اغوا شدہ لڑکیاں اور عورتیں ہوں گی ان کا کیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں تو انہیں بھول ہی گیا تھا۔ وہ تو واقعی بدمعاشوں کے ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گی پھر کیا سوچا ہے تم نے"...... جوانا نے فوراً ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اوپر ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے اور نیچے اڈے میں موجود بدمعاشوں کو مشین گنوں سے ہلاک کر دیا جائے"...... جوزف نے کہا۔

"لیکن ہوٹل تباہ ہوتے ہی ہر طرف دھول اور دھواں پھیل جائے گا۔ الٹا تہہ خانوں کا راستہ بند ہو جائے گا۔ پھر پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں بھی وہاں پہنچ جائیں گی۔ ایسی صورت میں

وہاں اڈے پر آپریشن نہ ہو سکے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا تم بتاؤ۔ تم نے کیا سوچا ہے"...... جوزف نے زچ ہو کر کہا۔

"اس اڈے کے تین راستے ہیں۔ ایک ہوٹل سے، دوسرا سائیڈ سے جسے ایمرجنسی راستہ کہا جاتا ہے اور تیسرا سامنے کی طرف سے جہاں سے بدمعاش آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اب سنیک بکرز کے خوف سے سوائے ہوٹل کے باقی راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اس ہوٹل والے راستے میں ہمیں مارنے کے فول پروف انتظامات کئے گئے ہوں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں ان سب سے ہٹ کر نیا راستہ اپنانا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"نیا راستہ بنانا یا اپنانا"...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

"راستہ تو موجود ہے لیکن اس راستے کا خیال شاید ہمارے علاوہ شاید اور کسی کے ذہن میں نہ آ سکے اس لئے میں نے اپنانے کا لفظ استعمال کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کون سا راستہ ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... جوانا نے کہا۔

"سیوریج لائن جو اس اڈے کی علیحدہ ہے اور ہوٹل کی علیحدہ۔ ہم اڈے کی سیوریج لائن کے ذریعے ڈائریکٹ اڈے کے اندر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد اطمینان سے مشن مکمل کیا جائے گا"۔ ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں نے نہ صرف اثبات میں سر

ہلا دیا بلکہ ٹائیگر کی ذہانت کی بھی کھل کر تعریف کی۔

''تو اب چلیں روپڑ شہر''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں چلو۔ میں نے وہاں ایک رہائش گاہ بھی بک کرا لی ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں جوانا کی بحری جہاز نما کار میں بیٹھے تیزی سے روپڑ شہر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا اور عقبی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔

''اڈے کا بڑا کون ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''ایک بدمعاش ہے نواب دادا۔ وہ اڈے کا انچارج ہے''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نواب دادا کا حلیہ کیا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ یہ بات تو میں پوچھنا ہی بھول گیا۔ بہرحال وہاں پہنچیں گے تو ہر چیز خود ہی سامنے آ جائے گی''...... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ روپڑ شہر میں داخل ہو گئے۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹائیگر نے کار ایک رہائشی علاقے کی طرف موڑ دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ پر موجود تھے۔ گیٹ بند تھا ٹائیگر نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی باہر آ گیا۔

''تمہارا نام الفریڈ ہے''...... ٹائیگر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر

نکال کر پوچھا۔

''یس سر۔ آپ کون ہیں''...... الفریڈ نے چونک کر پوچھا۔

''سنیک کلرز''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ میں گیٹ کھولتا ہوں''...... الفریڈ نے کہا اور مڑ کر واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کھل گیا تو ٹائیگر نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ ایک طرف پورچ بنا ہوا تھا۔ اس نے کار وہاں لے جا کر روک دی اور وہ سب کار سے نیچے اتر آئے۔ الفریڈ بھی گیٹ بند کر کے تیزی سے چلتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا۔

''آیئے سر۔ میں آپ کو کوٹھی دکھا دوں''...... الفریڈ نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ کوٹھی زیادہ بڑی نہ تھی اس لئے کچھ دیر میں انہوں نے اسے اچھی طرح چیک کر لیا پھر وہ ایک بڑے کمرے میں موجود میز کے گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... الفریڈ نے کہا۔

''ہاٹ کافی بنا لو گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر میں لے آتا ہوں''...... الفریڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''اب ہم اس شہر سے اس شہر میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس طرح کام کیسے ہو گا''...... جوانا نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

''اڈے کے دادا نواب دادا کو یقیناً سوجھل کے اڈے کی تباہی

کی اطلاع مل چکی ہو گی اس لئے اس نے لازماً یہاں مسلح افراد تمام ممکنہ جگہوں پر تعینات کر رکھے ہوں گے تاکہ ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے اس لئے ہمیں سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہو گا"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب بدمعاشوں کے مقابلے پر بھی ہمیں اپنی جان بچانے کی فکر کرنی ہو گی"...... جوانا نے کہا۔

"اب وہ پہلے والا دور نہیں رہا جناب۔ اب تو بدمعاش اپنی حفاظت کے لئے باقاعدہ تربیت یافتہ افراد کو ہائر کرتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے"...... خاموش بیٹھا جوزف بھی بول پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور الفریڈ ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ہاٹ کافی کے برتن موجود تھے۔ اس نے کافی بنائی اور ایک ایک مگ سب کے سامنے رکھ کر ٹرالی کو ایک طرف کر کے روکا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ سب ہاٹ کافی سپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"پھر بتایا نہیں تم نے کہ ہم نے اب کرنا کیا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"ہم نے اڈے پر ریڈ کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سیوریج لائن کی بجائے جو راستہ انہوں نے بند کر رکھا ہے اسے کھول کر اندر داخل ہو جائیں۔ یہ اسے بند سمجھ کر اس طرف سے مطمئن ہوں گے

ک ہوٹل والے راستے پر یقیناً ان کے مسلح افراد موجود ہوں گے"...... ٹائیگر نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔

"کس طرح بند راستہ کھولیں گے"...... جوزف نے کہا۔

"بم مار کر اور کس طرح"...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"یہ ہوئی نا بات"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑے لیکن دوسرے لمحے چٹک چٹک کی آوازیں ٹائیگر کو سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... جوانا اور جوزف دونوں نے اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر پوچھا لیکن اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا تینوں لہراتے ہوئے کرسیوں پر ہی ڈھلک گئے۔ وہ تینوں بے ہوش ہو چکے تھے۔

نواب دادا اپنے اڈے کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ وہ ابھی پورے اڈے کا چکر لگا کر واپس آیا تھا۔ گو اس نے شیر دل کو سنیک بلکرز کو ٹریس کر کے انہیں بے ہوش کر دینے اور پھر انہیں پوائنٹ الیون پر پہنچا دینے کے احکامات دیئے تھے اور اسے یقین تھا کہ شیر دل کی چیکنگ سے یہ لوگ کسی بھی طرح نہیں بچ سکتے لیکن اب کافی وقت ہو گیا تھا لیکن ابھی تک شیر دل کی طرف سے اسے کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ اس لئے اب اس کے ذہن میں خدشات نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وہ بیٹھا شراب پینے کے ساتھ ساتھ یہی بات سوچ رہا تھا کہ سنیک بلکرز کے خلاف مزید کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نواب دادا نے اس طرح چونک کر فون کی طرف دیکھا جیسے اسے یہاں فون کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے اپنے مخصوص

انداز میں کہا۔

''شیر دل بول رہا ہوں نواب دادا''...... دوسری طرف سے شیر دل کی آواز سنائی دی تو نواب دادا بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ تم کہاں غائب ہو گئے ہو۔ تم سے کام نہیں ہوتا تو صاف بتا دو''...... نواب دادا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نواب دادا میں نے آپ کو خوشخبری سنانے کے لئے فون کیا ہے''...... شیر دل نے کہا۔

''خوشخبری۔ اوہ جلدی بتاؤ''...... نواب دادا نے کہا۔

''آپ کا کام ہو گیا ہے۔ آپ کے مخالف گروپ کے تینوں افراد کو بے ہوش کر کے پوائنٹ الیون پر پہنچا دیا گیا ہے اور انہیں ساگو کے حوالے کر دیا گیا ہے''...... شیر دل نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ۔ اتنا وقت کیوں لگا اس کام میں''...... نواب دادا نے کہا۔

''نواب دادا۔ میرے آدمی پورے روڈپڑ شہر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہم جدید ترین آلات استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے پورے روڈپڑ شہر کو چیک کیا لیکن دونوں حبشی کہیں نظر نہ آئے پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک جدید ماڈل کی بہت بڑی کار روڈپڑ میں داخل ہوئی ہے جس میں تین افراد موجود ہیں۔ ان میں دو حبشی ہیں، ایک ایکریمین اور دوسرا افریقی حبشی ہے تو میں نے اس کار کی مکمل نگرانی کا حکم دے دیا۔ پھر اطلاع ملی کہ یہ گروپ نئی آبادی کی ایک کوٹھی میں گیا ہے۔

ہم نے جدید آلات سے چیکنگ کی تو یہ تینوں ایک کمرے میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ ہم نے اس کوٹھی میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تو یہ تینوں اور ان کا ملازم چاروں بے ہوش ہو گئے تو میرے آدمی عقبی طرف سے دیوار پھلانگ کر کوٹھی میں داخل ہوئے اور اس ملازم کو ویسے ہی بے ہوش چھوڑ کر ان تینوں افراد کو ایک ویگن میں ڈال کر میں نے پوائنٹ الیون پہنچا دیا ہے"...... شیر دل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ملازم کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تم نے۔ وہ تو پولیس کو سب کچھ بتا دے گا اور یہ کوٹھی کس کی ہے ان لوگوں نے کیسے حاصل کی"...... نواب دادا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نواب دادا۔ اگر اس ملازم کو ہلاک کر دیا جاتا تو لازماً پولیس کو اطلاع مل جاتی اور پھر تفتیش کا دائرہ بہت آگے تک بڑھ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا کہ جب اسے ہوش آئے گا تو خود ہی جان کے خطرے کے پیش نظر خاموش رہے گا یا زیادہ سے زیادہ کوٹھی کے مالک کو اطلاع دے گا۔ کوٹھی کا مالک روپڑ شہر کا منشیات کا سمگلر جیمز ہے۔ اس سے میرے خیال میں فون پر کوٹھی بک کرائی گئی ہوگی"...... شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ اب تک تمہارا یہ نیٹ ورک روپڑ کے اسمگلروں کے کام آتا رہا ہے لیکن آج یہ نیٹ ورک نواب دادا کے بھی کام آ گیا ہے۔ گڈ"...... نواب دادا نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ساگو بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ساگو کی آواز سنائی دی۔

"نواب دادا بول رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا۔

"لیس دادا حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے ساگو کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"شیر دل تین افراد کو بے ہوش کر کے پہنچا گیا ہے یا نہیں"۔ نواب دادا نے کہا۔

"لیس دادا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہیں پہنچایا ہے۔ میں نے انہیں راڈز میں جکڑ دیا ہے وہ تینوں بے ہوش ہیں ان کی حالت بتا رہی ہے کہ ابھی چار پانچ گھنٹوں سے پہلے انہیں ہوش نہیں آ سکتا"...... ساگو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک مقامی اور دو حبشی ہیں یا کوئی اور ہیں"...... نواب دادا نے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں دادا۔ یہ تین ہیں۔ دو حبشی ہیں ایک ایکریمین حبشی اور ایک افریقی حبشی۔ تیسرا مقامی آدمی ہے"۔ ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ میرے آنے سے پہلے انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہئے"...... نواب دادا نے کہا۔

"آپ حکم دیں تو میں انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دوں تاکہ آپ اطمینان سے جب جی چاہے آ جائیں"...... ساگو نے کہا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں نصف گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ایک خیال آنے پر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ ان مخالفوں کی کار کے بارے میں شیر دل نے کچھ نہیں بتایا کہ اس کا کیا کیا ہے اس نے۔ یہ خیال آنے پر اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شیر دل بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے شیر دل کی آواز سنائی دی۔

"نواب دادا بول رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا۔

"یس دادا۔ حکم فرمایئے"...... شیر دل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان مخالفوں کی کار جس کی تم تعریف کر رہے تھے اس کا کیا کیا تم نے"...... نواب دادا نے کہا۔

"وہ میں نے اپنے ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دی ہے۔ آپ حکم کریں آپ کے اڈے پر پہنچا دی جائے"...... شیر دل نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ کہیں تم اسے کوٹھی میں تو نہیں چھوڑ آئے ورنہ ملازم لازماً پولیس کو اطلاع دے دیتا۔ اب وہ یہی سمجھے گا کہ یہ لوگ اسے بے ہوش کر کے کار میں بیٹھ کر

چلے گئے ہیں"...... نواب دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں"...... شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں تمہیں پوائنٹ الیون سے واپس آ کر دس لاکھ وعدے کے مطابق اور پانچ لاکھ کا خصوصی انعام پندرہ لاکھ روپے بھجوا دوں گا"...... نواب دادا نے کہا۔

"آپ واقعی قدر دان ہیں دادا"...... شیر دل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو نواب دادا نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے پوائنٹ الیون کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ نواب دادا خود کار چلا رہا تھا لیکن وہ کار میں اکیلا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال سپرنگوں کی طرح اس کے سر کے گرد پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کا نام کاسو تھا لیکن سب اسے بکر کہتے تھے کیونکہ نواب دادا کے مخالفوں کو ہلاک کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔ اب بھی نواب دادا نے اس لئے اسے ساتھ لے لیا تھا کہ بکر یہ نہ کہے کہ اسے مخالفوں کو ہلاک کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

"دادا۔ کیا انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کرنا ہے"۔ خاموش بیٹھے ہوئے بکر نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے انہیں ہوش میں لایا جائے گا پھر تم انہیں ہلاک کرنا تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ وہ کن کے ہاتھوں مارے جا رہے ہیں"...... نواب دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس دادا لیکن انہیں راڈز میں جکڑ کر گولیاں مارنے کا کیا مزہ آئے گا۔ انہیں اپنے ڈیفنس کا پورا حق دیا جائے پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے تب لطف آئے گا"...... بکلر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ خطرناک ہیں اور پھر وہ دونوں حبشی تو سنا ہے دیوؤں جیسے جسم کے مالک ہیں اور دیوؤں جیسی طاقت بھی رکھتے ہیں تم کیا کر لو گے ان کا"...... نواب دادا نے کہا۔

"دادا۔ وہ لاکھ طاقتور ہوں لیکن مجھ سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتے۔ میں انہیں پلک جھپکنے میں گولی مار دوں گا"...... بکلر نے کہا۔

"اوکے۔ وہاں پہنچ کر تمہیں اس کا پورا موقع دیا جائے گا"۔ نواب دادا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ دادا۔ آپ واقعی قدر دان ہیں"...... بکلر نے کہا تو نواب دادا بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار پوائنٹ الیون پر پہنچ گئی جہاں ساگو نے ان کا استقبال کیا اور پھر وہ تینوں بلیک روم میں پہنچ گئے جہاں ان کے مخالف تینوں افراد بے ہوشی کے عالم میں راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔

"تو یہ ہیں سنیک بکلرز جنہوں نے سوجھل اور سانگی دونوں کے اڈوں کو تباہ کر دیا اور ان دونوں کو ہلاک کر دیا"...... نواب دادا نے

کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ دادا۔ کیا یہی لوگ ہیں ان کے قاتل۔ کہا تو یہ جا رہا ہے کہ پولیس نے یہ کام کیا ہے"...... بکلر نے بھی اس کے ساتھ ہی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پولیس کو حرکت میں یہی لوگ لائے ہیں۔ یہ ہمیں سنیک کہتے ہیں اور خود کو سنیک بکلرز۔ اب انہیں کیا معلوم کہ اس وقت وہ سنیکس ہیں اور بکلر ان کے سامنے بیٹھا ہے"...... نواب دادا نے کہا تو بکلر بے اختیار مسکرا دیا۔ ساگو ان کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"ساگو" نواب دادا نے کہا۔

"حکم دادا"...... ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان تینوں کو ہوش میں لے آؤ"...... نواب دادا نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی نواب دادا"...... ساگو نے کہا اور پھر جیب سے لمبی گردن والی بوتل نکالی اور ان راڈز میں جکڑے تینوں بے ہوش افراد کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب جا کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ مقامی آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے آگے بڑھ کر ایکریمین حبشی کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگایا اور آخر میں یہی کارروائی اس نے افریقی حبشی کے ساتھ دوہرائی اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے بوتل واپس جیب میں ڈالی اور واپس

نواب دادا اور بگر کی کرسیوں کے پیچھے آ کر پہلے کی طرح کھڑا ہو گیا۔ نواب دادا، بگر اور ساگو تینوں کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے تینوں افراد پر جمی ہوئی تھیں جن کے جسموں میں ایسے آثار نظر آ رہے تھے کہ وہ جلد ہی ہوش میں آ جائیں گے۔

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیا ناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سکیم
"گولڈن پیکیج"
تفصیلات کے لئے ابھی کال کیجئے
0333-6106573 & 0336-3644440
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جس طرح سیاہ بادلوں میں بجلی کی لہریں نمودار ہوتی ہیں اسی طرح ٹائیگر کے تاریک ذہن میں روشنی کی لہریں نمودار ہونا شروع ہو گئیں اور آہستہ آہستہ اس کا ذہن روشن ہو گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور اس وجہ سے اس کے ذہن کو جھٹکا لگا تو وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس کی نظریں سامنے بیٹھے دو افراد پر پڑیں جن کے پیچھے ایک آدمی موجود تھا۔ یہ تینوں اپنی ہیئت کے اعتبار سے غنڈے اور بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر اور اس کے ساتھی تینوں راڈز میں جکڑے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔ جوزف اور جوانا دونوں بھی ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے۔

"تم مجھے نہیں پہچانتے تو پھر میرے خلاف کام کیوں کر رہے

ہو۔ میرا نام نواب ہے اور میں روپڑ اڈے کا دادا ہوں۔ جسے تم سنیکس قرار دے کر ہمارے سر کچلنے کا کام کر رہے ہو اور یہ بکر ہے اس کا کام تم جیسے بکلرز کا خاتمہ کرنا ہے اور یہ ساگو ہے اس پوائنٹ الیون کا انچارج"...... نواب دادا نے مزے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم ہو نواب دادا روپڑ اڈے کے انچارج۔ ویسے تم میں ایک نئی بات میں نے دیکھی ہے کہ تم ساگی اور سوجھل دونوں سے زیادہ پُر اعتماد دکھائی دے رہے ہو۔ گڈ شو"...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی پوری طرح ہوش میں آ چکے تھے۔

"تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراؤ"...... نواب دادا نے کہا۔

"ہم واقعی سنیک بکلرز ہیں۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور یہ ایکریمین جوانا ہے اور یہ افریقی جوزف ہے لیکن ہم ہیں کہاں۔ کیا تمہارے اڈے میں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ اپنی کرسی کے راڈز کو کھولنے کے لئے بھی کوشش جاری رکھے ہوئے تھا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو پا رہا تھا۔ گو سامنے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر بیچے سرخ رنگ کے بٹنوں کی قطار بتا رہی تھی کہ یہ راڈز ان سے آپریٹ کئے جاتے ہیں لیکن ایسے راڈز کو آپریٹ کرنے کے لئے کمرے کے فرش میں باقاعدہ سسٹم بنایا جاتا ہے اور جس جگہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی موجود تھے وہ جگہ دوسرے فرش سے اونچی تھی۔

اس کا مطلب تھا کہ سسٹم کو یہاں لا کر اوپر کرسیوں میں نصب کیا گیا ہو گا۔ اس لئے ٹائیگر پیروں کی مدد سے راڈز کو آپریٹ کرنے والی تار کو تلاش کر رہا تھا لیکن وہ تار اسے مل نہ رہی تھی۔ اس لئے وہ کوشش کر رہا تھا کہ نواب دادا کو باتوں میں لگائے رکھے۔

"میرے اڈے میں تو تمہاری روح بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ چلو تجربہ کر لو میں ابھی تمہاری روح کو تمہارے جسم سے علیحدہ کر دیتا ہوں۔ اگر تمہاری روح میرے اڈے میں داخل ہو گئی تو میں اڈا چھوڑ دوں گا"...... نواب دادا نے بچوں کی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم سے بات کرو دادا۔ میرا نام جوزف ہے اور میں افریقہ کا پرنس ہوں۔ میرے سر پر افریقہ کے تمام بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں نے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ تم کیا ہو دو ٹکے کے بدمعاش"۔ جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ انتہائی غضبناک لہجے میں بول رہا ہو۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم دادا کو دو ٹکے کا بدمعاش کہو۔ بکر اس کے ڈھول جیسے سینے پر اتنی گولیاں مارو کہ اس کا پورا جسم چھلنی ہو جائے"...... نواب دادا نے ساتھ بیٹھے بکر سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"تم ہو ہی دو ٹکے کے بدمعاش۔ بندھے ہوؤں پر گولیاں چلانا بہادری ہے کیا"...... جوزف نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکلخت کڑاک کڑاک

کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی جوزف کسی پرندے کی طرح ہوا میں اچھلا اور پھر نواب دادا اور بکر جو اس عرصے میں اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے چیختے ہوئے پیچھے کھڑے ساگو سے ٹکرائے اور اسے بھی لیتے ہوئے زور دار دھماکوں سے پشت کے بل فرش پر جا گرے۔ دو کرسیاں بھی ان کے ساتھ ہی گری تھیں اور ان دو کرسیوں نے ان کے جسموں کو اس طرح الجھا لیا تھا کہ وہ کوشش کے باوجود فوری نہ اٹھ سکے تھے اور جوزف اس دوران نہ صرف ان کے سروں پر پہنچ گیا تھا بلکہ اس کی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ جانے والی ٹانگوں نے ان تینوں کو تگنی کا ناچ نچانا شروع کر دیا تھا اور چند لمحوں بعد جوزف نے یکلخت جھک کر ساگو کی گردن پکڑی اور پلک جھپکنے میں بھاری جسم رکھنے والا ساگو چیختا ہوا ایک زور دار دھماکے سے سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا اور چھت سے گرنے والی چھپکلی کی طرح فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ اگلے لمحے یہی حشر بکر کا ہوا۔ البتہ نواب دادا فرش پر پڑا اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے وہ تیزی سے اٹھنا چاہتا ہو لیکن اٹھتے ہوئے وہ پھر گر جاتا تھا۔ اس کی حالت واقعی اس پاگل کتے جیسی ہو رہی تھی جو اپنی دم کو پکڑنے کے لئے گھومتا رہتا ہے لیکن جوزف کو معلوم تھا کہ اب وہ خود اٹھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس نے اس کی دونوں ٹانگوں کی پنڈلیوں کی ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ ساگو اور بکر سے فارغ ہو کر جوزف نواب دادا کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے

جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے نواب دادا چیختا ہوا سامنے موجود راڈز والی کرسی پر ایک دھماکے سے گرا اور جوزف نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دو بار مخصوص انداز میں دبایا تو نواب دادا کا جسم ساکت ہو گیا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جوزف تیزی سے پلٹا اور دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کے نیچے سرخ رنگ کے پہلے چند بٹنوں کو پریس کیا تو کڑاک کڑاک کی آوازوں کے ساتھ ہی نواب دادا کے جسم کے گرد راڈز نمودار ہو گئے اور تین خالی کرسیوں کے گرد بھی راڈز نمودار ہو گئے لیکن جوزف بٹنوں کو مسلسل پریس کئے جا رہا تھا اور پھر ایک بار پھر کڑاک کڑاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹائیگر اور جوانا کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے تو دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تم نے راڈز کیسے کھولے تھے"...... ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس نے راڈز کھولے نہیں توڑے ہیں۔ میرے جسم میں راڈز اس قدر سختی سے گھسے ہوئے تھے کہ میں تو معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے کوشش کے باوجود میں راڈز نہ توڑ سکا لیکن جوزف ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"راڈز ایسے نہ ٹوٹتے اگر میں اپنے آپ کو غضبناک حالت میں نہ لے آتا اور ڈاکٹر لوسائی کا کہنا ہے کہ دوسروں سے پہلے اپنے آپ کو غضبناک بناؤ پھر سب زنجیریں خود بخود ٹوٹ جاتی ہیں"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے نواب دادا کو کیسے بے ہوش کیا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"افریقہ کے مشہور شکاری اور وچ ڈاکٹر آسا کی خوفناک شیروں کو ایسے ہی بے بس کر دیا کرتا تھا"...... جوزف نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے نواب دادا کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دو بار مخصوص انداز میں دبایا تو نواب دادا ایک جھٹکے سے کرسی پر سیدھا ہو گیا۔

"میں سمجھتا تھا کہ شاید ڈاکٹر ہی اس طرح ہاتھوں سے جھٹکے دیتے ہیں۔ مر جانے والے کے دل پر اور رکا ہوا دل حرکت میں آ جاتا ہے لیکن یہ تو علیحدہ ہی انداز ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اسے سنبھالو ہم باہر جا رہے ہیں"...... جوانا نے نواب دادا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسلحہ تو لے لو نجانے باہر کس قسم کے حالات ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ان تینوں کے ہاتھوں سے گرنے والا اسلحہ ہمارے لئے ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لئے کافی ہے"...... جوانا نے کہا اور ٹائیگر

نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے نواب دادا نے کراہتے ہوئے پوری طرح ہوش میں آ گیا تو ٹائیگر نے فرش پر پڑی ایک کرسی اٹھا کر اسے نواب دادا کے سامنے رکھا اور وہ اس پر بیٹھ گیا۔ نواب دادا کی آنکھیں تو کھلی ہوئی تھیں لیکن ابھی ان میں شعور کی چمک نمودار نہ ہوئی تھی۔

"نواب دادا"...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں اسے پکارا تو اس کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی نواب دادا کی آنکھوں میں شعور کی تیز چمک ابھر آئی۔ اب وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات موجود تھے۔

"تمہاری دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دی گئی ہیں اب اگر چاہو تو ہم ان کی ڈریسنگ کر دیتے ہیں اور تم دس پندرہ روز بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو تم تمام زندگی سڑکوں پر گھسٹ گھسٹ کر گزارو گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ پلیز مجھے گولی مار دو لیکن مجھے بے عزت نہ کراؤ"...... نواب دادا نے بڑے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ لیکن صرف تم ٹھیک ہو سکتے ہو تمہارا اڈا نہیں بچ سکتا۔ البتہ اگر تم تعاون کرو تو تمہیں کافرستان پہنچایا جا سکتا ہے اور تمہیں کلب بھی خرید کر دیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں دادا ہوں میں اپنے اڈے

سے غداری نہیں کر سکتا''...... نواب دادا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر گھسٹو باقی عمر سڑکوں پر''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم راڈز بھی کھول سکتے ہو تو میں تمہیں بے ہوشی کے عالم میں گولی مروا دیتا۔ یہ شیر دل کا قصور ہے جس نے تمہیں ٹریس کیا تھا لیکن اس نے تمہیں گولی مارنے سے انکار کر دیا۔ وہ یقیناً تمہارا ساتھی تھا''...... نواب دادا نے چیختے ہوئے کہا۔

''چیختے رہو ہم اب واپس نہیں آئیں گے''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ تم جو کہو گے جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔ مجھے اس طرح کی موت مت مارو''۔ اچانک نواب دادا نے چیخ چیخ کر لیکن رو دینے والے لہجے میں کہنا شروع کر دیا تو ٹائیگر مڑا اور دوبارہ اس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

''دوسری بار واپس نہیں آؤں گا۔ بتاؤ تمہارے اڈے کا سرپرست آغا جبار ہے یا کوئی اور ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آغا جبار''...... نواب دادا نے جواب دیا۔

''تم نے اڈے کا ایمرجنسی جو راستہ بند کیا ہوا ہے وہ کیسے کھلتا ہے یہ سوچ کر جواب دینا کہ اس کے درست جواب پر تمہاری

آئندہ زندگی کا انحصار ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو نواب دادا نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''او کے۔ اب بھی وقت ہے اگر تم نے غلط بیانی کی ہے تو اب بھی سچ بول دو ورنہ ہم جا رہے ہیں۔ اگر ہم زندہ رہے تو واپس آ کر تمہیں رہا بھی کر دیں گے اور تمہاری ڈریسنگ بھی کر دیں گے''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ باہر جوزف اور جوانا موجود تھے۔ ٹائیگر کو باہر آتے دیکھ کر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کیا ہوا''...... جوانا نے ٹائیگر کے قریب آ کر کہا تو ٹائیگر نے پوری تفصیل بتا دی۔

''اس نواب دادا کو تم زندہ چھوڑ آئے ہو۔ یہ سب سے بڑا اور سب سے زہریلا سنیک ہے''...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اندر سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

''تم کیوں اسے زندہ چھوڑ کر آئے تھے''...... جوزف نے کہا۔

''میں نے اس سے وعدہ کیا تھا اور باس عمران بھی اگر وعدہ کر لیں تو اسے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی ٹیم میں موجود تنویر اس وعدے کو پورا نہیں ہونے دیتا''۔ ٹائیگر نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔ اس دوران جوانا بھی

واپس آ گیا تھا۔

''ہماری کار کہاں ہے''...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے نواب دادا سے ساری تفصیل معلوم کر لی ہے۔ یہاں روپڑ شہر میں ایک آدمی شیر دل ہے۔ وہ پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتا تھا۔ پھر ریٹائر ہو کر اس نے اس شہر روپڑ میں معلومات فروخت کرنے کی ایجنسی بنا لی جس کا نیٹ ورک پورے روپڑ شہر میں پھیلا ہوا ہے۔ وہ منشیات اور اسلحہ سمگلروں کے لئے کام کرتا رہتا ہے۔ نواب دادا نے ہمیں ٹریس کرنے کے لئے اس شیر دل کی خدمات حاصل کیں اور اسے حکم دیا کہ ہمیں دیکھتے ہی گولیاں مار دی جائیں لیکن شیر دل نے کہا کہ اس کے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو کسی کو ہلاک کر سکے چنانچہ اس پر نواب دادا نے کہا کہ وہ ہمیں بے ہوش کر کے اس ساگو والے پوائنٹ پر پہنچا دے۔ اسے پوائنٹ الیون کہا جاتا ہے اور پھر نواب دادا نے کار کے بارے میں شیر دل سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کار اس کے ایک خفیہ اڈے میں موجود ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے یہ شیر دل۔ پہلے میں نے اپنی کار واپس لینی ہے''...... جوانا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''چلو پھر کمرے میں بیٹھتے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر معلوم کر لیں گے کہ شیر دل کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں

چونک پڑے۔

''کیسے معلوم کرو گے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے نواب دادا سے اس کا فون نمبر معلوم کر لیا تھا لیکن اسے اس کے ہیڈکوارٹر کا علم نہ تھا۔ میں نے روپڑ شہر کا تفصیلی نقشہ خریدا ہوا ہے۔ اس فون نمبر کی مدد سے وہ جگہ ٹریس ہو گی جہاں یہ فون موجود ہے اور نقشے سے اس جگہ کا تعین کر کے ہم اس کے ہیڈکوارٹر پہنچیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم دونوں کمرے میں جاؤ میں یہیں رک جاتا ہوں۔ یہ دادا کا اڈا ہے کسی وقت کوئی بھی آ سکتا ہے''...... جوزف نے کہا اور ٹائیگر اور جوانا دونوں اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جہاں فون موجود تھا۔ یہ شاید میٹنگ روم تھا کیونکہ یہاں ایک کافی بڑی مستطیل شکل کی میز کے آگے چھ کرسیاں موجود تھیں۔ فون بھی میز پر رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر اور جوانا دونوں فون کے قریب کرسیوں پر بیٹھ گئے اور ٹائیگر نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پولیس کمشنر جیکی بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے لہجے کو بھاری

بتاتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ایک فون نمبر نوٹ کریں اور چیک کر کے بتائیں کہ یہ نمبر کس کے نام اور کہاں نصب ہے لیکن خیال رکھیں کہ غلطی نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی ورنہ آپ کی باقی عمر جیل میں گزرے گی''۔ ٹائیگر نے باقاعدہ دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں اور نمبر بتائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے شیر دل کا نمبر بتا دیا اور ایک بار اسے دوہرایا تاکہ کسی غلطی کا کوئی امکان نہ رہے۔

''ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... کچھ دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ بتائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جناب۔ یہ نمبر ایک آدمی راجو کے نام پر ہے اور کالی کوٹھی ازبک روڈ میں نصب ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا آپ نے اچھی طرح چیک کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے نقشہ نکال کر اس نے اسے

میز پر پھیلایا اور پھر اس پر جھک گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور نقشے پر ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔

''یہ ہے کالی کوٹھی۔ میں تو سمجھا تھا کسی علاقے کا نام ہو گا لیکن یہ تو علیحدہ ایک کوٹھی ہے۔ شاید کسی خاص وجہ سے اس کا نام کالی کوٹھی پڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چلو اٹھو۔ اب مزید وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''...... جوانا نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد تینوں ایک ٹیکسی میں سوار کالی کوٹھی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ٹائیگر نے کالی کوٹھی میں بے ہوشی کی گیس فائر کر کے اندر جانے کی تجویز دی تھی جسے جوانا نے یکسر مسترد کر دیا اور اسے خاموش رہنے کا کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ پھر ایک سڑک پر کافی بڑے گیٹ کے سامنے جا کر ٹیکسی رک گئی۔

''یہ کالی کوٹھی ہے جناب''...... ڈرائیور نے گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر آئے۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر کرایہ دیا اور ساتھ ٹپ بھی۔

''سر۔ میں آپ کی واپسی کا انتظار کروں''...... ڈرائیور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نجانے ہمیں کتنی دیر یہاں ٹھہرنا پڑے''...... ٹائیگر نے کہا تو ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا تو جوانا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ کچھ دیر بعد گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور

یک مسلح آدمی باہر آیا ہی تھا کہ جوانا نے اس کے سر پر ہاتھ مار کر سے واپس اندر دھکیل دیا تو وہ الٹ کر پیچھے گر گیا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ جوانا اندر داخل ہوا اور اس نے اٹھتے ہوئے مسلح آدمی کے سینے پر پیر رکھ دیا تو اس آدمی کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی۔

”بولو شیر دل کہاں ہے“...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

”اندر۔ اندر ہیں“...... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر نکلا تو جوانا نے پیر ہٹایا اور جھک کر آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑ کر ٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... جوانا نے پوچھا۔

”مم۔ مم۔ میرا نام اعظم ہے۔ اعظم“...... اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں شیر دل کے پاس لے چلو“...... جوانا نے کہا تو اعظم کے چہرے پر قدرے رونق آ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ شیر دل کے سامنے پہنچنے کے بعد یہ لوگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ عمارت میں داخل ہو کر وہ ایک راہداری سے گزر کر ایک کمرے کے بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے کیونکہ اعظم رک گیا تھا۔ اعظم نے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے“...... دروازے کے اوپر سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”آپ کے مہمان آئے ہیں باس“...... اعظم نے اونچی آواز میں کہا۔

”مہمان۔ انہیں اکبر کے پاس لے جاؤ۔ وہ چیکنگ کر کے مجھے فون کرے گا۔ پھر انہیں لے آنا“...... اندر سے کہا گیا لیکن ابھی فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ جوانا نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جوانا اچھل کر اندر داخل ہوا۔

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کون ہو تم“...... میز کی دوسری سائیڈ پر کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن جوانا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اٹھتا ہوا آدمی چیختا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر دھماکے سے سائیڈ دیوار سے ٹکرایا اور پھر ایک دھماکے سے فرش پر گر گیا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

”تم جا کر باقی عمارت چیک کرو میں اس سے پوچھتا ہوں“...... جوانا نے فرش پر بے ہوش پڑے شیر دل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے سائیڈ کرسی پر پھینک دیا۔ دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور شیر دل کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ پڑا اور اس کے ساتھ ہی شیر دل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ایک ہی تھپڑ نے اسے بے ہوشی کی وادی سے نکال کر واپس ہوش دلا دیا تھا۔

''بولو۔ کہاں ہے میری کار۔ بولو ورنہ''...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

''کار۔ کون سی کار''...... شیر دل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید سمجھ ہی نہ آیا تھا کہ کس کار کی بات ہو رہی ہے۔

''وہ سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی مرسیڈیز کار اور سنو میرا نام جوانا ہے اور ابھی میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ چند لمحوں میں تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دوں گا۔ بولو کہاں ہے میری کار''...... جوانا نے اس کے منہ پر ایک اور زور دار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تم وہ سنیک ،کلرز ہو۔ تم تو نواب دادا کے پوائنٹ الیون میں تھے پھر یہاں کیسے آ گئے''...... شیر دل نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کی اور اس کے آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہیں۔ تم کار کا بتاؤ''...... جوانا نے کہا۔

''کار۔ یہیں گیراج میں ہے۔ میں نے تو تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ تم کار لے جاؤ اور ہمیں معاف کر دو۔ میرا وعدہ ہے کہ آئندہ تمہارے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کروں گا''...... شیر دل نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

''باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ تم میرے ساتھ چلو اور دکھاؤ میری کار کہاں ہے''...... جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر کرسی سے

نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

''ہاں چلو''...... شیر دل نے کہا اور سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے چلنا اب سیکھ رہا ہوں لیکن کمرے سے باہر آتے ہی وہ سنبھل گیا۔ شیر دل، جوانا کو ساتھ لئے عمارت کے ایک طرف بنے ہوئے پورچ کی طرف بڑھنے لگا۔ پورچ کے آخر میں چار پانچ گیراج تھے جن کے شٹر بند تھے۔ اسی لمحے ایک دروازے سے ٹائیگر اور جوزف باہر آ گئے۔ وہ جوانا اور شیر دل کو دیکھ کر چونک پڑے جبکہ شیر دل انہیں دیکھ کر اچھل پڑا۔

''تم۔ تم سب کیسے بچ گئے''...... شیر دل نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''پہلے میری کار کی بات کرو ورنہ میں ابھی تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا''...... جوانا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ گیراج ہے۔ جس میں تمہاری کار موجود ہے لیکن چابیاں تو میز کی دراز میں پڑی ہیں۔ میں لے آتا ہوں''...... شیر دل نے کہا۔

''رک جاؤ''...... جوانا نے کہا تو شیر دل رک گیا۔ جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے بند شٹر کو لگے ہوئے تالے ٹکڑے ہو کر اڑ گئے۔ جوزف نے آگے بڑھ کر شٹر اٹھایا تو اندر واقعی جوانا کی کار موجود تھی۔ کار کو دیکھ کر جوانا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے کسی ماں کو اس کا گمشدہ بچہ اچانک مل

جائے۔

''عمارت میں اور کتنے افراد تھے''...... جوانا نے اب نارمل لہجے میں جوزف اور ٹائیگر سے پوچھا۔

''نیچے تہہ خانے میں مشینیں نصب تھیں۔ جدید ترین چیکنگ آلات سے چیکنگ کی جا رہی تھی۔ چھ آدمی بھی موجود تھے۔ ہم نے یہ آدمی بھی ختم کر دیئے ہیں اور تمام مشینیں بھی''...... ٹائیگر نے کہا تو شیر دل یکلخت اچھل پڑا۔

''تم نے میرے آدمی مار دیئے اور کروڑوں کی مشینری بھی تباہ کر دی۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا''...... شیر دل نے یکلخت غصے سے آگ بگولہ ہو کر اچھل کر ٹائیگر کی طرف بڑھنے کی کوشش لیکن اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازیں ابھریں اور جوانا کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیوں اور شیر دل کے منہ سے نکلنے والی چیخ فضا میں گونج اٹھی۔ شیر دل گولیاں کھا کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جوانا نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کو چیک کرنے کے بعد اس کے چہرے پر مزید اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کار ہر طرح سے محفوظ تھی۔ چابیاں بھی اگنیشن میں موجود تھیں۔

''اب کہاں چلنا ہے۔ اڈے پر''...... جوانا نے کہا۔

''اڈے میں داخل ہونے کے لئے ہمیں خصوصی اسلحہ حاصل کرنا

پڑے گا تاکہ بند راستے کھولے جا سکیں اور اصل مسئلہ وہاں موجود اغوا شدہ عورتوں کا تحفظ ہے۔ اس لئے ہم پوری تیاری کے ساتھ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر واپس اپنی رہائش گاہ پر چلیں''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ولیم جونز یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت جس کا نام بھی کاسار تھا میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا اور ریجنل ہیڈ چارلس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے ولیم جونز کو سلام کیا۔

''آؤ بیٹھو چارلس''...... ولیم جونز نے اپنے سامنے موجود فائل کو بند کرتے ہوئے کہا اور فائل اٹھا کر ایک طرف رکھ دی۔

''تھینک یو باس''...... چارلس نے کہا اور سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم ریجنل ہیڈ ہو چارلس اور پاکیشیا اور کافرستان تمہارے ریجن میں ہیں لیکن پاکیشیا میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ سنیک بکرز مسلسل آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ سپر چیف کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہوتا چلا جا رہا ہے''...... ولیم جونز نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ آپ بتائیں اس کا کیا حل ہے ہمارے پاس۔ ہم تو آغا جبار کو ہی کہہ سکتے ہیں اور آغا جبار اپنی پوری کوشش کر رہا ہے۔ بڑے نامی گرامی پیشہ ور قاتل ہائر کر رہا ہے۔ باورچی سلیمان کے خاتمے کے لئے پیشہ ور قاتل کی خدمات حاصل کی گئیں لیکن وہ پیشہ ور قاتل ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی لاش ویران علاقے سے مقامی پولیس کو ملی۔ پھر ٹائیگر کے خاتمے کے لئے تین ٹاپ ٹین پیشہ ور قاتلوں کو ہائر کیا گیا لیکن ان تینوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ ساگی کا اڈا تباہ ہوا ساگی خود مارا گیا۔ اڈے پر موجود اغوا شدہ عورتیں واپس اپنے گھروں تک پہنچا دی گئیں۔ پھر سوجھل کا اڈا تباہ ہوا۔ سوجھل کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ آخر میں نواب دادا کے اڈے پر بھی یہی کارروائی دوہرائی گئی اور یہ سارے کام صرف تین افراد نے سرانجام دیئے۔ میرا مطلب ہے سنیک بکرز نے''...... چارلس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''نواب دادا کا اڈا بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ کیا واقعی''...... ولیم جونز نے چونک کر کہا۔

''یس چیف۔ ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ یہ فائل میں اس لئے ساتھ لایا ہوں۔ اس میں تمام تفصیل موجود ہے''...... چارلس نے سامنے رکھی ہوئی فائل ولیم جونز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''فائل کی تفصیل میں بعد میں پڑھ لوں گا۔ تم مجھے اہم باتیں بتا دو''...... ولیم جونز نے کہا۔

"نواب دادا اڈے کی بجائے ایک پوائنٹ پر مارا گیا۔ وہاں اس کے دو ساتھیوں کی لاشیں بھی موجود تھیں۔ نواب دادا نے سنیک بکلرز کو ٹریس کرانے کے لئے اس شہر کے ایک ٹریسنگ نیٹ ورک سے رابطہ کیا جس کا انچارج ایک آدمی شیر دل تھا۔ اس نے سنیک بکلرز کو ٹریس کیا اور انہیں بے ہوش کر کے نواب دادا کے پوائنٹ پر پہنچا دیا۔ نواب دادا اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچا۔ بعد میں نواب دادا اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں سامنے آئیں۔ پھر اس شیر دل اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس کے ہیڈ کوارٹر سے ملیں۔ وہاں بھی سنیک بکلرز ہی دیکھے گئے۔ پھر سنیک بکلرز نے نواب دادا کے اڈے پر ریڈ کیا۔ نواب دادا کے اڈے کے اوپر ایک ہوٹل ہے جس کا نام راجپوت ہوٹل ہے۔ اس کا مالک ایک دیوت نام کا شخص ہے۔ اڈے کے باقی تمام راستے بند کر دیئے گئے صرف راجپوت ہوٹل سے جانے والا راستہ کھلا رکھا گیا اور وہاں نواب دادا نے اپنے خاص آدمی تعینات کر دیئے تھے کہ وہ سنیک بکلرز کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیں لیکن وہ ایک بند راستہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں قتل عام کر دیا۔ پھر پولیس وہاں پہنچ گئی اور انہوں نے اس دیوت اور ہوٹل میں موجود نواب کے آدمیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ وہاں موجود سو کے قریب اغوا شدہ عورتوں کو پولیس رہا کرا کر ساتھ لے گئی۔ پھر سنیک بکلرز نے اس اڈے کو ہوٹل سمیت بموں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا"...... چارلس نے کہا۔

"ہوٹل کو وہاں رہنے والے لوگوں سمیت"...... ولیم جونز نے چونک کر کہا۔

"یہ رہائشی ہوٹل نہیں تھا چیف۔ منشیات کے استعمال کے لئے یہاں خصوصی انتظامات تھے کیونکہ کھلے عام منشیات کا استعمال پاکیشیا میں نہ صرف ممنوع ہے بلکہ جرم ہے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ ہوا کہ پاکیشیا میں اس سال بزنس کی مکمل چھٹی کرا دی گئی ہے"...... ولیم جونز نے کہا۔

"جی ہاں"...... چارلس نے جواب دیا۔

"اور یہ آغا جبار کیا کر رہا ہے۔ اس نے کیا کارروائی کی ہے"...... ولیم جونز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے چیف کہ اس کے ہائر کردہ تمام پیشہ ور قاتلوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہ اور کیا کرے کیونکہ کھل کر تو وہ سامنے نہیں آ سکتا"...... چارلس نے کہا۔

"تو پھر اس کا ہمیں کیا فائدہ ہوا"...... ولیم جونز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ وہاں ان اڈوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ عورتوں کو اغوا کر کے لانے والوں کے ساتھ تمام ڈیلنگ وہ خود کرتا تھا۔ اس نے بہت کام کیا ہے لیکن یہ سنیک بکلرز نجانے کون ہیں اور کس طرح یہ سب کچھ کرتے چلے جا رہے ہیں"...... چارلس نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اب میں ہیڈکوارٹر کو کیا رپورٹ دوں''...... ولیم جونز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میرے ذہن میں ایک اور خدشہ موجود ہے''۔ چارلس نے قدرے ہچکچاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا خدشہ ہے۔ کھل کر بات کرو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''باس۔ یہ سنیک کلرز صرف پاکیشیا تک محدود نہیں رہیں گے۔ انہوں نے لامحالہ آغا جبار پر ہاتھ ڈالنا ہے اور اس سے انہیں ہمارے بارے میں معلومات مل جائیں گی پھر وہ یہاں حملہ نہ کر دیں گے''...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز چونک پڑا۔

''اوہ۔ کچھ عرصہ پہلے چیف نے یہی خدشہ ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ ان کے مقابلے پر انہیں سپر کوبران گروپ کو حرکت میں لانا پڑے گا''...... ولیم جونز نے کہا۔

''چیف۔ آپ سپر چیف کو خود فون کر کے اس خدشے کا اظہار کر دیں تاکہ بعد میں ہمیں مورد الزام نہ ٹھہرایا جا سکے''...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز نے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا ایک کارڈلیس فون نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کیا اور رسیور واپس میز پر رکھ دیا۔

''اب تم نے منہ سے کوئی آواز نہیں نکالنی''...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو ولیم جونز نے رسیور اٹھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''سپر ہیڈکوارٹر''...... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں ہیڈکوارٹر سے''...... ولیم جونز نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیوں سپیشل کال کی ہے''...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا تو ولیم جونز نے پاکیشیا کے تیسرے اڈے کی تباہی کی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی چارلس کے ذہن میں ابھرنے والے خدشے کا ذکر بھی کر دیا۔

''خدشہ درست ہو سکتا ہے اس لئے آغا جبار کو کہو کہ وہ ان کی نگرانی کرائے اور جیسے ہی یہ لوگ پاکیشیا سے باہر جائیں وہ تمہیں اطلاع کرے اور تم سپر چیف کو فوراً اطلاع کر دو گے پھر ہم خود ان سے نمٹ لیں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سپر چیف۔ آغا جبار تو خود ان کا ٹارگٹ ہو گا۔ تینوں اڈے تباہ کرنے کے بعد لازماً انہوں نے آغا جبار کو گھیر لینا ہے اور جس قسم کا یہ سنیک کلرز گروپ ہے آغا جبار ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ آنے سے پہلے ہم آغا جبار کو انڈر گراؤنڈ ہونے کے احکامات دے دیں یا اسے فوری طور پر ہلاک کرا دیں تاکہ وہ لوگ اس کے ذریعے ہم تک نہ پہنچ سکیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''انہیں آغا جبار کے ذریعے آگے بڑھنے دو۔ یہ اس سے بہتر

ہے کہ سپر کوبران گروپ پاکیشیا میں جا کر ان کے خلاف کارروائی کرے۔ وہ لوگ یہاں آ جائیں۔ یہ ہمارا اپنا علاقہ ہے یہاں ہم انہیں آسانی سے گھیر سکتے ہیں البتہ تم وہاں کوئی ایسا گروپ ہائر کرو جو ان کے یہاں آنے کی اطلاع ہمیں دے اور ہم سپر کوبران گروپ کو حرکت میں لا سکیں۔ گڈ بائی"...... سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تم نے سن لیا سپر چیف کا حکم۔ اب جا کر آغا جبار کو فون کرو تاکہ وہ ہمیں بروقت اطلاعات مہیا کر سکے اور اس سے ہٹ کر وہاں کوئی گروپ ہائر کرو جو ان کی نگرانی کرے اور ہمیں بروقت اطلاعات مل سکیں"...... ولیم جونز نے سامنے بیٹھے ہوئے چارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال آ رہا ہے۔ وہ یہ کہ یہاں ہمارے ایسے گروپ موجود ہیں جو ایسے لوگوں کو آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں۔ آغا جبار سے پوچھ گچھ کے بعد وہ لازماً یہاں ہمارے خلاف کام کرنے آئیں گے کیونکہ سپر ہیڈکوارٹر کا تو علم ہمیں بھی نہیں ہے اور آغا جبار صرف اتنا جانتا ہے کہ ہیڈکوارٹر کاسار میں ہے بس اس سے زیادہ اسے بھی علم نہیں ہے۔ یہاں ہم آسانی سے اور بھرپور انداز میں ان کے خلاف کارروائی کر سکیں گے پھر ان کے ٹریس ہوتے ہی آپ سپر ہیڈکوارٹر کو اطلاع کر دیں یا کوئی گروپ ہائر کر کے خود ان کا خاتمہ کرا دیں"...... چارلس نے تفصیل سے

بات کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم نے بہترین مشورہ دیا ہے۔ یہاں ہارڈی کا گروپ ہے۔ وہ ایسے کاموں میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے اور وہ ان معاملات میں باقاعدہ تربیت یافتہ ہے۔ وہ انہیں ٹریس بھی کر لیں گے اور ختم بھی کر دیں گے لیکن اس کے لئے پہلے ہمیں سپر ہیڈکوارٹر کی منظوری حاصل کرنی پڑے گی"...... ولیم جونز نے کہا۔

"آپ تفصیل سے بات کریں گے تو وہ دے دیں گے اجازت"...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز نے میز پر موجود سپیشل کارڈلیس فون اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر کے اسے واپس رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی تو ولیم جونز نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

"سپر ہیڈکوارٹر"...... ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"ولیم جونز بول رہا ہوں ہیڈکوارٹر سے"...... ولیم جونز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں اتنی جلدی سپیشل کال کی ہے"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ تو ویسے ہی مشینی تھا لیکن اس میں غراہٹ کا تاثر بھی شامل ہو گیا تھا۔

"سپر چیف۔ ریجنل چیف چارلس نے جس کے پاس پاکیشیا اور کافرستان کا ڈیک ہے اس معاملے کے حل کے لئے ایک بہترین تجویز پیش کی ہے۔ بشرطیکہ آپ اس کی منظوری دے دیں۔ اس

لئے میں نے کال کی ہے"...... ولیم جونز نے کہا۔

"کیا تجویز ہے۔ تفصیل سے بتاؤ"...... سپر چیف نے کہا تو ولیم جونز نے ساری بات تفصیل سے بتا دی اور ساتھ ہی ہارڈی گروپ کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"گڈ۔ اچھی تجویز ہے اس طرح ہم سامنے نہیں آئیں گے۔ چارلس کو سپیشل انعام کا حق دار قرار دیا جاتا ہے۔ ہارڈی کا انتخاب بھی بہترین ہے۔ سپر ہیڈکوارٹر کو اس کی صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے اور اس تجویز پر عمل کرنے کی منظوری دی جاتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولیم جونز نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے اور چارلس دونوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز میں سنیک کلرز کا ایک دلچسپ، منفرد اور دھماکے دار ایڈونچر

کوبران (حصہ دوم)

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ٹائیگر ☆☆ جس نے جوزف اور جوانا سے بڑھ کر کام کیا لیکن پھر بھی وہ سنیک کلرز کا صرف معاون ہی رہا۔

جوانا ☆☆ سنیک کلرز کا چیف جس نے پاکیشیا میں موجود زہریلے سانپوں کو کچلنے کا جب اقدام کیا تو پھر اس کے قدم آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔

جوزف ☆☆ جس نے افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کی رہنمائی سے کوبران کے خلاف بھرپور جنگ لڑی۔

وہ لمحہ ☆☆ جب کوبران کے ناقابل تسخیر ہیڈکوارٹر کو سنیک کلرز نے دھواں بنا کر فضا میں اڑا دیا۔

وہ لمحہ ☆☆ جب سنیک کلرز کی مسلسل پیش قدمی نے کوبران کے بڑوں کو خوفزدہ کر دیا۔ پھر ——؟

عمران کی رہنمائی میں سنیک کلرز اور ٹائیگر کی مسلسل جدوجہد کا آخری نتیجہ کیا نکلا۔

انتہائی دلچسپ، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

...ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

مکمل ناول

...یک سن

...یانہ کارروائیوں سے شروع ہونے والا ایڈونچر۔
...ڑا سائنسدان جسے صامالی قزاقوں نے ہلاک کر
...ں نے ہلاک کیا تھا۔ یا ——؟
...مشتمل ایک ایسی تنظیم جو پوری دنیا میں اپنی حکومت
...ور وہ اس کے لئے اپنی کارروائیوں میں مصروف
...مران اور اس کے ساتھی اترے تو ——؟
...یک ایسی لیبارٹری تھی جس کے حفاظتی انتظامات کو
...دیا گیا تھا۔ قطعی ناقابل تسخیر۔ لیکن کیا واقعی ——؟
...ناقابل تسخیر حفاظتی انتظامات کو عمران نے بچوں
...کیسے۔ کیا ہوا ——؟
...شش کے بلیک سن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں
...کیا عمران نے شکست تسلیم کر لی۔ یا ——؟

...واقعات، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور
...یادگار کہانی۔

اوقاف بلڈنگ ... ک گیٹ ملتان
0333-6106573
0336-3644410
0336-3644441

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

خاص نمبر

وکٹری گیم

مصنف
ظہیر احمد

وکٹری گیم ** ایک ایسی گیم جو اسرائیل، ایکریمیا کے ساتھ مل کر پاکیشیا اور پوری دنیا کے مسلم ممالک کے خلاف کھیل رہا تھا۔ وہ گیم کیا تھی ——؟

ایکریمیا ** جس کا ایک طیارہ جو ایٹم بموں سے لیس تھا۔ اغوا کر لیا گیا؟

کرانس ** جس کا میراج طیارہ ایٹمی اسلحے سمیت غائب ہو گیا ——؟

گریٹ آرمی ** جو اسلامی ممالک کے ساتھ پوری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی۔

گریٹ آرمی ** جس نے پاکیشیا سمیت پوری دنیا کے ممالک کو الٹی میٹم دینا شروع کر دیا۔ وہ الٹی میٹم کیا تھا ——؟

عمران ** جس پر مسلسل حملے کئے جا رہے تھے۔ کیا اس پر گریٹ آرمی کی طرف سے حملے کئے جا رہے تھے۔ یا ——

[illegible] ** جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مار دی گئیں۔ اور پھر؟

ٹائیگر اور عمران ** جو پاکیشیا میں گریٹ آرمی کے ارکان کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔

[illegible] ** جو گریٹ آرمی کا سرکردہ رکن تھا۔ جب عمران اس تک پہنچا تو ——؟